خطباتِ اسلم

اصلاحِ ظاہر وباطن کا حسین امتزاج

نہم

دعوتِ فکر وعمل کا ایک عظیم شاہکار

افادات

مفکرِ ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم
(خلیفہ اقدس حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ)
مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور

مرتب
محمد ناظم قاسمی
ناظم تعلیمات جامعہ ہذا
09456615608

شائع کردہ
شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور یوپی

Scanned by CamScanner

فکر انگیز خطبات کا مرقع

اصلاحِ ظاہر و باطن کا حسین امتزاج

دعوتِ فکر و عمل کا ایک عظیم شاہکار

خطباتِ اسلم

جلد نہم

مرتب

محمد ناظم قاسمی

ناشر

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور

Scanned by CamScanner

کمپوزنگ و کتابت کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

تفصیلات

- نام کتاب ——— خطبات اسلم
- مرتب ——— محمد ناظم قاسمی
- صفحات ——— ۲۰۸
- باراول ——— گیارہ سو
- قیمت ———
- سن طباعت ——— ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء

ناشر

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور 09456615608

نوٹ:- دیوبند و سہارنپور کے کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ← محمد رفیع الحرم کمپیوٹرس سہارنپور 9557757799

فہرست عناوین

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱	انتساب	۱۸
۲	تائیدی، تبریکی کلمات	۱۹
۳	اظہار تشکر	۲۱
۴	تقریظ انیق	۲۳
۵	اظہار خیال	۲۶
۶	تاثرات	۲۸

☆☆☆

تین کاموں پر جنت کی بشارت

۱	پہلی حدیث کا مضمون	۳۱
۲	پہلا نیک کام	۳۲
۳	دوسرا نیک کام	۳۲
۴	فقراء کی فضیلت	۳۳
۵	کمزور نادار مسلمانوں کی برکت	۳۳
۶	فقراء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ	۳۴
۷	تیسرا نیک کام افشوا السلام	۳۴
۸	سلام کا طریقہ	۳۵
۹	سلام کا تاریخی پہلو	۳۵
۱۰	سلام کو رسم نہ سمجھیں	۳۶
۱۱	سلام کرنے پر اجر عظیم	۳۶

۱۲	سلام کا اصل حکم	۳۷
۱۳	سلام مختصر ہونا چاہئے	۳۹
۱۴	دوسری حدیث کا مضمون	۳۸

☆☆☆

متقی کون لوگ ہیں

۱	متقی کی صفات	۴۰
۲	متقی کی تین صفات	۴۰
۳	دعا مانگنا متقی کی صفت ہے	۴۱
۴	متقین کی پانچ صفات	۴۲
۵	صبر کی تین قسمیں	۴۲
۶	دوسری صفت	۴۳
۷	تیسری صفت	۴۳
۸	چوتھی صفت	۴۳
۹	حضرت عائشہؓ کی خیرات	۴۵
۱۰	تنگی اور فراخی کی حالت میں خرچ کرنیکی حکمت	۴۶
۱۱	پانچویں قسم	۴۶
۱۲	حضرت لقمان کی بیٹے کو نصیحت	۴۷
۱۳	زید بن اسلم کا بیان	۴۷
۱۴	نماز تہجد کا وقت	۴۷
۱۵	المستغفرین بالاسحار کے مصداق	۴۷
۱۶	تہجد کا مقام	۴۸
۱۷	خطیب کا مقام	۴۹
		۴۹

دعا مانگنے کا مجرب و مقبول طریقہ

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱	دعا کے معنیٰ	۵۲
۲	دعا مانگنے کا مقبول طریقہ	۵۲
۳	نماز کی برکت	۵۴
۴	دعا میں مکمل توجہ اللہ کی طرف ہو	۵۵
۵	ایک عجیب واقعہ	۵۵
۶	حضرت مدنیؒ کی دعاء	۵۶
۷	دعا قبول نہ ہونیکا اصل راز	۵۶
۸	قبولیت کی وجہ	۵۶
۹	کام کی بات	۵۷
۱۰	مقبول دعا کے آداب	۵۸
۱۱	اہم ادب	۵۸
۱۲	دعا سب کیلئے مانگو	۵۹
۱۳	ائمہ مساجد کیلئے ہدایت	۶۰
۱۴	دعا کی اہمیت وفضیلت	۶۰
۱۵	حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی اہمیت کو سمجھا	۶۱
۱۶	حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعاء	۶۱
۱۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۶۲
۱۸	مکہ شہر کیلئے دعاء	۶۳

Scanned by CamScanner

۱۹	دعاء نبی کی سنت ہے	۶۳
۲۰	جنگ بدر کی اہم دعا	۶۴
۲۱	دعا کا مزاج	۶۵
۲۲	حضرت عمر فاروقؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرائی	۶۶
۲۳	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کی دعا	۶۶
۲۴	صبح وشام کی مختصر دعائیں	۶۷
۲۵	واسطہ اور وسیلہ سے دعا مانگنا قبولیت کا سبب ہے	۶۸
۲۶	آنسو بہا کر رو رو کر دعا مانگے	۶۹
۲۷	جلد قبول ہونے والی دعاء	۶۹
۲۸	دعا میں پہلے حمد پھر درود	۷۰
۲۹	دعا میں تقدیم وتاخیر	۷۱
۳۰	دعا مانگنے والوں کیلئے ہدایت	۷۱
۳۱	قنوت نازلہ	۷۱
۳۲	خلاصۂ کلام	۷۲
۳۳	دعا میں ہاتھ اٹھانیکا افضل طریقہ	۷۳
۳۴	دعا میں ہاتھ اٹھانیکی حکمت	۷۳
۳۵	دعا کے بعد چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کی حکمت	۷۴
۳۶	دعا سے فراغت کے بعد	۷۵

☆☆☆

مسلم معاشرہ کا اصلاحی پہلو

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱	صرف اپنی فکر کافی نہیں	۷۷
۲	ظاہر کچھ باطن کچھ	۷۸
۳	دعوت کا قرآنی اسلوب	۷۹
۴	معاشرہ کے بگاڑ کی اصل وجہ	۷۹
۵	اولاد کے چار حقوق ہیں	۸۰
۶	ماں باپ پر اولاد کا پہلا حق	۸۱
۷	چھٹی اور سالگرہ منانا غیر اسلامی رسم ہے	۸۲
۸	اولاد کا دوسرا حق	۸۳
۹	اولاد کا تیسرا حق	۸۳
۱۰	بچہ کی پہلی درسگاہ	۸۴
۱۱	خواجہ شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اور ماں کی تربیت کا اثر	۸۴
۱۲	ٹیپو سلطان اور ماں کی تربیت کا اثر	۸۵
۱۳	اولاد کی دینی تعلیم سے غفلت کا نتیجہ	۸۶
۱۴	آپس کے حقوق ادا نہ کرنا تمام فساد کی جڑ ہے	۸۷
۱۵	اولاد کی تربیت نہ کرنیکا دنیوی نقصان	۸۷
۱۶	اولاد کی تربیت نہ کرنے سے آخرت کا نقصان	۸۸
۱۷	دیندار اولاد دونوں جہاں کی سعادت ہے	۸۸
۱۸	ماں باپ پر اولاد کا چوتھا حق	۹۰

Scanned by CamScanner

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱۹	اچھائی کا معیار اخلاق ہے	۹۰
۲۰	جلد نکاح نہ کرنے کی نحوست	۹۱
۲۱	اسلام نے شادی کو آسان بنایا ہے	۹۱
۲۲	دینداری کی بنا پر ہونیوالے نکاح میں برکت	۹۲
۲۳	سبق آموز واقعہ	۹۲
۲۴	خلاصہ کلام	۹۳

☆☆☆

حضرت زبیر ابن العوام کی بے مثال سخاوت

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱	سخی کی فضیلت	۹۶
۲	بخیل کی مذمت	۹۶
۳	حضرت اسماء بنت ابی بکر کی سخاوت	۹۷
۴	وضاحت	۹۸
۵	اعتدال کے ساتھ خرچ کرنا	۹۹
۶	سوال اور اس کا جواب	۹۹
۷	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مزاج انفاق	۱۰۰
۸	قرض کی ادائیگی کا عمل	۱۰۰
۹	عجیب وغریب واقعہ	۱۰۱
۱۰	سخاوت جنت کا ایک درخت ہے	۱۰۲
۱۱	قیامت کے دن کی رسوائی	۱۰۳
۱۲	آخرت کی زندگی ختم ہونے والی نہیں	۱۰۴

سچ بولنے کے مفید نتائج

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱	دنیا میں سب سے سچا انسان	۱۰۶
۲	سب سے اچھا انسان	۱۰۶
۳	سچ کو آنچ نہیں	۱۰۷
۴	سچے لوگوں کا مقام بہت اونچا ہے	۱۰۸
۵	تین صحابی بہت سچے نکلے	۱۱۰
۶	بائیکاٹ	۱۱۳
۷	توبہ کا پروانہ	۱۱۵
۸	مبارک بادی	۱۱۶
۹	سچ ہی میں نجات ہے	۱۱۷
۱۰	صدیق کا لقب	۱۱۷
۱۱	سچ کی برکت	۱۱۷
۱۲	ظالم بادشاہ پر سچ کا اثر	۱۱۹
۱۳	سچ کا احترام	۱۲۰
۱۴	سچائی سے مقام بلند ہوتا ہے	۱۲۰
۱۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سچائی پر ثابت قدمی	۱۲۱
۱۶	شیخ عبدالقادر جیلانی کی سچائی	۱۲۲
۱۷	خطیب کا آخری پیغام	۱۲۳
۱۸	ایک المیہ	۱۲۳

Scanned by CamScanner

جھوٹ بولنے کے مضر نتائج

کہاں	کیا	نمبر شمار
۱۲۶	جھوٹ کی کثرت	۱
۱۲۷	جھوٹ کا نقصان	۲
۱۲۷	کذاب آہستہ آہستہ بنتا ہے	۳
۱۲۸	جھوٹ کی بدبو	۴
۱۲۹	برائیوں سے نجات	۵
۱۳۰	قرآن میں لعنت کا استحقاق	۶
۱۳۱	لعنت کی وعید	۷
۱۳۱	لعنت کی ممانعت	۸
۱۳۲	ہوا کو لعنت مت کریں	۹
۱۳۲	تفصیلی روایت	۱۰
۱۳۳	بدگوئی کا آخری درجہ	۱۱
۱۳۳	لعنت آخری درجہ کی بددعا	۱۲
۱۳۳	لفظاً و عملاً جھوٹ بولنا برا ہے	۱۳
۱۳۴	ایک جھوٹی چیونٹی کا واقعہ	۱۴
۱۳۵	مسلمان کا بچہ جھوٹ نہیں بولتا	۱۵
۱۳۵	جھوٹوں پر اللہ کی ناراضگی	۱۶
۱۳۶	جھوٹے کا انجام جہنم	۱۷
۱۳۶	ایک حکایت	۱۸

کہاں	کیا	نمبر شمار
۱۳۶	معاشرہ کی حالت	۱۹
۱۳۷	جھوٹ بولنے کی اجازت صرف تین جگہ میں ہے	۲۰
۱۳۸	حدیث کی تشریح	۲۱
۱۳۸	جھوٹ کا پہلا موقع	۲۲
۱۳۸	جھوٹ کا دوسرا موقع	۲۳
۱۳۹	جھوٹ کا تیسرا موقع	۲۴
۱۳۹	جھوٹ سے بچنے کا طریقہ	۲۵
۱۴۰	حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا توریہ	۲۶
۱۴۱	سچ کی برکت	۲۷
۱۴۲	خطیب کا پیغام	۲۸

☆☆☆

سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا سماج اور معاشرہ کیلئے مضر ہے

کہاں	کیا	نمبر شمار
۱۴۴	انسان کا مقام بہت بلند ہے	۱
۱۴۶	آیت شریفہ کی وضاحت اور شان نزول	۲
۱۴۶	عبرتناک واقعہ	۳
۱۴۷	ایک اہم واقعہ	۴
۱۴۷	واقعۂ افک	۵
۱۴۹	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان	۶
۱۴۹	ام مسطح کی بددعا	۷

Scanned by CamScanner

۸	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر واقعہ کا اثر	۱۵۰
۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعہ کا اثر	۱۵۱
۱۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ	۱۵۱
۱۱	حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معلومات	۱۵۲
۱۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشورہ	۱۵۲
۱۳	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مشورہ	۱۵۳
۱۴	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشورہ	۱۵۳
۱۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تڑپ	۱۵۳
۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد کا مطالبہ کیا	۱۵۴
۱۷	عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام	۱۵۶
۱۸	آیت کریمہ کی مختصر وضاحت	۱۵۷
۱۹	حد قذف کا اجراء	۱۵۸
۲۰	تنبیہ	۱۵۸
۲۱	خطیب کا پیغام	۱۵۸
۲۲	عجیب مرض	۱۶۰

☆☆☆

ماحول کومت کوسئے

۱	حدیث پاک کا مطلب	۱۶۲
۲	انتباہ	۱۶۳
۳	اصلاح کم اور بگاڑ زیادہ	۱۶۳
۴	مؤدبانہ درخواست	۱۶۴

۵	سوال کا جواب	۱۶۴
۶	وجہ کچھ اور ہی ہے	۱۶۵
۷	مسلمانوں کی زندگیوں کا جائزہ	۱۶۵
۸	ماحول سدھارنے کا واحد راستہ	۱۶۶
۹	تصحیح عقیدہ پر محنت	۱۶۷
۱۰	مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کے ذمہ داران سے خطاب	۱۶۷
۱۱	تجدید ایمان کی محنت	۱۶۸
۱۲	بچوں کا ایمان	۱۶۹
۱۳	بچوں کے ایمان میں ماں کا ہاتھ	۱۶۹
۱۴	ارشاد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۹
۱۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دلوں پر محنت کی تھی	۱۷۰
۱۶	دلوں پر محنت ضروری ہے	۱۷۰
۱۷	ہمارے دلوں پر غیروں کی محنت	۱۷۰
۱۸	کانوینٹ اسکول کی تعلیم	۱۷۱
۱۹	دین سے بیزاری	۱۷۲
۲۰	ایک المیہ	۱۷۳
۲۱	اندر کی خرابی	۱۷۳
۲۲	حِسّی مثال	۱۷۵
۲۳	بہت آسان مثال	۱۷۵
۲۴	دل بننے سے زندگی کا رُخ بدلتا ہے	۱۷۵

Scanned by CamScanner

۲۵	عجیب واقعہ	۱۷۶
۲۶	آخری بات	۱۷۶
۲۷	آخری بات	۱۷۷

☆☆☆

دسترخوان پر کھانا اسلامی تہذیب ہے

۱	معاشرت کسے کہتے ہیں	۱۸۰
۲	کھانے کا صحیح طریقہ	۱۸۰
۳	میز (ٹیبل) پر کھانے کا رواج	۱۸۱
۴	جامع و ہمہ گیر الفاظ	۱۸۲
۵	بلاضرورت میز کرسی پر نہ کھانا چاہئے	۱۸۲
۶	چارپائی پر بیٹھ کر کھانا	۱۸۳
۷	کھڑے ہو کر کھانا غلط ہے اور زمانہ کا فیشن ہے	۱۸۳
۸	کھانے کی بہترین نشست	۱۸۳
۹	چمڑہ کا دسترخوان	۱۸۴
۱۰	دسترخوان کے فضائل و برکات	۱۸۵
۱۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان	۱۸۶
۱۲	رزق کی ناقدری	۱۸۷
۱۳	دسترخوان بچھانا اور اٹھانا	۱۸۷
۱۴	دسترخوان بچھانے کی دو صورتیں	۱۸۷
۱۵	دسترخوان پر کھانے کا حکم	۱۸۸
۱۶	دسترخوان اٹھانے کے آداب	۱۸۸

۱۷	دسترخوان جھاڑنے کا فن	۱۸۸
۱۸	دسترخوان سے وقار بلند ہوتا ہے	۱۹۰
۱۹	صدر جمہوریہ ہند کی آمد	۱۹۱

☆☆☆

والدین کے ساتھ حسن سلوک

نمبر شمار	کیا	کہاں
۱	اولاد سے محبت کرنا فطری امر ہے	۱۹۳
۲	باپ اولاد کی خاطر، بخیل، بزدل اور جاہل بن جاتا ہے	۱۹۵
۳	اولاد پر مہربانی کرنا	۱۹۶
۴	اللہ کو مہربانی کرنا پسند ہے	۱۹۶
۵	والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا	۱۹۶
۶	حسن سلوک کا استحقاق	۱۹۷
۷	ماں حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے	۱۹۷
۸	حسنِ سلوک میں ماں کیلئے تین گنا برتری	۱۹۸
۹	جہاد سے افضل ماں کی خدمت	۱۹۸
۱۰	تین مرتبہ سوال کرنیکی وجہ	۱۹۹
۱۱	مشہور حکایت	۱۹۹
۱۲	ماں کی بددعا سے بچو	۲۰۰
۱۳	ماؤں نے بڑے قیمتی بچے جنے ہیں	۲۰۰
۱۴	جُریج کا قصہ	۲۰۱
۱۵	بددعا کے الفاظ	۲۰۱

Scanned by CamScanner

۱۶	خلاصہ اور نتیجہ	۲۰۲
۱۷	نکتہ کی بات	۲۰۲
۱۸	مسئلہ	۲۰۳
۱۹	ماں باپ کی تعظیم کا ضابطہ	۲۰۳
۲۰	والدین کو خوش رکھنے کا ثواب	۲۰۴
۲۱	بے حساب روزی	۲۰۴
۲۲	حارثہ بن نعمان کو جنت میں قرآں پڑھنے کی سعادت	۲۰۴
۲۳	تین دعائیں مستجاب ہیں	۲۰۵
۲۴	مرادآباد کا واقعہ	۲۰۵
۲۵	گناہ کبیرہ	۲۰۶
۲۶	آخری بات	۲۰۶
۲۷	اولاد کیلئے پیغام	۲۰۷
۲۸	اولاد کا احسان	۲۰۷
۲۹	احسان کا بدلہ	۲۰۷

☆☆☆

انتساب

محبی و مشفقی استاذ گرامی حضرت حافظ عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب پور کسانی سہانپور خلیفہ ومجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ جنہوں نے ابتدائی تعلیم (نورانی قاعدہ) کا آغاز کرایا بالکھنوتی خرد میں تقریباً نصف صدی تک عہدۂ امامت پر فائز رہ کر امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مَنْسَأَةٌ فِی الْاَثَرِ کی یاد تازہ کر گئے، ان ہی کے فیوض وبرکات کا ثمرہ ہے کہ بندۂ ناتواں کے ہاتھوں خطباتِ اسلم جیسی مفید ترین کاوش معرض وجود میں آئی۔

اللہ تعالیٰ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

العبد

محمد ناظم قاسمی

خادم التدریس جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور

۲۵ رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ

تائیدی، تبریکی کلمات

گرامی قدر فخر الاماثل حضرت اقدس الحاج مولانا محمد ساجد حسن صاحب مظاہری قاسمی
مقرر آل انڈیا ریڈیو و استاذ تفسیر جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اس ’’خطباتِ اسلم‘‘ کی نویں جلد ہے، جس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ اُردو زبان کا شاید و باید کوئی خطیب ایسا ہوگا جس کی نگاہ سے خطباتِ اسلم نہ گزری ہو۔ مقررین اپنی تقریروں میں واعظینِ قوم اپنے پند و نصائح میں کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی حد تک اس سے استفادہ کرتے رہتے ہیں بعض ائمہ مساجد نے تو از خود بندہ کو یہ بات سنائی کہ وہ مسجد کی اجتماعی تعلیم میں خطباتِ اسلم کی تعلیم کرتے ہیں۔ عوام وخواص کے مابین اس بے پناہ مقبولیت کا راز مفکر ملت جناب حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اسلم صاحبؒ کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے، جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر امت تک پہنچ رہا ہے۔

علاقہ کے چند پروگراموں میں حضرت مولاناؒ کے ساتھ شرکت اور بیان سننے کا موقع میسر آیا۔ کلام معنیٰ خیز، انداز بیاں سادہ، لہجہ پرسوز، آواز پُر تاثیر و رقت آمیز ہوتی۔ دینی و اصلاحی جلسوں کا جو مقصد اصلی ہے، واقعہ یہ ہے کہ وہ آپ کے بیان سے پورا ہوتا، سامعین دیر سے آپکے وعظ کے منتظر رہتے اور کچھ لیکر اُٹھتے، ان پُر تاثیر مواعظ و خطبات کو

رفیقِ محترم حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی استاذ تفسیر و حدیث و ناظم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور نے جمع کیا ہے۔

مولانا موصوف خود مشہور و مقبول خطیب اور صاحب قلم باصلاحیت عالم ہیں۔ اس مجموعہ کی ترتیب اور ساخت میں ان کے اشہب قلم نے ’’سونے پر سہاگہ‘‘ کا کام کیا ہے، دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صاحب خطبات کے درجات کو بلند فرمائے اور مرتب مدظلہ اور سامعین وقارئین کے حق میں اس جلد کو بھی حسب سابق مفید و نافع اور اپنی بارگاہ میں مقبول بنائے۔ (آمین اللہم آمین)

دعاگو
(حضرت مولانا) محمد ساجد حسن مظاہری
یکم صفر ۱۴۳۵ھ

Scanned by CamScanner

اظہار تشکر

جانشین مفکر ملت صاحبزادۂ محترم حضرت الحاج مولانا محمد آصف صاحب ندوی
نائب مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، ضلع سہارنپور

الحمدلله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى اله الطيبين والطاهرين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين . امابعد!

والد مرحوم ومغفور کے اصلاحی خطبات ومواعظ کا مجموعہ" خطبات اسلم جلد نہم" استاذ محترم مرتب خطبات اسلم حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کا اپنے اظہار خیال کیلئے حکم ہوا ہے۔ بندۂ عاجز اظہار تشکر کیلئے عرض کرتا ہے کہ آپ پوری امت کے محسن ہیں کہ آپ نے حضرت والا مرحوم کی وفات کے بعد بھی آپ کے کیسٹوں میں محفوظ باقی ماندہ خطبات کو مرتب فرما کر اور شریف بکڈ پو سے طباعت کرا کر امت کے سامنے پیش کیا خدا آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس سلسلہ میں برکت عطا فرمائے کہ حضرت کے باقی ماندہ خطباب بھی منظر عام پر آ جائیں۔ (آمین)

بندۂ فقیر اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے کسی بھی صورت میں اس کا اہل نہ تھا کہ امت کی درخشندہ وعظیم ہستی کے خطبات کہ جن کی اثر پذیری میں قلب کی تپش اور شبوں کا گداز ہو اور جن سے ہزاروں بندگان خدا کو عقیدہ کی درستگی، فکری غذا اور روحانی توانائی حاصل ہوئی ہو اور ہزاروں عملی زندگیاں جن کی تاثیر وسحر آفرینی کی زندہ شہادتیں ہوں اور خود راقم جن کا ممنون ومشکور ہوں ان خطبات پر کچھ لکھنے کی جرأت کرے یہ ہمت کرنا مریض کا خود کو طبیب محسوس کرنے کے سوا اور کیا ہے۔

لیکن استاذ محترم کا حکم موجب امتثال امر ہوا، مزید برآں اس خیال نے جرأت آزمائی پر آمادہ کیا کہ شاید "یوسف علیہ السلام کے خریداروں" کی گرد راہ بننا بندہ کی نجات کا ذریعہ بن جائے "وما ذلک علی اللہ بعزیز"

دل سجدہ ریز ہے اور صمیم قلب سے دعاء گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پورے عالم کو خطبات اسلم کی عطر بیزیوں اور خوشبوؤں سے مشکبار کریں اور حضرت کیلئے صدقۂ جاریہ بنائیں اور بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ (آمین)

خلوص نیت اور حضور قلب کے ساتھ ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ

☆☆☆

محمد آصف ندوی
خلف الرشید حضرت مفکر ملت
۷ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ بروز بدھ

Scanned by CamScanner

تقریظ انیق

ادیب زماں مولانا محمد شاکر فرخ ندوی اظہری
مدیر التحریر عربی مجلہ "المظاہر" جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
استاذ المعہد الاسلامی مانک منو سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم جناب حضرت مولانا محمد اسلم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اور آپ کے علوم وفنون سے صرف کاشف العلوم چھٹمل پور اور دیگر اہل مدارس ہی فیض یاب نہیں ہوئے بلکہ اطراف واکناف کے عوام وخواص اور قرب وجوار کا پورا علاقہ آپ کا منت کش احسان ہے چونکہ آپ نے جوانی کے دور سے لیکر پیرانہ سالی تک اسفار کی مشقتیں برداشت کر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور خواص وعوام کو اپنے دردوسوز اور اخلاص میں ڈوبے ہوئے کلام سے متاثر کیا، اور دعوت إلی اللہ کا یہ سلسلہ عمر فانی کے آخری ایام تک جاری رہا، اس کے علاوہ کاشف العلوم میں بھی زائرین ومستفیدین کی مسلسل آمدورفت رہتی تھی جو اپنے درد کا درماں لیکر حاضر ہوئے اور شادکام وبامراد واپس ہوئے، یہ حضرت مولانا مرحوم کے سوز دروں، اخلاص وللّٰہیت اور امت مسلمہ کے تئیں آپ کی تڑپ اور بے چینی کی علامت تھی۔ ایسے عظیم داعی اور مخلص مربی کی کتاب کے متعلق کچھ تحریر کرنا راقم کیلئے بڑی سعادت کی بات ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک بے مثال واعظ اور خطیب وقت ہونے کے ساتھ دل دردمند اور فکر ارجمند کے حامل تھے، اور اسی دردمند دل نے آپ کو امت کے احوال پر بے

چین ومضطرب کر دیا تھا، آپ کے خطبات کا اسلوب اور انداز بیان نہایت موثر ہوتا تھا، اور انداز تقریر ایسا تھا کہ جس سے دلوں کی سرد انگیٹھی روشن ہو جاتی تھی، اور آلودۂ عصیاں نفوس طہارت وپاکیزگی اور تقوی ودینداری کے طالب بن کر دوسروں کے لئے نمونہ بن جاتے تھے۔ ایمان افروز واقعات سے آپ قلوب کو گرماتے تھے، اور ہدایات ربانی اور انوار نبوت سے اکتساب فیض کرتے ہوئے ظلمتوں کے پردے چاک کرتے تھے کثیر تعداد آپ کے دامن اصلاح وتربیت سے وابستہ تھی جس نے اس اصلاحی ربط وتعلق کے ذریعہ اپنے ظاہر وباطن کو پاک صاف کر لیا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم کے حادثۂ وفات کی خبر سنکر مربی محترم جناب مولانا عبد اللہ حسنی ندوی مرحوم نے فرمایا تھا کہ حضرت مولانا اسلم کی وفات سے علمی واصلاحی دنیا میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے اور اس علاقہ میں بظاہر کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جس کی جانب عوام وخواص کا اس قدر رجوع ہو۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے انہیں موثر کلمات اور مفید مواعظ حسنہ کو انہیں کے شیریں اور عمدہ اسلوب میں "خطبات اسلم" کی نویں جلد ہے، اس سے قبل اس سلسلۃ الذہب کی آٹھ کڑیاں منظر عام پر آکر قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔

مرتب محترم جناب مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی مدظلہ العالی (ناظم تعلیمات جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم چھٹمل پور) جو خود ایک مخلص مربی، ماہر خطیب اور جامعہ کاشف العلوم کے ہردلعزیز استاذ ہیں جن کے چشمۂ علوم ومعرفت سے ہزاروں تشنگان علم سیراب ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے حضرت مولانا نے گذشتہ جلدوں کی طرح اس جلد میں بھی ایسے موضوعات کا انتخاب کیا ہے جن میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انفرادی واجتماعی زندگی میں مسلمانوں کی رہنمائی کی گئی ہے، عائلی زندگی کے اصول بھی بتائے گئے ہیں اور سماج ومعاشرہ سے مربوط رہ کر جینے کا طریق بھی بتایا گیا ہے اور امت کے امراض کی نہ صرف

Scanned by CamScanner

نشاندہی کی گئی ہے بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان امراض کا علاج بھی تجویز کیا گیا ہے غیروں کو اور بالخصوص زمانے کے برا بھلا کہنے والوں کو احتساب نفس کی دعوت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے یقین کامل ہے کہ جس طرح حضرت مولانا مرحوم کی ذات مرجع خلائق تھی کسب فیض کا یہ سلسلہ ان خطبات کے ذریعہ اب بھی جاری رہیگا۔ اور یہ مواعظ امت مسلمہ کے افراد کے تن مردہ میں نئی روح پھونکنے کا ذریعہ بنیں گے۔ اور صاحب خطبات اور مرتب محترم کیلئے ذخیرۂ آخرت ثابت ہوں گے۔

شاکر فرخ ندوی

۱۲/۱/۱۴۳۵ھ

اظہارِ خیال

مرجعِ خلائق حضرت مولانا الحاج محمد عرفان صاحب قاسمی

خلیفہ ومجاز حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحبؒ

مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ تعلیم الاسلام کھیڑہ مغل ضلع سہارنپور (یوپی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اللہ رب العزت کا امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وتسلیم پر بے کراں احسان ہے کہ اس نے کسی بھی زمانہ میں اس امت کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑا بلکہ ہر زمانہ میں جیسے حالات وضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں امت کی روحانی تشنگی کو دور کرنے ان کے پراگندہ اعمال واخلاق کو سنوارنے کیلئے ویسے ہی اپنے برگزیدہ بندوں کو ملک در ملک شہر در شہر قریہ در قریہ پیدا فرماتا رہتا ہے جو اپنی زبان وقلم اور علم وعمل کے ذریعہ اس امت کے خوابیدہ دلوں کو مہمیز لگا کر ان کو راہِ حق پر گامزن کرتے ہیں انہیں خاصانِ خدا میں سے حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحب نور اللہ مرقدہٗ وشرف مضجعہٗ کی ذات والا صفات بھی تھی آپ اپنے سینہ میں ایک دردمند دل رکھتے تھے، امت کے بگاڑ وفساد واخلاقی زوال پر آپ ماہی بے آب ہوجاتے تھے آپ کا سینہ نور معرفت سے پُر تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبان کی شیرینی اور خطابت کی سحر آفرینی سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا ماشاء اللہ آپ نے امت کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور اپنی پوری زندگی امت کی صلاح وفلاح کیلئے وقف کردی اور دعوت وتبلیغ کیلئے قرب وجوار اور دور دراز کے بہت اسفار کئے اور اپنی درد میں ڈوبی شعلہ بار تقریروں کے

ذریعہ لوگوں کے دلوں کو منور کیا آپ کے خطبات تصنع اور تکلفات سے عاری لفاظی اور استعارات سے پاک سادہ عام فہم زبان میں مگر پر اثر اور پر مغز ہوتے تھے جس سے خواص وعام یکساں فیض حاصل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جامعہ کاشف العلوم کے ناظم تعلیمات حضرت الحاج مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی دامت برکاتہم کو کہ انہوں نے حضرت کے خطبات وتقاریر کو تحریری شکل دیکر حضرت کے دردوکرب کو دوردور تک پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائی اوران کے نفع کو دیرپا بنادیا حضرت والا میرے مشفق استاذ بھی تھے، روحانی باپ بھی تھے پیرومرشد اور شیخ طریقت بھی تھے ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کھیڑہ مغل کے سرپرست اعلیٰ بھی تھے۔ آپ ہی کی برکتوں کا فیض ہے کہ تعلیم الاسلام کھیڑہ مغل بہت تھوڑی مدت میں تعلیمی، تدریسی، تنظیمی اور تعمیری ترقیات کی منزلیں طے کر چکا ہے ماشاء اللہ دوسال سے ذکرواذکار کا (خانقاہی) سلسلہ بھی شروع ہو چکا جو حضرت ؒ کے فیوض وبرکات ہی کا ثمرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت کے خطبات سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے اوران پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صاحب خطبات کو اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائیں اور جامع خطبات کو اپنے شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

(حضرت مولانا) محمد عرفان (صاحب مدظلہ)

خادم تعلیم الاسلام کھیڑہ مغل

تاثرات

محب العلماء حضرت مولانا محمد اشرف صاحب قاسمی مدظلہ

(مجاز صحبت حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب کاظمی سنسارپوری)

مہتمم جامعہ اشرف المدارس چھج پورہ ضلع سہارنپور

حامداً ومصلیاً امابعد مادر علمی جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور یوپی کا مشہور ومعروف دینی وعصری علوم کا معیاری ومثالی قدیم ادارہ ہے جس کا فیض ملک وبیرون ملک میں جاری ہے اس ادارے کے سربراہ اعلیٰ خطیب العصر مفکر ملت استاذ گرامی حضرت مولانا الحاج محمد اسلم صاحب ؒ خلیفۂ اجل حضرت اقدس پیرومرشد مفتی مظفر حسین صاحب ؒ کے موثر ومقبول خطبات کی نویں جلد منظر عام پر آرہی ہے جو یقیناً روحانی توانائی، اخلاص وللہیت دردوفکر اور حق ومعارف کا خزانہ ہے کاشف العلوم کی طالب علمانہ گیارہ سالہ زندگی میں بارہا حضرت کے دردوکرب میں ڈوبے ہوئے خطبات کو سننے کا عظیم موقع ملا حضرت والا سادہ الفاظ میں بے جھجک اور بے تکلف اپنے مافی الضمیر کو پاکیزہ زبان میں پیش کرنے پر قدرت رکھتے تھے اور مجمع پر اثر انداز ہوجاتے تھے آپ کے منفرد لب ولہجہ میں فکر آخرت کی اثر انداز آواز سے لوگوں کے قلوب میں ایک علمی وروحانی انقلاب پیدا ہوجاتا تھا بہت سے پرہجوم مجمع سے گریہ وزاری کی صدائیں آتی تھیں سامعین کے بدن میں لرزہ، آنکھوں سے ندامت کے آنسو جاری ہوجاتے یہ سب حضرت کا اہل دل سے تعلق کا ثمرہ تھا۔

آپ میرے مشفق ومربی استاذ ہونے کے ساتھ جامعہ اشرف المدارس چھج پورہ

Scanned by CamScanner

سہارنپور کے قیام اول ہی سے سرپرست رہے ہیں اور ادارے کا نظم ونسق، تعلیم وتربیت سے متعلق مخلصانہ مفید مشوروں سے نوازتے رہتے تھے، قابل مبارکباد ہیں ہمارے محسن ومربی، مشفق وکرم فرما استاذ، رہبر ملت حضرت مولانا الحاج محمد ناظم صاحب قاسمی دامت برکاتہم ناظم تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور کہ آپ اتنے اہم اور مؤثر خطبات کو جمع فرمارہے ہیں۔

دعاء ہے کہ باری تعالیٰ خطیب "مرتب مدظلہ العالی کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کیلئے مشعلِ راہ بنائے۔

☆☆☆

محمد اشرف قاسمی خادم اشرف المدارس

۲۵ر محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

محبت اور دوستی قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ سلام ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا ذریعہ نہ بتلادوں جس کو تم اختیار کرو تو آپس میں محبت اور دوستی کا تعلق پیدا ہوجائے اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کا رواج عام کرو آشنا اور ناآشنا سب کو سلام کرو۔

(مسلم شریف)

تین کاموں پر جنت کی بشارت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفره ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له . اما بعد!

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَاَفْشُوْا السَّلَامَ تدخلوا الجنة بسلام هذا حديث حسن صحيح .(ترمذی)

عن ابى هريرةؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال افشوا السلام واطعموا الطعام واضربوا الهام تُوْرِثُوْا الجنان .(رواه الترمذی)

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام آج کی اس مجلس میں دو حدیثیں تلاوت کی ہیں دونوں حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں دونوں حدیثوں میں تین عمل بتلائے ہیں تینوں عمل دخول جنت کیلئے بہترین اسباب ہیں ایمان لانے کے بعد اگر انسان ان تینوں اعمال پر کاربند ہو جائے ۔ دوام اور استقامت کے ساتھ عمل کرنیوالا ہو جائے تو انشاء اللہ بے خوف وخطر جنت میں پہونچ جائیگا۔

پہلی حدیث کا مضمون

پہلی حدیث کا مضمون ہے اُعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَاَفْشُوْا السَّلَامَ تدخلو الجنة بسلام تین عمل بیان فرمائے اگر آدمی ان تینوں عمل یعنی تینوں کام انجام دیگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں تین نیک کاموں کی ہدایت فرمائی اور ان کے کرنیوالوں کو جنت کی بشارت دی ۔

پہلا نیک کام

اعبدوا الرحمن رحمان کی عبادت کرو یعنی مہربان ہستی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک مت کرو عبادت کہتے ہیں کہ انسان اپنی پوری طاقت مکمل فرمانبرداری میں صرف کردے اور خوف وعظمت کے پیش نظر نافرمانی کرنے سے دور رہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُعبدوا الرحمان فرما کر ساری دنیا کے لوگوں کو مخاطب کیا کوئی مخصوص نسل مخصوص قوم اور کوئی مخصوص جماعت مراد نہیں بلکہ عالمگیر خطاب ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی دعوت دے رہے ہیں اور توحید ہی اصل اساس اور بنیاد ہے سارے دین کی توحید کے بغیر کچھ نہیں اگر کسی کے پاس توحید کی پاسداری نہیں وہ مؤمن نہیں مسلمان نہیں اسلئے دوستو اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھو، رازق نہ سمجھو، خالق نہ سمجھو اور کارساز نہ سمجھو بس صبح شام دن رات اور وقتاً فوقتاً یوں کہتے رہو ۔

تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا موجود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
تیرے سوا مشہود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ
لاالٰہ الااللہ لاالٰہ الااللہ
کون و مکاں میں لائق سجدہ اے نور مبیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

دوسرا نیک کام

محترم دوستو! جنت میں لے جانیکا دوسرا نیک کام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا واطعموا الطعام غریبوں کو کھانا کھلاؤ کھانا کھلانے میں فقراء، یتامیٰ، مساکین طلبائے مدارس اور مجاہدین فی سبیل اللہ اور امت محمدیہ کے برادران اور عزیز واقرباء واطعموا الطعام کے اندر سب داخل ہیں یہ اخلاقیات کے باب سے ہے کہ ہم ہر فرد بشر کا خیال رکھیں۔

فقراء کی فضیلت

دوستو! شریعت اسلامیہ میں فقراء اور غرباء کا بڑا خیال رکھا گیا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں اغنیاء (مالداروں) سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔ (رواہ مسلم)

بخاری شریف کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقراء جنت میں اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔ (رواہ البخاری)

کمزور نادار مسلمانوں کی برکت

میرے بھائیوں یہ کمزور، نادار غریب مسلمان بڑے ہی اعزاز واکرام مستحق ہیں یہ کمزور مسلمان بڑے بابرکت لوگ ہوتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں رہنا پسند کیا ہے چنانچہ ابوداؤد میں روایت ہے:

عَنْ اَبِی الدرداءؓ عن النبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ اَبْغُوْنِی فِیْ ضُعَفَاءِ کُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ ۔ (ابوداؤد)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ مجھے اپنے کمزور اور نادار لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں رزق کا دیا جانا یا تمہاری مدد کیا جانا تمہارے دشمنوں کے مقابلہ میں ان ہی لوگوں کی برکت سے ہے جو تم میں کمزور ہیں دوستو اور بزرگو یہ لوگ جو کمزور اور نادار نظر آتے ہیں اور ہر طرح کی دنیوی طاقت وحیثیت سے خالی معلوم ہوتے ہیں ان کا وجود

پوری کائنات کیلئے خیر وبرکت کا باعث ہوتا ہے ان ہی لوگوں میں بڑے بڑے اقطاب واوتار بھی ہوتے ہیں جو اگرچہ دُنیا داروں کی نظر میں کچھ بھی نہیں ہوتے مگر حقیقت میں سارے عالم کا نظم کائنات ان ہی کی وجہ سے مستحکم ہوتا ہے بلکہ بعض حالات میں مختلف علاقوں اور آبادیوں کا نظم وانصرام روحانی طور پر خدا کی طرف سے ان کے سپرد ہوتا ہے اس معنی کر دوستو ہمیں ان فقراء غرباء کا خاص لحاظ رکھنا چاہئے۔

فقراء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ

ابن ملکؒ نے اس حدیث کی وضاحت میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اگر مجھ کو پانا چاہتے ہو تو مجھے اپنے کمزور نادار لوگوں میں تلاش کرو بایں طور کہ تمہارے اوپر ان کے حقوق عائد ہوتے ہیں اسلئے ان کی حفاظت کرو اور ان کی دلجوئی میں مشغول رہو کیونکہ میں ان کے ساتھ بعض اوقات جسمانی طور پر رہتا ہوں اور دل وجان سے تمام اوقات میں رہتا ہوں لہٰذا جس شخص نے ان کا احترام کیا اس نے گویا میرا احترام واکرام کیا اور جس شخص نے ان کو تکلیف وایذاء پہونچائی اس نے گویا مجھ کو ایذاء اور تکلیف پہونچائی۔

حدیث قدسی سے اس کی تائید ہو رہی ہے مَن عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْحَرْب جس شخص نے میرے ولی کیساتھ عداوت ودشمنی اختیار کی وہ گویا مجھ سے لڑنے کیلئے میدان میں آیا۔

تیسرا نیک کام افشو السلام

مسلمان بھائیو اور میرے پیارے بچو! جنت میں لے جانیوالا تیسرا کام افشو السلام سلام کو رواج دو یعنی سلام خوب کرو سلام کثرت سے کرو، سلام میں بخل نہ کرو، سلام میں پیش قدمی کرو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت ابوامامہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں ابتداء کرے (ترمذی) اسلئے جب آپس میں ملیں تو چھوٹا بڑے کو سلام کرے، بڑا چھوٹے کو سلام کرے استاذ شاگرد کو سلام کرے، شاگرد استاذ کو سلام کرے، ماں باپ اپنی اولاد کو سلام کرے اولاد ماں باپ کو سلام کرے۔

سلام کا طریقہ

دوستو اور بزرگو اور میرے پیارے بچو! اسلام کرنیکا جو موجودہ طریقہ رائج ہے یہ بالکل ابتدائی زمانہ میں شروع ہوا تھا اور اس کا مقصد ایک ایسی علامت کو رائج کرنا تھا جس کے ذریعہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیاز کیا جا سکے اس کلمہ کو اپنی زبان سے ادا کرنیوالا اس بات کا اعلان کرتا تھا کہ میں مسلمان ہوں پھر یہ طریقہ مستقل طور پر شروع ہو گیا۔

سلام کا تاریخی پہلو

اسلام سے پہلے عرب کی یہ عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو حیاکَ اللّٰہ، اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ عَیْناً، یا اَنْعِمْ صَبَاحاً وغیرہ الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے اسلام نے اس طرز تحیہ واعزاز کو بدل کر السلام علیکم کہنے کا طریقہ رائج کر دیا جس کے معنی ہیں تم ہر تکلیف اور رنج ومصیبت سے سلامت رہو دوستو دنیا کی ہر مہذب قوم میں اسکا رواج ہے کہ جب آپس میں ملاقات کریں تو کوئی کلمہ آپس کی موانست اور اظہار محبت کیلئے کہتے ہیں اسلامی سلام جتنا جامع ہے کوئی دوسرا اسلام اتنا جامع نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ادائے حق محبت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ آپ کو تمام آفات اور آلام سے سلامت رکھے گویا کہ یہ سلام ایک دعا بھی ہے اور عبادت بھی ہے اور اپنے بھائی مسلمان کو خدا تعالیٰ کی یاد دلانیکا ذریعہ بھی اور ایک معاہدہ بھی ہو رہا ہے کہ میرے ہاتھ اور زبان سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہونچے گی اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ کا سبق بھی یاد دلایا جاتا ہے۔

سلام کو رسم نہ سمجھیں

کاش مسلمان اس کلمۂ سلام کو عام لوگوں کی رسم کی طرح ادا نہ کریں بلکہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر اختیار کریں تو شاید پوری قوم کی اصلاح کیلئے یہی کافی ہو جائے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہم سلام کو رواج دینے کی بڑی تاکید فرمائی اور اس کو افضل الاعمال قرار دیا صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو اور میں تم کو ایک ایسی چیز بتلاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرلو تو تمہاری آپس میں محبت قائم ہو جائیگی وہ یہ کہ آپس میں سلام کو عام کرو ہر مسلمان کیلئے خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ (رواہ مسلم)

سلام کرنے پر اجر عظیم

ترمذی اور ابوداؤد میں عمران ابن حصین کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے آکر السلام علیکم کہا آپ نے سلام کا جواب دیا وعلیکم السلام وہ شخص آرام سے بیٹھ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کیلئے دس نیکیاں لکھی گئی ہیں پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے آکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا آپ نے جواب دیا جب وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا اسکے لئے بیس نیکیاں لکھی گئی ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا یعنی تیسرا شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اس کیلئے تیس نیکیاں لکھی گئی ہیں ابوداؤد کی روایت میں چوتھے آدمی کا تذکرہ بھی آتا ہے وہ آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Scanned by CamScanner

ومغفرتہ آپ نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ اس کے بعد فرمایا کہ چالیس نیکیاں لکھی گئی اور فرمایا وقال هذا تكون الفضائل کہ سلام کرنے والا جتنے الفاظ بڑھائیگا اسی قدر اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا رہیگا۔

سلام کا اصل حکم

دوستو! اصل حکم سلام کا یہ ہے کہ سلام کرنے والا جب سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب اچھا کر کے دو وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا قرآن کا اعلان یہی ہے کہ جب کوئی تم کو سلام کرے تو تم اس کا جواب اچھا کر کے دو یا سلام کا جواب سلام ہی کے الفاظ میں لوٹا دو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تشریح اپنے عمل سے اس طرح فرمائی ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صاحب تشریف لائے اور کہا السلام علیکم یارسول اللہ آپ نے جواب میں ایک کلمہ بڑھا کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ پھر ایک صاحب آئے انہوں نے اپنے سلام میں یہ الفاظ کہے السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ آپ نے جواب میں ایک کلمہ بڑھا کر کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایک تیسرے صاحب آئے انہوں نے اپنے سلام میں تینوں کلمے بڑھا کر کہا السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے صرف جواب میں ایک کلمہ وعلیک ارشاد فرمایا اس تیسرے آدمی کے دل میں شکایت پیدا ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان پہلے جو حضرات آئے آپ نے ان کے جواب میں کئی کلمات دعا کے ارشاد فرمائے اور میں نے ان سب الفاظ سے سلام کیا آپ نے صرف وعلیک پر اکتفا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم نے ہمارے لئے کوئی کلمہ چھوڑا ہی نہیں کہ ہم جواب میں اضافہ کرتے تم نے سارے کلمات اپنے سلام ہی میں جمع کر دیئے اس لئے ہم نے قرآنی تعلیم کے مطابق تمہارے سلام کا جواب بالمثل دیدیا (رواہ ابن جریر ابن ابی حاتم) معارف القرآن اشرفی صفحہ ۱۵۵، پارہ والمحصنت

دوستو! اس روایت سے یہ پتہ چلا کہ سلام اور سلام کے جواب میں کلمات کی زیادتی صرف تین کلمات تک مسنون ہے اس سے زیادہ کرنا مسنون نہیں ہے۔

سلام مختصر ہونا چاہئے

دوستو! اس روایت سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ سلام کا موقع مختصر ہونا چاہئے یعنی سلام مختصر کرنا چاہئے اتنی زیادتی مناسب نہیں ہے جو کسی کام میں مخل ہو یا سننے والے پر بھاری ہو جائے اس لئے اس آدمی نے جب تینوں کلمے جمع کر دیئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے زیادتی مناسب نہ سمجھی اور سلام میں زیادتی کرنیوالے کو یہ کہہ کر روک دیا ان السلام قد انتهى الى البركة یعنی سلام لفظ برکت پر ہی ختم ہو جاتا ہے اسلئے یہ زیادتی کرنا مسنون نہیں ہے جو حضرات سلام اور سلام کے جواب میں کلمات بڑھاتے رہتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ سلام تو ایک دعا ہے اور دعا مختصر ہی ہوتی ہے۔

دوسری حدیث کا مضمون

محترم دوستو! خطبہ میں دو حدیث پڑھی تھی ایک حدیث کی وضاحت اور تفصیل کسی قدر آپ حضرات کے سامنے آگئی ماشاء اللہ آپ حضرات نے بڑے غور سے سنا دوسری حدیث ہے افشو السلام واطعمو الطعام واضربو الهام تورثو الجنان اس حدیث میں واضربو الهام کے الفاظ زائد ہیں مطلب یہ ہے کہ سلام کو رواج دو غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور دشمنوں کے سروں پر بجاؤ یعنی جہاد میں حصہ لو جہاد سے پیچھے نہ ہٹو جنت کے وارث ہو جاؤ گے۔

دونوں روایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ یہ تینوں کام جنت میں پہونچانیکا ذریعہ ہیں دوستو ارادہ کرو عزم مصمم سے کام لو انشاء اللہ اگر ہم نے یہ تینوں کام اپنی معاشرتی گھریلو زندگی میں داخل کر لئے تو تمہاری دنیا بھی اچھی ہو جائیگی اور آخرت میں بھی اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل ہوگی۔

وما علينا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

متقی کون لوگ ہیں؟

الحمدللّٰہ و کفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

اعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بخیر من ذالکم للذین اتَّقَوْا عند ربّھم جنّٰتٌ تجری من تحتِھَا الانھار خالدین فیھا وازواجٌ مطھّرۃٌ ورضوانٌ من اللّٰہ واللّٰہ بصیرٌ بالعباد الذین یقولون ربَّنَا اِنَّنَا آمَنَّا فاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النّار ٥ الصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار ٥ (آل عمران)

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہی آسانیاں ہوں تو زندگی دشوار ہو جائے
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد
سرخ رُو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام! جو آیت شریفہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی اس سے پہلی آیت میں باری تعالٰی نے لذات دنیویہ اور شہوات کی محبت اور دنیا کی رنگ برنگی زرق و برق، مزین اور خوبصورت چیزوں کا تذکرہ کیا ہے عورت کا تذکرہ کیا اولاد کا تذکرہ کیا سونے اور چاندی اور مال کثیر کا ذکر کیا۔

عمدہ گھوڑوں، چوپاؤں اور کھیتی کا تذکرہ کیا دنیوی زندگی مال، ومتاع، اسباب وسامان اور راحت و آرام کا تفصیلی ذکر کرنیکے بعد اللہ تبارک وتعالٰی فرمارہے ہیں کہ یہ دنیوی مال

ومتاع سب فنا ہونیوالی چیزیں ہیں دینی، اخروی اور جنت کی سب چیزیں باقی رہنے والی ہیں لازوال نعمتیں ہیں دنیا میں ان نعمتوں کی نظیر نہیں ملتی چنانچہ فرمایا باری تعالٰی نے کہ اے نبی کہہ دیجئے لوگوں کو کیا میں تم کو خبر نہ دوں اُن چیزوں کی جو اس متاع دنیا اور اس کی تمام شہوات اور لذات سے کہیں زیادہ بہتر ہیں گویا کہ دنیا کی سب چیزیں آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں وہاں کی سب چیزیں عمدہ سے عمدہ ہیں جو متقی لوگوں کیلئے خاص ہیں چنانچہ قرآن نے بیان کیا ہے لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّھِمْ جنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰر خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَاَزْوَاجٌ مُطَھَّرَۃٌ وَّرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰہِ متقی لوگوں کیلئے اللہ کے پاس جنات یعنی باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان باغات میں متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے اور ان باغات وجنّات میں پاکیزہ بیویاں حورعین ملیں گی جو نہایت عمدہ صاف اور ستھری ہوں گی ظاہری اور باطنی گندگی سے بالکل پاک ہوں گی اور ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ان کو یہ نعمت ملے گی کہ اللہ تعالٰی کی جانب سے ان کو رضامندی اور خوشنودی اور اللہ کا دیدار نصیب ہوگا یہ سب متقی لوگوں کیلئے ہوگا۔

دوستو! متقی وہ لوگ کہلاتے ہیں جو گناہوں سے بچتے ہیں ہر وقت اپنے دل میں اللہ کا خوف اور ڈر رکھتے ہیں سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

متقی کی صفات

چنانچہ قرآن مجید میں متقی لوگوں کی بہت سی صفات بیان کی ہیں۔

قرآن مجید میں سب سے پہلے سورۂ بقرہ کے شروع میں فرمایا الذین یؤمنون بالغیب ویُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ ومِمَّا رزقنٰھم ینفقون.

متقی کی تین صفات

اس آیت شریفہ میں متقی کی تین صفات بیان کی گئی ہیں (۱) غیب کی چیزوں پر ایمان

Scanned by CamScanner

لانا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوۃ دینا متقی آدمی کی ان تین صفات میں پورا دین سما گیا کیونکہ جب آدمی ایمان لے آیا ایمان ہی پر سارے اعمال کی مقبولیت کا دارومدار ہے ایمان کے بعد دو عمل ہیں ایک عمل نماز کا اور دوسرا زکوۃ کا ایک عمل بدن کا اور ایک عمل مال کا گویا کہ جو آدمی ایمان لانے کے بعد بدنی عبادات اور مالی عبادات کا فریضہ انجام دیتا ہے تو وہ آدمی ساری عبادات پر عمل کرنیوالا ہو جاتا ہے۔

گویا کہ جو آدمی غیب پر ایمان لے آیا اور اپنی زندگی میں نماز اور زکوۃ کو داخل کر لیا بس وہ متقی ہے دوستو ابھی ابھی ایک آیت شریفہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی واللہ بصیر بالعباد الذین یقولون ربنا اننا آمنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ خوب دیکھ رہا ہے ان پرہیزگار بندوں کو جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

دوستو! اس آیت شریفہ میں اس بات کا ثبوت ہے کہ صرف ایمان مغفرت کا استحقاق پیدا کر دیتا ہے بخاری شریف میں حضرت معاذؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اسکا شریک نہ قرار دیں اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ غیر مشرک کو وہ عذاب نہ دے بلکہ اس کی مغفرت فرما دے حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگوں کو میں اس کی بشارت نہ دیدوں؟ فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو۔ کہیں وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں۔ (متفق علیہ)

دعا مانگنا متقی کی صفت ہے

اس آیت میں دعا مانگنا بھی اللہ نے متقی کی صفت بتلایا جو لوگ اللہ کے سامنے یہ درخواست کرتے رہتے ہیں اے ہمارے رب ہم آپ پر دل و جان سے ایمان لا چکے ہیں

ہمارے پاس اگر ایمان کے سوا کوئی بھی عمل صالح نہ ہو تو تیری بارگاہ میں تنہا ایمان ہی مغفرت کا سبب بن سکتا ہے پس تو اپنی رحمت سے فقط ایمان ہی کو کافی قرار دیکر ہمارے تمام گناہوں کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا لے۔

متقین کی پانچ صفات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر متقین کی صفات کا تذکرہ فرمایا ہے سورۂ آل عمران کی آیت جو ابھی ابھی میں آپ کے سامنے تلاوت کر رہا تھا اسی کے آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے متقی لوگوں کی پانچ صفات کا تذکرہ کیا ہے ان پانچ صفات کو بتا کر بات ختم کر دوں گا غور سے سننے کی ضرورت ہے الصّٰبرین والصّٰدقین والقٰنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار متقی اور پرہیزگار لوگوں کی پانچ صفات میں سے صابرین کا ذکر فرمایا جو لوگ صبر کرنیوالے ہیں وہ متقی اور پرہیزگار ہیں سب سے پہلی بات صبر کسے کہتے ہیں؟ صبر کہتے ہیں اپنے نفس پر کنٹرول پانا اپنے نفس کو خواہشات نفسانیہ سے روکنا۔

صبر کی تین قسمیں

میرے محترم دوستو! آج کل ہم نے صرف صبر اسکو سمجھ لیا کہ کوئی رشتہ دار مر گیا یا اپنا بچہ مر گیا یا کوئی حادثہ اور مصیبت پیش آگئی تو کہہ دیتے ہیں کہ صبر کرو ایکسیڈینٹ ہو گیا تو کہہ دیتے ہیں کہ بھائی صبر کرو دوستو یہ صبر تو عام ہے اس کو صبر علی المصائب کہتے ہیں گویا کہ صبر کا یہ سب سے ادنیٰ درجہ ہے جس کو ہم صبر کا اعلیٰ مقام سمجھ رہے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم بھی صبر کرتے ہیں حالانکہ جب آدمی مصیبت میں پھنس گیا اب تو اس کو صبر کرنا ہی ہے صبر کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔

دوسری قسم صبر کی صبر علی الطاعات ہے یعنی طاعات پر صبر کرنا یعنی اپنے کو طاعت

Scanned by CamScanner

وفرمانبرداری پر قائم رکھنا کچھ بھی ہو جائے خاتمات کو نہیں چھوڑیں گے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے والدین کی فرمانبرداری کریں گے ہر طرح کی اطاعت سے اپنے کو آراستہ کریں گے کچھ بھی ہو جائے ہم نماز کو ترک نہیں کریں گے زکوۃ دینا نہیں چھوڑیں گے حج کرنا نہیں چھوڑیں گے غرضیکہ شریعت کے ہر کام کو اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ کریں گے۔

صبر کی تیسری قسم صبر عن المعاصی ہے یعنی گناہوں سے بچنا اپنے آپ کو گناہوں سے روکنا کچھ بھی ہو جائے آدمی ارادہ کرلے کہ مجھے گناہ نہیں کرنا ہے شراب نہیں پی نی ہے جوا نہیں کھیلنا ہے غرضیکہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا یہی صبر عن المعاصی ہے صبر عن المعاصی ہی صبر کا اعلیٰ درجہ ہے اس پر عمل کرنے سے ۹۰۰ درجے ثواب ملتا ہے اور صبر علی الطاعات پر ۶۰۰ درجہ ثواب ملتا ہے اور صبر علی المصائب پر ۳۰۰ درجہ ثواب ملتا ہے سب سے گھٹیا درجہ کا صبر صبر علی المصائب ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو صبر کی تینوں قسموں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آدمی صبر کرتا رہے اپنی زندگی کو صابرین کی زندگی بنالے رنج وغم میں بھی شریعت سے قدم باہر نہ نکالے وہی لوگ کامیاب ہیں جو دنیوی غم اور مصیبت کو اپنا دوست بنالیں اور یوں کہیں ۔

غم میں بھی قانون فطرت سے میں کچھ بدظن نہیں
یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

اگر انسان پہ مصائب وآلام نہ آئیں تو انسان بربادی اور ہلاکت میں مبتلا ہو جائے تاریخ بتلاتی ہے کہ انسان امتحان وبلیات سے گذر کر ہی سرخرو ہوتا ہے۔

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد
سرخرو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہی آسانیاں ہوں تو زندگی دشوار ہو جائے

دوسری صفت

دوستو! دوسری صفت صادقین کی بیان فرمائی جو لوگ سچ بولتے ہیں وہ متقی ہیں جہاں تک بھی ممکن ہو آدمی کو سچ بولنا چاہئے الصدق ینجی والکذب یھلک سچ سے آدمی کو نجات ملتی ہے اور جھوٹ سے ہلاک ہو جاتا ہے ہاں کہیں بدرجۂ مجبوری جھوٹ بولنا پڑ جائے بطور توریہ جائز ہے علماء کرام سے پوچھ لینا چاہئے کہ کون کون سے مواقع پر جھوٹ بول سکتے ہیں۔

تیسری صفت

تیسری صفت قانتین کی بیان فرمائی قانتین کہتے ہیں مطیع اور فرمانبردار بندوں کو جو ہمیشہ اللہ کو راضی اور خوش رکھتے ہیں خشوع اور خضوع پر قائم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبودیت پر بالدوام قائم رہتے ہیں۔

چوتھی صفت

متقی لوگوں کی چوتھی صفت منفقین کی ہے یعنی جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں وہ بھی متقی ہیں اپنی ذات پر خرچ کرنا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا، اپنے اعزہ واقرباء اور رشتہ داروں پر خرچ کرنا مدارس، مساجد، مکاتب اور دینی اداروں میں خرچ کرنا یہ سب متقی لوگوں کے کام ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے اپنے آپ کو گنہگار نہ سمجھیں بلکہ وہ اللہ کے مطیع وفرمانبردار بندے ہیں جو وقت اور ضرورت کو پہچان کر خرچ کرتے ہیں دوستو خرچ کرنے میں اصل ضرورت ہے جہاں جیسی ضرورت ہو اسکے مطابق خرچ کرنا متقی ہونیکی علامت ہے قرآن پاک میں چوتھے پارہ میں متقی لوگوں کی ایک خاص صفت

الذين ينفقون في السراء والضراء جو لوگ خرچ کرتے ہیں مالداری میں اور تنگی میں وہ لوگ متقی ہیں دوستو خرچ کرنا بہت اچھی صفت ہے جب آدمی کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنیکی عادت پڑ جائیگی ان کیلئے سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ لوگ تنگی کی حالت میں بھی بقدر حیثیت خرچ کریں گے اور ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ کسی کے حق کو ہضم نہیں کریں گے اسلئے آدمی کو خرچ کرنیکی عادت بنانی چاہئے۔

حضرت عائشہؓ کی خیرات

حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ صرف ایک انگور کا دانہ خیرات میں دیا —— کیونکہ اس وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا بعض سلف سے منقول ہے کہ کسی وقت انہوں نے صرف ایک پیاز کا صدقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَرُدُّوْا السَّائِلَ ولو بظلف شَاةٍ تم جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا صدقہ میں دیکر ہی ہو اور سائل کو خالی واپس نہ کرو اگر کچھ نہ ہو تو بکری کے پاؤں کی کھری ہی دیدو۔

دوستو! حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی صفات ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں صحابہ جیسا تقویٰ اپنانا چاہئے تفسیر کبیر میں امام رازی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو جن کے پاس سونا چاندی تھا انہوں نے وہ صدقہ میں دیدئے ایک شخص کھجور کے چھلکے لایا کہ میرے پاس اور کچھ نہیں بس اس شخص نے وہی صدقہ میں دیدیا ایک اور شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کوئی چیز صدقہ کرنے کیلئے نہیں ہے البتہ میں اپنی قوم میں عزت دار سمجھا جاتا ہوں میں اپنی عزت کی خیرات کرتا ہوں کہ آئندہ مجھے کوئی آدمی کتنا ہی برا بھلا کہے میں اس سے ناراض نہیں ہونگا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابۂ کرام کے تقابل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ صرف مالداروں اور اغنیاء ہی کا حصہ نہیں ہے غریب فقیر بھی اس صفت کے حامل ہوسکتے ہیں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرکے اس عظیم صفت کو حاصل کرسکتے ہیں۔

دوستو اور بزرگو خرچ کرنے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی روپیہ پیسہ ہی خرچ کرے، دنانیر اشرفیاں ہی خرچ کرنے بلکہ ہر چیز خرچ کی جاسکتی ہے کوئی آدمی اپنا وقت اپنی محنت اور اپنے قیمتی مشوروں سے نواز دے مسجد کا کام ہے مدرسہ کا کام ہے اپنے دینی بھائیوں کا کوئی کام ہے اس میں ہاتھ بٹانا بھی خرچ کرنے کے مانند ہے۔

تنگی اور فراخی کی حالت میں خرچ کرنیکی حکمت

تنگی اور فراخی کی حالت میں ضرور خرچ کرنا چاہئے کیونکہ یہ دو حالتیں ایسی ہیں کہ انسان عادتاً خدا کو بھول جاتا ہے جب مال و دولت کی فراوانی ہو تو عیش میں خدا کو بھول جاتا ہے اور جب تنگی اور مصیبت ہو تو بعض اوقات اسی فکر میں رہ کر خدا سے غافل ہوجاتا ہے متقین کی یہ دو صفتیں اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ والضَّرَّاءِ اسی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اللہ کے مقبول اور متقی بندے وہ ہیں جو اللہ کو نہ عیش و عشرت میں بھولیں اور نہ مصیبت و تکلیف میں ظفر شاہ دہلوی کا کلام اس موقع پر خوب ہے ۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا خواہ ہو کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

پانچویں قسم

دوستو اور بزرگو! متقین کی پانچویں قسم رات کے آخری حصہ میں استغفار کرنیوالے رو روکر اور گڑگڑا کر مانگنے والے متقی کہلاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے استغفار کرنیوالوں کیلئے اسحار کی قید لگائی اسحار کہتے ہیں سحری کے وقت کو گویا کہ جو آدمی سحری کے وقت اٹھ کر

Scanned by CamScanner

دعا مانگتا ہے اس کی دعا اجابت یعنی قبولیت کے قریب ہوتی ہے یہ وقت دعا کیلئے خاص کیا گیا اسلئے کہ یہ غفلت کا وقت ہے اور نیند کی لذت کا وقت ہے اس وقت سارا عالم سویا ہوا ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس وقت آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر رات کا جب آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے باری تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ہی سارے جہاں کا خود مختار بادشاہ ہوں کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسکو عطا کروں کوئی ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے میں اس کی مغفرت کروں۔ (بخاری ومسلم)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سحر کے وقت کی دعا قبول ہوتی ہے دوستو یہ وقت دعا کیلئے غنیمت کبریٰ ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی بیٹے کو نصیحت

حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹے تو اس مرغ سے بھی زیادہ عاجز نہ ہو جو سحر کے وقت چیختا ہے اور تو بستر پر پڑا سوتا ہوتا ہے۔

زید بن اسلم کا بیان

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ المستغفرین بالاسحار سے وہ لوگ مراد ہیں جو فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں سحر کا وقت صبح صادق کے قریب ہوتا ہے اسی لئے بالاسحار فرمایا۔

نماز تہجد کا وقت

حضرات مفسرین نے لکھا کہ المستغفرین بالاسحار سے وہ لوگ مراد ہیں جو تہجد

کی نماز پڑھتے ہیں اور تہجد کی نماز کو سحر کے وقت تک دراز کرتے ہیں پھر استغفار کرتے ہیں۔

دوستو! تہجد کا وقت انتہائی رونے دھونے کا وقت ہے ذکر واذکار کا وقت ہے استغفار کا وقت ہے۔

المستغفرین بالاسحار کے مصداق

دوستو اور بزرگو! والمستغفرین بالاسحار کے مصداق وہ لوگ ہیں جو نادانی سے بُرے کام کر بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو لیجائے گا یعنی فنا کر دیگا اور تمہاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئیگا جو گناہ کرنے کے بعد معافی کے طلبگار ہوں گے اور انکے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (رواہ مسلم)

دوستو! روایت کا مطلب یہ ہے کہ یہ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے (الانسان مرکب من الخطاء والنسیان) اس لئے انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے گناہ ہو ہی جاتے ہیں انکا علاج توبہ ہے معافی ہے اللہ کے سامنے نادم اور شرمندہ ہونا ہے۔ اسلئے میرے دوستو اور مسلمان بھائیو ہمیں رات کے اندھیرے میں اُٹھ کر دعائیں مانگنی چاہئیں تہجد پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے تہجد پڑھ کر دعا کریں گے تو دعا میں جان پیدا ہوگی تہجد پڑھنے سے مقام بلند ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰىٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا.

حضرات مفسرین نے لکھا اے نبی رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھو اور نماز تہجد کا حکم پنج گانہ نماز کے علاوہ آپؐ ہی کیلئے زائد کیا گیا ہے آپ امید رکھئے کہ آپ کا پروردگار اس تہجد کی نماز کے سبب مقام محمود عنایت فرمائیگا احادیث صحیحہ میں ہے کہ مقام محمود سے مراد مقام عزت اور مقام شفاعت ہے اس مقام پر کھڑے ہو کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عجیب

Scanned by CamScanner

وغریب حمد وثنا بیان کریں گے جو کسی بشر کے دل پر نہیں گذری ہوگی پھر اسی مقام میں تمام اُمم اور تو ہم عالم کیلئے شفاعت کریں گے تو تمام اولین اور آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔

تہجد کا مقام

دوستو! تہجد پڑھنے کا بہت اونچا مقام ہے ابتدائے اسلام میں تہجد سب پر فرض تھا بعد میں امت سے اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ تہجد آپ کے حق میں خاص طور سے فرض رہا اور دوسرا قول یہ ہے کہ آپ پر بھی فرض نہ رہا تھا اسلئے آیت شریفہ نافلۃ لک کے دو معنی بیان کئے گئے ایک یہ کہ تہجد خاص آپ کیلئے فرض زائد ہے دوم یہ کہ تہجد خاص آپ کیلئے فضیلت زائدہ اور زیادتی مرتبہ کا موجب ہے۔

خطیب کا پیغام

میرے محترم دوستو! بات لمبی ہوتی چلی جارہی ہے میں آج مدرسہ جامع العلوم چولی ضلع بریدوار کے اسٹیج سے پیغام دینا چاہتا ہوں کہ تہجد کی نماز پڑھنا بڑی ہی خیر اور سعادت کی بات ہے ہمارے اکابرین اور سلف صالحین کا بھی معمول رہا ہے ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا کہ تہجد کے وقت لوگ مسجدوں میں پہونچ جاتے تھے گلی کوچوں میں آمد ورفت نظر آتی تھی اللہ اللہ کی آوازیں سنائی دیتی تھی لیکن افسوس صد افسوس آج ہمارے بڑے کیا، بوڑھے کیا، جوان کیا، بچے کیا سب کے سب سوتے نظر آتے ہیں۔ چھوٹے بڑے آباء واجداد سب غفلت کا شکار ہیں اللھم احفظنا منہ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ آج سے ارادہ کر لیجئے کہ ہم تہجد پڑھا کریں گے اور اپنے لئے اپنے بچوں کیلئے اعزہ واقرباء اور رشتہ داروں کیلئے اور پوری امت مسلمہ کیلئے دعائیں کیا کریں گے۔

کہ ساری امت کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلائے امت مسلمہ کا کوئی بھی فرد کسی بھی

مصیبت میں پھنس جائے ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کیلئے جانی، مالی، روحانی ہر طرح کی مدد کیلئے تیار رہے شریعت کا حکم یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک تن (جسم) بن جانا چاہئے، جس طرح جسم کا کوئی عضو دُکھتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ ایک تن بن جائیں کہ اگر ایک مسلمان کو بھی تکلیف پہونچے تو ساری دنیا کے مسلمان اس کے دُکھ درد میں شریک ہوں اور اس کی مصیبت کو دور کرنے کی فکر کریں اگر دنیا کے کسی بھی ملک میں مسلمان پر ظلم ہو رہا ہے اور ہم اس کی مالی، جانی، مدد نہیں کر سکتے تو دعاؤں کے ذریعہ ضرور مدد کیجئے اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِن مؤمن کا ہتھیار دعا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةِ دعا ہی عبادت ہے۔

دوستو! مؤمن جب دعا کرتا ہے تو ظلم وستم کے بادل چھٹتے چلے جاتے ہیں اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی متقین کی صفات سے بہرہ ور فرمائے متقین میں ہمارا شمار فرمائے متقین والے کام کرنیکی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ متقین ہی کو پسند فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْن

وآخر دعوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

Scanned by CamScanner

دعا مانگنے کا مجرب ومقبول طریقہ

الحمدلله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ امابعد!

فاعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّى فَاِنِّى قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْالِىْ وَلْيُؤْمِنُوْابِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ.

قَالَ النَّبِى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ(ترمذى)اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (كنزالعمال)

در کریم سے بندہ کو کیا کچھ نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے
جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے
تو وہ داتا ہے کہ دینے کیلئے
در تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

گرامی قدر حضرات برادران اسلام! آج کی اس مبارک مجلس میں ایک اہم مضمون ذہن میں آرہا ہے طبیعت کا بھی تقاضہ ہے اور وقت کا بھی تقاضہ ہے رات کا بھی اچھا خاصا حصہ گذر چکا ہے سامعین بھی گھر کی طرف جانے کو تیار ہیں میں بھی کمزور اور لاغر ہو چکا ہوں ڈاکٹر لوگ بھی بولنے سے منع کرتے ہیں بہر حال یہ وقت دعا کا ہے ماشاء اللہ میں بھی

اور آپ بھی دعائیں مانگتے ہی ہیں اور مانگنی بھی چاہئیں کیونکہ دعا مانگنا اللہ کو بہت پسند ہے مگر دعا مانگنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ دعا کے ارکان وآداب اور اس کے اوقات ومواقع کیا ہیں؟ دعا کی قبولیت کے شرائط کیا ہیں؟۔

حضرات انبیاء اور حضرات صحابہ، سلف صالحین اور اکابرین نے کس طرح دعائیں مانگی ہیں؟ دعاؤں کی اہمیت وفضیلت اور اسکا مقام ومرتبہ کیا ہے بارگاہ حق جل مجدہٗ وعم نوالہٗ میں دعائیں کس طرح مقبول ہوتی ہیں اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق ارزانی سے نواز دے آمین ثم آمین۔

دعا کے معنی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! سب سے پہلے ہم دعا کے معنی ومطلب کو سمجھیں کہ دعا کسے کہتے ہیں؟ دعا کے معنی مانگنے کے، پکارنے کے، بلانیکے اور آواز دینے کے ہیں۔

ادنیٰ اعلیٰ سے چھوٹا بڑے سے عاجزی کیساتھ درخواست کرے اور عاجزی کیساتھ مانگنے کا نام دعا ہے اللہ کی ذات سب سے بڑی ذات ہے سب سے اعلیٰ اور افضل ذات ہے۔

وہ سب حاکموں کا حاکم، مالکوں کا مالک، خالقوں کا خالق اور سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اسی کے سامنے ہم سب کو اپنی ہر طرح کی ضروریات اور حاجات رکھنی چاہئیں۔

دعا مانگنے کا مقبول طریقہ

دوستو! جب ہم اپنی ضروریات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں تو ہماری مکمل توجہ اللہ ہی کی طرف ہونی چاہئے ہمارا دل ودماغ، روح اور جسم اسی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ایسی دعائیں مانگی جائیں جو شریعت کے موافق ہوں، جائز ہوں ناجائز نہ ہوں، خلاف شرع کاموں کیلئے دعا نہ مانگنی چاہئے مثلاً فلم انڈسٹری کے لوگ فلم ریلیز کرنے سے پہلے تلاوت قرآن کی محفل منعقد کرتے ہیں حرام کاروبار کیلئے لوگ دعائیں کرتے ہیں میاں

بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جائے یا بھائی بھائی کے درمیان لڑائی ہو جائے اسکے لئے دعائیں کرتے ہیں یہ سب غلط ہے ایسی دعائیں کرنا ناجائز اور حرام ہے شریعت سے انکا کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرلیا جائے صدقہ دیدیا جائے یا کسی کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کیا جائے اگر کوئی مشکل معاملہ پیش آجائے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعا کیجائے اس سے قبولیت کی امید زیادہ ہو جاتی ہے حضرات انبیاء نے علماء اور صلحاء نے ایسا ہی کیا ہے جب بھی کوئی مشکل معاملہ درپیش ہوا تو وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک دفعہ سفر ہجرت کے دوران ایک ظالم جابر بادشاہ سے واسطہ پڑ گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہ ہیں اس ظالم جابر بادشاہ کا قانون تھا کہ جو آدمی اپنی بیوی اور دلہن کے ساتھ یہاں سے گذرے وہ اسکو اپنے پاس بلاتا اور اپنی خواہش پوری کرتا چنانچہ اس ظالم جابر بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے چونکہ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ اگر بہن ساتھ ہوتی تو کچھ نہ کہتا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور توریہ کہہ دیا کہ میری بہن ہے یعنی دینی بہن ہے بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے آئے اور آکر اپنی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام سے کہا کہ اگر تمہیں بادشاہ بلائے اور پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو کہنا کہ میں ابراہیم کی بہن ہوں اور تم میری دینی بہن ہو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ میں اور تم دونوں دینی بھائی بہن ہیں یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز کی نیت باندھ لی ایک قاصد آیا اور حضرت سارہ کو لیکر بادشاہ کے پاس چلا گیا حضرت سارہ بڑی حسین وجمیل عورت تھی ظالم جابر بادشاہ نے بغیر سوال وجواب کے حضرت سارہ پر ہوس اور خواہش کا ہاتھ چھوڑ دیا حضرت سارہ کا جوں ہی اس ظالم نے ہاتھ پکڑا تو ہاتھ شل (بیکار) ہو گیا قوت وطاقت ختم ہوگئی اس ظالم نے حضرت سارہ

سے کہا کہ مجھے معاف کر دو میں نے غلط ارادہ کیا جس کے نتیجہ میں ہاتھ شل ہو گیا اپنے اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے حضرت سارہ نے دعا کی اسکا چھٹکارا ہو گیا دوبارہ پھر اس نے غلط ارادہ کیا پھر یہی حال ہوا کہ ہاتھ شل ہو گیا پاؤں زمین پر جھٹکنے لگا مرگی جیسا مرض ہو گیا پھر حضرت سارہ سے کہا کہ مجھے معاف کر دو اور اپنے اللہ سے درخواست کرو کہ مجھے اس مرض سے نجات دیدے بہرحال حضرت سارہ نے دعا کی پھر وہ ٹھیک ہو گیا اور اس نے اپنے درباریوں اور چوکیداروں میں سے کسی کو بلایا اور کہا کہ تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو کہ میں اس پر قابو پاتا بلکہ کسی جن (جنیہ) کو تم میرے پاس لے آئے ہو جو میرے لئے مصیبت کا سامان بن گیا حضرت سارہ کے تقیہ، اتقیہ ہونیکے نتیجہ میں اس ظالم جابر بادشاہ نے ایک لونڈی ہاجرہ نامی انعام میں دی حضرت سارہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں دیکھتی کیا ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز میں مشغول ہیں حضرت سارہ کیلئے دعائیں کر رہے ہیں کہ اللہ ان کو صحیح سالم باعافیت واپس بھیج دے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معلوم کیا کہ کیا حال ہے کیسی گذری حضرت سارہ نے کہا بہت اچھا اللہ نے اس ظالم کی بدبختی کو اس کے سینہ میں لوٹا دیا یعنی اس ظالم نے اپنی ہوس اور خواہش کا جو نشانہ مجھ کو بنایا تھا وہ الٹا اس کے گلے میں پڑ گیا۔

نماز کی برکت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! یہ نماز کی برکت تھی اللہ کی طرف متوجہ ہونیکی برکت تھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ بَادِرَ إِلَى الصَّلٰوةِ (جلالین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر اہم (دشوار کن معاملہ) پیش آتا تو نماز کی طرف سبقت کرتے فوراً نماز میں مشغول ہو جاتے بہت سے اہل اللہ علماء، صلحاء کا بھی یہی معمول رہا ہے کہ جوں ہی کوئی اہم معاملہ سامنے آیا تو فوراً نماز میں

مشغول ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگے خشوع وخضوع اور عاجزی و نیاز مندی کا اظہار کرنے لگے چنانچہ عجز و انکساری کے نتیجہ میں ان حضرات کے سب کام بنتے چلے جاتے تھے۔

دعا میں مکمل توجہ اللہ کی طرف ہو

محترم دوستو! دعا مانگنے میں مکمل توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہئے دعا مانگتے وقت بندہ کا رواں رواں اسی وحدہٗ لاشریک کی طرف متوجہ ہو جو ہم سب کا داتا، آقا اور سردار ہے اسکے علاوہ کسی بھی طرف متوجہ نہ ہو اگر دعا مانگنے والا ادھر ادھر متوجہ ہو گیا تو خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توجہ ہٹالے اور پھر ہمارا مانگنا نہ مانگنا رونا دھونا سب برابر ہو جائے۔

ایک عجیب واقعہ

اس موقعہ پر مجھے ایک اہم اور عجیب واقعہ یاد آ گیا آپ لوگوں کو عبرت کیلئے سنانا چاہتا ہوں ایک دفعہ ایک نابینا آدمی طواف کے دوران دعائیں مانگ رہا تھا کہ اے اللہ مجھے آنکھیں دیدے مجھے آنکھیں دیدے اسی دوران حجاج بن یوسف ثقفی بھی طواف کر رہے تھے انہوں نے اس نابینا کو دیکھا کہ وہ دعا مانگ رہا ہے یا اللہ مجھے آنکھیں دیدے، یا اللہ مجھے آنکھیں دیدے حجاج بن یوسف ثقفی نے کہا تو کب سے دعا مانگ رہا ہے دیکھ میرے چار چکر باقی رہ گئے ہیں اگر تجھے آنکھیں نہ ملیں تو تیرا سر اتار دونگا حجاج بن یوسف جو کہتا تھا اسکو پورا کرتا تھا چنانچہ اتنا بڑا ظالم تھا کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس نے قتل کئے (حاشیہ مشکوٰۃ شریف جلد ثانی) اب اس بیچارہ نابینا کو آنکھوں کی بینائی کیساتھ جان کی بھی فکر لگ گئی کہ اگر آنکھیں نہ ملیں تو میری جان ہی چلی جائیگی اب کیا تھا اس نے رو رو کر گڑ گڑا کر مانگنا شروع کیا مکمل طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا ہر طرف سے نظر ہٹا کر اللہ کی طرف نظر باندھ لی چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسکی بینائی لوٹا دی حجاج نے جب یہ دیکھا کہ واقعی اللہ نے اس کی بینائی لوٹا دی تو کہنے لگا اے نابینا دیکھ اگر تو اسی طرح دعا مانگتا رہتا جس

طرح پہلے مانگ رہا تھا اگر سال بھر بھی مانگتا رہتا تو تیری دعا قبول نہ ہوتی اب تو نے اضطراب سے گڑگڑا کر بے قراری اور دل کی لگن کیساتھ دعا مانگی ہے اسلئے قبول ہو گئی پتہ چلا کہ اللہ کے دربار میں وہ دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں جو خاص توجہ کیساتھ مانگی جائیں۔

حضرت مدنیؒ کی دعاء

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ جب دعا کرتے تھے تو بڑی لجاجت کیساتھ انتہائی دلجمعی کیساتھ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے لکھا ہے کہ حضرت مدنیؒ تہجد میں اس طرح رو رو کر دعا مانگتے تھے جیسے کوئی بچہ اپنے ماں باپ سے مار کھاتے ہوئے منت سماجت کرکے منا رہا ہو ماں باپ کے سامنے اولاد جب منت وسماجت کا مظاہرہ کرتی ہے تو ماں باپ کا دل فوراً پسیج جاتا ہے بہر حال بندہ جب اللہ سے رو رو کر گڑ گڑا کر مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔

دعا قبول نہ ہونیکا اصل راز

دوستو! آج ہم لوگ پریشان ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتی چنانچہ مریدین پیر کے پاس آتے ہیں کہ ہم پریشان ہیں دعا فرما دیجئے شاگرد استاد کے پاس آتا ہے حضرت دعا فرما دیجئے اسی طرح اہل اللہ صلحاء اور علماء کے پاس عوام آ کر دعا کی درخواست کرتے ہیں اہل اللہ صلحاء اور علماء دعا فرما دیتے ہیں خدا کا کرنا ایسا ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں سوچنے کی بات ہے آخر استاد کی دعا شاگرد کے حق میں پیر کی دعا مریدین کے حق میں اولیاء صلحاء، علماء کی دعا عوام کے حق میں کیوں قبول ہو جاتی ہیں۔

قبولیت کی وجہ

دوستو! قبولیت کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ ہمارے اساتذہ، علماء، صلحاء جو دعائیں کرتے ہیں وہ گناہوں کو ترک کئے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے جب کوئی آدمی اپنے

Scanned by CamScanner

گناہوں کو ترک کر کے دعا کریگا تو وہ دعا عند اللہ مقبول ہو جائیگی اسی طرح ہمارے بزرگ اولیاء، اساتذہ حرام کمائی سے دور رہتے ہیں حلال کمائی کی فکر میں رہتے ہیں دعا کی مقبولیت کیلئے یہ دو گر ہیں کہ (۱) حلال رزق کے کھانے کمانے کی فکر میں رہنا (۲) گناہوں کے چھوڑنے کا دل سے ارادہ کرنا۔

کام کی بات

دوستو! آج میں تم کو ایک گر اور کام کی بات بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب آپ گناہ کرنے پر قادر ہیں مگر آپ اللہ کے ڈر کی وجہ سے اس گناہ کو نہیں کرتے اگر عین اسی لمحہ آپ کوئی دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کی دعا کو قبول فرمائیں گے اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب مہیا فرما دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہی نہیں ہے کہ اس کا مقبول بندہ آداب دعا بجالانے کے ساتھ جب دعا کرے تو اس کو قبول نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور قبول فرماتے ہیں۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔

دوستو! اگر دعا فی الفور قبول نہ ہوئی تو کچھ دیر کے بعد ہو جائیگی جو دعا مانگی بعینہ وہ قبول نہ ہوئی تو اسکے عوض میں کوئی دوسری ہو جائیگی دراصل اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق جواب دیتے ہیں اس دنیا میں اگر جواب نہ ملا تو کل آخرت میں دعا کی مقبولیت ضرور سامنے نظر آجائیگی پھر یہ بندہ کہے گا کہ اے اللہ یہ دعا تو میں نے مانگی بھی نہیں تھی اللہ فرمائیگا تو نے فلاں دعا مانگی تھی وہ دنیا میں نہیں ملی۔

لہٰذا آج اس کے عوض میں تمہیں اجر دیتا ہوں حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اتنا اجر دیں گے کہ وہ بندہ تمنا کریگا کہ اے کاش دنیا میں میری کوئی بھی دعا قبول

نہ ہوتی اور میری سب دعاؤں کا اجر اور بدلہ آج قیامت کے دن مل جاتا۔

(الترغیب والترہیب جلد۲)

مقبول دعا کے آداب

دوستو اور بزرگو! دعا کی مقبولیت کے کچھ آداب بھی علماء نے بیان کئے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب

ادب ہی سے انسان انسان ہے ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

دینی اور دنیوی ہر کام کیلئے کچھ آداب ہیں اگر آداب کیساتھ زندگی گذاری جائے تو زندگی اچھی گذرے گی آداب کیساتھ عبادت کی جائے تو عبادت بھی اچھی ہوگی اسی طرح اگر آداب بجالانے کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا بھی انشاء اللہ عند اللہ مقبول ہوگی جب ہم کسی بادشاہ یا معزز و مکرم آدمی کے پاس جاتے ہیں تو کچھ نہ کچھ تیاری کر کے جاتے ہیں اچھے کپڑے پہننے کا اہتمام کر کے جاتے ہیں بدن کو صاف ستھرا کر کے جاتے ہیں تیل، سرمہ، خوشبو وغیرہ لگا کر جاتے ہیں تاکہ میزبان ہماری حالت کو دیکھ کر خوش ہو جائے اور ہماری آرزوؤں اور تمناؤں کو شرف قبولیت سے نوازے اسی طرح جب کوئی بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں دعا کرے تو اس کو عجز و انکساری کیساتھ محبت و عظمت کیساتھ ہی دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُدعو ربکم تضرعاً وخفیة رو رو کر اور گڑگڑا کر آہستگی کیساتھ دعا کرنی چاہئے اس آیت شریفہ سے ایک اور بات معلوم ہوگئی کہ دعا میں عاجزی کیساتھ ساتھ آہستگی کا بھی خیال رکھنا چاہئے دعا چپکے چپکے ہی ہونی چاہئے بعض مواقع پر بلند آواز سے بھی اجازت ہے۔

اہم ادب

دعا کے اہم آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ بندہ اپنی دعاؤں میں گناہوں کا اقرار

Scanned by CamScanner

کرتا ہے اور اس بات کا عزم کرے کہ وہ آئندہ کبھی ایسا کام ہرگز نہیں کریگا اور یہ دعا پڑھے ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعاً میں نے اپنے اوپر ظلم کیا میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اے اللہ تو میری ساری خطاؤں کو معاف فرما۔ (ابوداؤد)

اسی طرح دعاؤں کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کسی نیک کام کا واسطہ دیکر دعا کیجائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا کہ تین آدمی دوران سفر بارش کیوجہ سے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ کیلئے گئے ایک چٹان گرنے کیوجہ سے غار کا منہ بند ہوگیا ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا واسطہ دیکر اللہ سے دعا کی پروردگار نے انکو اس مصیبت سے نجات دیدی۔ (بخاری و مسلم)

اسی طرح میرے دوستو! جب مانگو تو اللہ سے مانگو خواہ وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ تم ہر چیز اپنے رب سے مانگو حتی کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ سے مانگو ایک دوسری روایت میں ہے کہ نمک بھی مانگو تو اللہ سے مانگو۔ (ترمذی)

؎ تو وہ داتا ہے کہ دینے کیلئے در تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

میرے محترم دوستو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہی مانگنا چاہئے کیونکہ اس کی ذات بڑی وسیع ذات ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ بنگلور شہر میں ہمارے ایک دوست ہیں حاجی شیر سید فاروقی نقشبندی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کے رشتہ داروں میں سے ہیں وہ کہا کرتے ہیں کہ لوگ اللہ سے مانگتے ہیں پچپن کروڑ کا چوتھائی اور میں مانگتا ہوں کہ اے اللہ مجھے اتنا دے کہ پچپن کروڑ زکوٰۃ میں دوں۔

دعا سب کیلئے مانگو

میرے محترم بزرگو اور دوستو! دعا کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعا کو

اپنے لئے خاص نہ کرو کیونکہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدّو کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّداً وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَداً اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم مت فرما اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے خدا کی کشادہ رحمت کو روک دیا ہے۔ (بخاری)

ائمہ مساجد کیلئے ہدایت

معلوم ہوا کہ دعا ایک رحمت ہے اس لئے اللہ کی رحمت کو صرف کسی ایک کیلئے خاص نہ کرنا چاہئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر امام ہے تو اسکو چاہئے کہ وہ صرف اپنے ہی لئے دعا نہ کرے بلکہ مقتدیوں کیلئے بھی دعا کرے اگر مقتدیوں کو چھوڑیگا تو خیانت کریگا۔ (ترمذی)

خلاصہ یہ ہے کہ امام اپنے مقتدی کیلئے اور مقتدی اپنے امام کیلئے دعا کرے آج ہم لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں نہ امام مقتدی کے حقوق پہچانتا اور نہ مقتدی اپنے امام کے حقوق جانتا ہے دوستو امام کو چاہئے کہ وہ رات میں اٹھ کر اپنے لئے مقتدیوں کیلئے، محلہ کیلئے، گاؤں کیلئے، شہر کیلئے، پوری دنیا کے مسلمانوں کیلئے دعائے خیر کرے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کیلئے دعا مانگتے تھے یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔

دعا کی اہمیت وفضیلت

آج ہم دعا کی فضیلت واہمیت کو نہیں سمجھتے دعا کی اہمیت کو انبیاء نے سمجھا تھا پیغمبروں اور رسولوں نے سمجھا تھا علمائے ربانیین، اکابرین اور سلف صالحین نے سمجھا تھا۔

دوستو! جتنے بھی انبیاء اور رسول اس دنیا میں تشریف لائے سبھی نے دعا کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھا سبھی نے اللہ ہی کو پکارا اور اسی سے مدد طلب کی کیونکہ وہ بھی انسان تھے انکے ساتھ بھی انسانی ضروریات وابستہ تھیں اسلئے انہوں نے پروردگار عالم ہی کو پکارا۔

Scanned by CamScanner

حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی اہمیت کو سمجھا

چنانچہ سید البشر حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی اہمیت کو سمجھا تھا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حواء کو جنت میں رہنے کا حکم دیا تو یہ ہدایت فرمائی کہ جنت میں دونوں کے دونوں خوب کھاؤ جہاں سے چاہو مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالمین میں سے ہو جاؤ گے حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ گیہوں کا درخت کھانے سے منع کیا تھا مگر اتفاقی امر کہئے، حضرت آدم علیہ السلام وحواء علیہا السلام کی لغزش کہئے، اجتہادی غلطی کہئے کہ شیطان لعین نے ایسی چال چلی ایسا دھوکہ دیا کہ دونوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا لیا اور آدم وحواء اس درخت کے پھل کو کھا بیٹھے پھل کا کھانا تھا کہ بدن سے کپڑے اترنے لگے، ستر کھلنے لگا پتوں سے ستر ڈھانک رہے تھے شیطانی تلبیس نے اپنا کام پورا کر دکھایا قرآن میں نقشہ کھینچا گیا وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ.

بہر حال حضرت آدم علیہ السلام وحواء علیہا السلام پریشان ہیں کہ کیا کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا القاء فرمائی رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ.

اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشے گا اور ہمارے اوپر رحم نہ فرمائیگا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے اللہ رب العزت نے انکی دعا اور توبہ قبول کر لی جبکہ انہوں نے توجہ الی اللہ کی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعاء

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام جو ایک جلیل القدر پیغمبر اور بادشاہ گذرے ہیں جن کی حکومت انسانوں کے علاوہ حیوانات اور جنات یہاں تک کہ ہواؤں پر تھی وہ بھی اللہ

کے سامنے روتے اور گڑگڑاتے اور دعائیں مانگا کرتے تھے چنانچہ انکی ایک دعا جسکو قرآن کریم نے بیان فرمایا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكاً لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ اے اللہ ایسی بادشاہت دیدیجئے جو قیامت تک کسی کو نصیب نہ ہو چنانچہ اللہ نے انکی بھی دعا قبول فرمائی اور جواباً یوں ارشاد فرمایا وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ اللہ نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے تابع کر دیا تھا وہ جدھر چاہتے تھے ہوا کا رخ پھیر دیتے تھے یہ صرف إِنَابَتْ إِلَى اللّٰهِ اور توجہ الی اللہ کی بات تھی جب بندہ اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ بھی بندہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

قرآن مجید میں بہت سے انبیاء کی دعاؤں کا تذکرہ ہے چنانچہ اللہ نے اپنے برگزیدہ اور پسندیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً منهم يتلو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورہ بقرہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھائے انکو کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے انکو بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا چنانچہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا کا ثمرہ ہوں۔

اسی طرح قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے وَإِذَا مَرِضْتُ

Scanned by CamScanner

فَهُوَ يَشْفِين کہ جب میں مریض ہوتا ہوں تو اللہ شفا دیتا ہے۔

دوستو اللہ کی طرف تو بندہ بس متوجہ ہو جائے فوراً اللہ کی توجہ مبذول ہو جاتی ہے۔

مکہ شہر کیلئے دعاء

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ شہر کیلئے بھی دعا کی تھی قرآن میں ہے واذ قال ابراھیم رَبِّ اجْعَلْ ھذا بلداً آمناً وَارْزُقْ اھلہٗ من الثمرات.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی اے اللہ اس شہر مکہ کو امن والا بنادے چنانچہ اللہ نے امن والا بنادیا کوئی چوری نہیں، ڈکیتی نہیں، چوری کرو تو ہاتھ کاٹ دیا جائے قتل وغارت گری نہیں کفار کے تسلط سے مامون ومحفوظ ہے اور پوری دنیا کے مسلمان وہاں پہونچنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اسی طرح آپ نے دعا فرمائی وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ اے اللہ اس شہر کے باشندوں کو پھلوں کا رزق عطا فرمایئے چنانچہ طرح طرح کے پھل دنیا بھر سے اس جگہ پہونچتے ہیں وہ پھل جو کہ دنیا میں آپ کو کہیں نہیں ملیں گے وہ آپ کو حرم میں مل جائیں گے موسم بے موسم کے پھل کثرت سے مل جاتے ہیں۔

بڑھاپے میں اولاد کیلئے دعا کی رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خوشخبری دیدی دنیا میں جتنے بھی نبی آئے ہر ایک نے موقع بموقع اپنے لئے اور اپنی امت کیلئے دعائیں کی ہیں سب کی دعائیں اللہ نے قبول فرمائی ہیں معلوم ہوا کہ دعا کرنا انبیاء کی سنت ہے۔

دعا نبی کی سنت ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جس طرح دعا حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اسی طرح ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عظیم ترین سنت ہے آپ کسی موقع پر بھی دعا کرنے سے نہیں چوکتے تھے چنانچہ جنگ بدر اسلام کی ایک عظیم ترین

جنگ ہے جس کو فتح مبین کہا گیا ہے اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت رو رو کر اور گڑگڑا کر آہ وزاری کیساتھ دعائیں کی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی سب دعاؤں کو قبول کیا اور مدد پہ مدد فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ معرکۂ بدر کے دن جب مکہ کے ایک ہزار کافروں کا لشکر متکبرانہ انداز میں سامنے آیا اس وقت اللہ کے رسولؐ نے دعا کی یا اللہ یہ تیرے جھٹلانے والے قریش آرہے ہیں آپ نے جو فتح کا وعدہ مجھ سے فرمایا ہے اسکو جلدی پورا فرما۔ (روح البیان)

اللہ نے آپ کی دعا کا جواب اس طرح دیا کہ جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا کہ آپؐ ایک مٹھی خاک کی لیکر دشمن کے لشکر کی طرف پھینک دیں آپؐ نے ایسا ہی کیا ابن حاتم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ مٹی اور کنکریوں کی مٹھی بھری ایک لشکر کے دائیں حصہ پر ایک بائیں حصہ پر تیسری سامنے کی جانب پھینک دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مٹھی بھر کنکریاں لشکر پر اس طرح پھیل گئیں کہ لشکر کا کوئی آدمی باقی نہ رہا جس کی آنکھوں میں اور چہرہ پر یہ دھول اور کنکریاں نہ پہونچی ہوں جسکا اثر یہ ہوا کہ پورے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی قرآن نے کہا فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (تم نے نہیں قتل کیا لیکن اللہ نے قتل کیا ہے اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت پھینکی تو نے لیکن اللہ نے پھینکی۔

جنگ بدر کی اہم دعاء

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ جنگ بدر میں رفقاء کی تعداد صرف ۳۱۳ ہے اور وہ بھی اکثر غیر مسلح ہیں مقابلہ میں ایک ہزار کافر جوانوں کا مسلح لشکر ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں نصرت اور امداد کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے آپؐ دعا مانگتے تھے اور صحابہ

کرام ؓ بیان کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کی دعا کے یہ کلمات نقل فرمائے۔

یا اللہ جو وعدہ مجھ سے آپ نے فرمایا ہے اس کو جلد قبول فرما اگر یہ تھوڑی جماعت مسلمانوں کی فنا ہوگئی تو پھر زمین میں کوئی تیری عبادت کرنیوالا نہیں رہیگا کیونکہ ساری زمین کفر وشرک سے بھری ہوئی ہے۔

آپؐ برابر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے شانوں سے چادر بھی سرک گئی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آگے بڑھ کر چادر اوڑھادی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا جواب ان الفاظ میں دیا اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (انفال) ہم نے تمہاری فریاد سن لی اور تمہاری دعا قبول کی اور وعدہ فرمایا کہ ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو یکے بعد دیگرے لگاتار آنیوالے ہونگے۔

چنانچہ اولاً ایک ہزار فرشتے مدد کیلئے بھیجے پھر تین ہزار ہوگئے پھر پانچ ہزار قرآن نے اس کا بھی ذکر کیا ہے اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ.

دعا کا مزاج

دوستو اور بزرگو! آج ہم لوگوں کا مزاج دعا مانگنے کا نہیں ہے حالانکہ دعا عبادت کا مغز ہے حدیث میں ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (الترغیب والترہیب) اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .

(کنز العمال)

دعا عبادت کا مغز ہے دعا ہی عبادت ہے جس طرح نماز ایک عبادت ہے، روزہ ایک

عبادت ہے، حج ایک عبادت ہے، زکوٰۃ ایک عبادت ہے اسی طرح دعا بھی ایک عبادت ہے دعا کو جب عبادت سمجھ کر ہم دعا کریں گے تو ضرور بالضرور انشاء اللہ ہماری دعاؤں میں قبولیت کی تاثیر پیدا ہوگی اس لئے ہم لوگوں کو دعا مانگنے کا مزاج بنانا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کا مزاج بنایا تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ سے نبیؐ نے دعا کرائی

چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کیلئے جانیکا ارادہ ہے ارشاد فرمایا مبارک ہو تم کو عمرہ کیلئے جانا لیکن اے عمرؓ ہمیں دعاؤں میں نہ بھولنا اَشْرِكْنَا فِىْ دُعَائِكَ يَا عُمَرُ وَلَا تَنْسَانَا.

دوستو اور بزرگو! غور کرنیکی بات ہے کہ سید الاولین والآخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جن کی دعا کی قبولیت کا اعلان قرآن وحدیث میں کیا گیا ہے وہ فرمارہے ہیں کہ اے عمر دعا میں نہ بھولنا گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کا مزاج بنانے پر محنت کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے صاحبزادے کی دعا

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو دعا سکھائی چنانچہ امام ترمذیؒ نے حضرت ابان بن عثمان بن عفان کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے حدیث یہ ہے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر دن کی صبح میں اور ہر رات کی شام میں یعنی رات کے شروع حصہ میں تین دفعہ یہ دعا پڑھے تو اسے کوئی ضرر نہیں پہونچے گا یعنی وہ کسی حادثہ کا شکار نہیں ہوگا وہ دعا یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

ترجمہ: اس اللہ کے نام سے صبح یا شام کرتا ہوں جس کے نام کیساتھ زمین وآسمان کی

Scanned by CamScanner

کوئی چیز ضرر نہیں پہونچا سکتی اور وہ سب کچھ سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

دوستو! حدیث کے راوی ابان بن عثمان کیساتھ ایک واقعہ پیش آیا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابان جو حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ہیں ان پر فالج کا حملہ ہو گیا ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ حضرت ابان خود روایت نقل کرتے ہیں تو انہوں نے اس روایت سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا وہ فالج کے شکار کیوں ہو گئے؟ حضرت ابان نے جواب دیا سنئے حدیث ویسی ہی ہے جیسی میں نے آپ سے بیان کی نہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا نہ میرے ابا عثمان نے حدیث بالکل صحیح ہے البتہ جس روز میرے اوپر فالج کا حملہ ہوا اس روز میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی تاکہ نافذ فرمائیں مجھ پر اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے حضرت ابان کہتے ہیں کہ میں اس دن غصہ میں تھا جس کیوجہ سے یہ دعا پڑھنا بھول گیا بس اسی دن فالج کا حملہ ہو گیا جو تقدیر الٰہی میں تھا وہ پورا ہو کر رہا گویا کہ تقدیر کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی احادیث میں آتا ہے اگر تقدیر کو بدل سکتی ہے تو دعا ہی بدل سکتی ہے لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ۔

نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

صبح وشام کی مختصر دعاء

دوستو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بہت سی دعائیں سکھائیں ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو کہے اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ الٰہی آپ ہی کی مدد سے ہم نے صبح کی اور آپ ہی کی مدد سے ہم شام کرتے ہیں اور آپ ہی کی مدد سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کی

مدد سے ہم مریں گے اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے اور جب شام کرے تو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ الٰہی آپ ہی کی مدد سے ہم نے شام کی اور آپ ہی کی مدد سے ہم صبح کرتے ہیں اور آپ ہی کی مدد سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کی مدد سے ہم مریں گے اور آپ کے پاس ہم زندہ ہو کر حاضر ہوں گے۔

دوستو! رات اور دن کا ہونا بڑی نعمت ہے اگر رات کے بعد صبح نہ ہو تو ہمارے سب کام ٹھپ ہو جائیں اور دن کے بعد رات نہ ہو تو راحت و آرام سب بیکار ہو جائیں اس لئے کہ جو راحت و آرام رات میں ملتا ہے وہ دن میں نہیں ملتا بہر حال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاؤں سے بڑی رغبت اور دلچسپی تھی اسی لئے حضرات صحابہ کو دعائیں سکھانے میں بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔

واسطہ اور وسیلہ سے دعا مانگنا قبولیت کا سبب ہے

گرامی قدر بزرگو دوستو! واسطہ اور وسیلہ کا استعمال کرنا دعاؤں میں کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ دعا کی قبولیت کا باعث ہے آدمی اللہ کے ناموں کا واسطہ دیکر مانگے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا (سورہ اعراف) اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں انکے ذریعہ سے انکو پکارو۔ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہتے ہیں کہ فرمایا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص بھی ان کو یاد کریگا جنت میں داخل ہوگا گویا کہ اللہ کے ناموں کو بار بار پڑھا جائے اور مانگنے کے مناسب اس کے ناموں کا واسطہ دیکر مانگا جائے۔

انشاء اللہ ناموں کے وسیلہ اور واسطہ سے مانگی ہوئی دعا جلد قبول ہوگی اسی طرح حضرات انبیاء کے وسیلہ سے مانگنا اور اس طرح کہنا اے اللہ حضرات انبیاء کے طفیل اور ہمارے نبی

علیہ السلام کے طفیل ہم پر رحم فرما اولیاء اللہ اور بزرگوں کو بھی واسطہ بنایا جا سکتا ہے اسی طرح اپنے والدین اور اپنے اساتذہ کرام کو بھی واسطہ بنایا جا سکتا ہے مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ یہ ہمارے اولیاء، صلحاء، والدین، اساتذہ آپ کے محبوب اور مقبول بندے تھے انکے طفیل ہمیں بھی اپنے محبوب اور مقبول بندوں میں شمار فرما ان جیسا تعلق اور محبت ہمیں بھی نصیب فرما ان جیسی عبادت کرنیکی توفیق ہمیں بھی عنایت فرما یقیناً انکے درجات بلند تھے انکے طفیل ہمارے بھی درجات بلند فرما۔

آنسو بہا کر رو رو کر دعا مانگے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہم دعا واسطہ اور وسیلہ دے کر مانگیں یا بغیر واسطہ کے مانگتے اُس کی ذات ذوالجلال والاکرام ہے وہ ہر طرح قبول فرما لیتے ہیں بشرطیکہ صدق دل سے رغبت و شوق سے دل کی گہرائیوں سے آنسو بہا کر مانگیں تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لئے
وہ چند قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ دعا مانگتے ہوئے رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنایا کرو کیا معلوم اللہ کو یہی پسند آجائے ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا مقبول اور مؤثر وعظ فرمایا حضرات صحابہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں ایک صحابی نے بلند آواز سے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صحابی کا رونا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ محفل میں جتنے آدمی شریک تھے سب کی مغفرت کر دی گئی۔

جلد قبول ہونیوالی دعاء

دوستو! دعا اپنے لئے بھی ہو اور اپنے بھائیوں کے لئے بھی ہو بھائی موجود ہو یا نہ ہو اس کیلئے دعا کرنی چاہئے اگر آدمی اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں دعا کرے تو وہ عند اللہ

بہت جلد مقبول ہوتی ہے کیونکہ اس میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے سامنے کی دعا میں بناوٹ اور دکھاوا بھی ہو سکتا ہے مگر پیٹھ پیچھے کی دعا میں اسکا کوئی احتمال نہیں ہوتا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا دَعْوَتٌ اَسْرَعَ اجابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ کوئی دعا زیادہ جلد قبول ہونیوالی نہیں غائب کی دعا سے غائب کیلئے یعنی اگر کوئی شخص پیٹھ پیچھے کسی کیلئے دعا کرے تو وہ دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے کیونکہ وہ مبنی بر اخلاص ہوتی ہے۔

دعا میں پہلے حمد پھر درود

گرامی قدر دوستو! جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو پہلے حمد باری تعالیٰ ہو اسکے بعد درود شریف پڑھکر اللہ کے دربار میں دعاء مانگنا شروع کر دے آخر میں پھر درود شریف پڑھ لے جن دعاؤں کے اول و آخر میں درود شریف پڑھی جائے وہ دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے امام ترمذیؒ نے حضرت فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں ایک شخص مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور نماز پڑھ کر دعا کرنے لگا اللھم اغفرلی وارحمنی یہ سنکر نبی علیہ السلام نے فرمایا اے نمازی تو نے جلد بازی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اول اللہ کی حمد بیان کر جس کے وہ لائق ہیں اور مجھ پر درود پڑھ پھر اللہ سے دعا مانگ اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نمازی دعا مانگ تیری دعا ضرور قبول ہوگی۔ (سنن ترمذی)

معلوم ہوا کہ جس طرح آقا، مالک اور بادشاہ کے سامنے جب کوئی ضرورت پیش کی جاتی ہے تو اس کا قاعدہ ضابطہ اور ادب یہ ہے کہ اولاً بادشاہ کی تعریف کی جائے دوسرے نمبر پر بادشاہ کے قریبی متعلق کا تذکرہ کیا جائے گویا کہ بادشاہ کے قریبی دوست کو وسیلہ بنایا جائے تیسرے نمبر پر اپنی ضروریات رکھی جائے انشاء اللہ العزیز بادشاہ اس کی سب ضروریات پوری کرنیکی کوشش کریگا۔

یہی معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھی ہے وہ تو سب حاکموں کا حاکم، مالکوں کا مالک،

Scanned by CamScanner

بادشاہوں کا بادشاہ آقاؤں کا آقا احکم الحاکمین ہے اسلئے ضروری ہے کہ پہلے ہم اس کی حمد بیان کریں بعدہٗ نبی پر درود بھیجیں پھر دعا مانگنی شروع کر دیں رو رو کر دعائیں مانگے انشاء اللہ بہت جلد دعائیں قبول ہوں گی اسکے بعد پھر درود شریف پڑھ کر دعا ختم کر دیں اس طرح دعا مانگنا قبولیت کے بہت زیادہ قریب ہے۔

دعا میں تقدیم وتاخیر

جب انسان دعا مانگے تو دعا میں پہلے اپنے نفس کو مقدم کرے یعنی اپنی ذات کیلئے دعا مانگے پھر اہل خانہ کیلئے پھر والدین کیلئے، عزیز واقارب اور دوست واحباب کیلئے، اہل شہر کیلئے، اپنے ملک کیلئے حتیٰ کہ پوری امت مسلمہ کیلئے دعا مانگے اگر مجمع میں دُعا مانگے تو ہم کا لفظ استعمال کرے یعنی جمع کے صیغہ کا استعمال کرے۔

دعا مانگنے والوں کیلئے ہدایت

دعا مانگنے والے کو چاہئے کہ اولاً وہ دعائیں مانگے جو نبی علیہ السلام سے منقول ہیں ان دعاؤں کی قبولیت بارگاہ الٰہی میں جلدی ہو جاتی ہے مسنون ومقبول دعائیں بہت ہیں ہر آدمی اپنی دعاؤں میں مسنون دعاؤں کا اہتمام کرے علماء نے لکھا ہے کہ قنوت نازلہ اس قدر جامع دعا ہے کہ اگر نبی علیہ السلام ہمیں نہ سکھاتے تو ہم کبھی بھی اس طرح کی دعا نہیں مانگ سکتے تھے۔

قنوت نازلہ

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَا اَعْطَیْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ.

اے اللہ! ہمیں ہدایت نصیب فرما ان لوگوں میں فرما جن کو آپ نے ہدایت دی ہے اور ہمیں

عافیت نصیب فرما ان لوگوں میں سے کر دیجئے جن کو آپ نے عافیت نصیب فرمائی ہے اور ہمارے دوست بن جایئے اور ان لوگوں میں فرما جن کے آپ دوست ہیں اور ہمیں برکت نصیب فرما ان چیزوں میں جو آپ نے عطا فرمائی ہیں اور ہمیں اس شر سے بچا جس کا آپ نے فیصلہ فرمالیا ہے۔ بیشک آپ (میرے فائدہ میں) فیصلہ فرمائیں گے اور میرے خلاف فیصلہ نہ فرمائیں یقیناً جس کے آپ مددگار ہو جاتے ہیں وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے آپ ناراض ہو جاتے ہیں تو وہ (کبھی) باعزت نہیں ہو سکتا اے ہمارے رب آپ بڑے بابرکت ہیں اور آپ بہت بلند مرتبہ ہیں ہم آپ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اولاً وہ دعائیں مانگنی چاہئیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اسکے بعد اپنی دعائیں مانگنی چاہئے خوب رو رو کر گڑ گڑا کر اللہ کو رونا ہی پسند ہے۔

دعا مانگنے میں آدمی الفاظ کی بھرمار نہ کرے یعنی فصاحت وبلاغت اور قافیہ بندی کی فکر میں نہ رہے بلکہ جو دل سے اٹھے مانگے اخلاص اور خلوص پیش نظر رہے۔

کاروبار کی وجہ سے غفلت میں نہ پڑے تاجر اپنی تجارت پر ناز نہ کرے اور کاشتکار اپنی کاشتکاری پر بھروسہ نہ کرے صنعت گر اپنی صنعت پر نازاں نہ ہوں ملازم اپنی ملازمت پر نوکر اپنی نوکری پر اور فیکٹری والے اپنی فیکٹری پر اعتماد اور بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں بلکہ اللہ سے مانگتے رہیں چنانچہ دوکاندار اور تاجر کو چاہئے کہ وہ اللہ سے مانگتا رہے اسلئے کہ گاہک بھیجنا اللہ کا کام ہے تجارت میں ترقی دینا اور اس کو پروان چڑھانا اللہ کا کام ہے بہت سی دکانیں بالکل اندر گلی میں ہوتی ہیں خوب چلتی ہیں اور بہت سی دکانیں مین روڈ پر ہوتی ہیں بالکل موڑ اور چوراہے پر ہوتی ہیں اس کے باوجود دکاندار بیٹھا مکھیاں مارتا رہتا ہے یعنی گاہک نہیں آتے پتہ چلا کہ گاہک کا بھیجنا اللہ کے بس میں ہے۔

ایک نوکر اور ملازم اپنی نوکری اور ملازمت پر اعتماد اور بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائے بلکہ اللہ

Scanned by CamScanner

کی طرف لونگائے اس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے نہیں تو بہت سے ملازموں اور نوکروں کو ہم نے دیکھا کہ ان کی ملازمت ختم ہوجاتی ہے گھر بیٹھ کر شش و پنج میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

اسی طرح فیکٹری کا مالک اپنی فیکٹری اور اپنی کمپنی پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اس سے مانگتا رہے ترقی کی دعائیں کرتا رہے نہیں تو ہم نے بہت سی فیکٹریوں میں آگ لگتی ہوئی دیکھی اور دیوالیہ نکلتا ہوا دیکھا۔

اسلئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! تمہارے کاروبار میں تجارت میں، کھیتوں میں اور دکانوں میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی پیدا کریگا ہم لوگ اپنے کاروبار، تجارت اور کاشتکاری پر تکیہ نہ لگا کر بیٹھ جائیں بلکہ تکیہ اور بھروسہ اللہ تعالیٰ ہی پر رہنا چاہئے۔

میرے بھائیو! جب ہم مانگیں تو ہاتھ اٹھا کر مانگیں بالخصوص پنج گانہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر ہی دعا مانگنی چاہئے۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا افضل طریقہ

میرے محترم دوستو! ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور کسی خیر اور بھلائی کا سوال کرے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بھکاری کی طرح ظاہر کرے یعنی اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر اللہ سے دعا مانگے جس طرح ایک سائل آدمی لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔

میرے پیارو! رہا یہ کہ ہاتھ کس طرح پھیلائے اسکا افضل طریقہ کیا ہے؟ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ جب آدمی دعا کرنا چاہے تو وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر سینے تک اٹھائے دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ کشادگی رکھے یہ نہیں کہ دونوں ہاتھ بالکل ملالے یا ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ دے۔

دعا میں ہاتھ اٹھانیکی حکمت

حضرات دعا میں ہاتھ اٹھانا اور پھیلا کر اللہ سے مانگنا اس میں حکمت یہ ہے کہ اس سے

انسان کی طلب اور تڑپ معلوم ہوتی ہے اس سے آدمی کی عاجزی و بندگی ظاہر ہوتی ہے گویا کہ آدمی ایک طرف دل سے دعا کرتا ہے اور دوسری طرف ہاتھ پھیلا کر اپنی عاجزی کا بھی اظہار کرتا ہے اس کیفیت سے دعا کرنے میں قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ یقیناً تمہارا رب حیادار، بزرگ و برتر ہے اللہ اس بات سے شرماتے ہیں کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اس وقت وہ ان کو خالی ہاتھ لوٹا دے یعنی اللہ تعالیٰ اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتے اس سلسلہ میں ایک بڑے محقق ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک نہایت ٹھنڈی رات کو محراب میں تھا سردی سے بیقرار دعا کیلئے ایک ہاتھ تو باہر نکالا اور دوسرا سردی کیوجہ سے چھپائے رکھا اسی حالت میں مجھے نیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ باہر کھلے ہوئے ہاتھ میں جنت کے کنگن پہنائے جارہے ہیں اور ایک ہاتف غیبی نے آواز دی ابوسلیمان اس ہاتھ میں جتنا زیور آسکا ہم نے پہنا دیا اگر دوسرا بھی کھلا ہوتا اس میں بھی پہنا دیتے کہتے ہیں کہ پھر میں نے خود کو قسم دی کہ خواہ گرمی ہو یا سردی جب بھی دعا کروں گا دونوں ہاتھ ہی باہر رکھوں گا دونوں ہاتھ پھیلا کر ہی اللہ سے مانگونگا۔

دعا کے بعد چہرہ پر ہاتھ پھیرنیکی حکمت

بزرگو اور دوستو! آدمی جب دعا سے فارغ ہو اور دعا ختم کرے تو آمین کہکر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لے اس لئے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ بھی یہی تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کیلئے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تو ان کو اس وقت تک نہیں گراتے تھے جب تک کہ اپنے نورانی چہرہ پر نہ پھیر لیتے۔

دوستو! دراصل دعا کے اخیر میں دونوں ہاتھ منہ پر پھیرنا یہ اس بات کی علامت ہے کہ بندہ کے جو ہاتھ خداوند قدوس کے سامنے اٹھے ہوئے تھے انکو اللہ نے خالی نہیں لوٹایا بلکہ اللہ رب العزت نے ان کو اپنی رحمت و برکت سے بھر دیا جس کو بندہ نے اپنے اشرف عضو یعنی

Scanned by CamScanner

چہرہ پر مل لیا اور چہرہ پر ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تمام بدن پر مل لیا ہو اس لئے کہ چہرہ انسان کا ایک اہم اور اشرف عضو ہے۔

دعا سے فراغت کے بعد

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آیۃ الکرسی چاروں قل الحمد شریف وغیرہ پڑھ کر سارے بدن پر بھی ہاتھ پھیر لیں کوئی حرج نہیں عافیت اور حفاظت کی غرض سے پھیر لیں باعث ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ کو بھی صحیح معنی میں دعاء کرنیکی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مقبول بندوں میں ہمارا شمار فرمائے۔ آمین

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دُعا کر چکے
(تقی میر)

ہم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملتا نہیں
دینے والے کو گلہ ہے کہ گدا ملتا نہیں

☆

غفلت شعاری دیکھ کر بندہ کی کہتا ہے کریم
دینے والا دے کسے دست دعا ملتا نہیں

☆

خدا کی دین کا موسیٰؑ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

☆☆☆

میدان عرفات میں دعا مقبول ہوئی ہے

تیونس کی ایک ستر سالہ نفیسہ خاتون کا کہنا ہے کہ ڈیڑھ سال پہلے فالج کی وجہ سے میں بینائی سے محروم ہوگئی، میں دو لڑکوں اور تین لڑکیوں کی ماں ہوں ڈاکٹروں نے مجھے بالکل ناامید کر دیا تھا کہ تمہاری بینائی نہیں لوٹے گی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے ۲۰۱۳ء کے حج میں بھیجا، جب میں سعودی عرب پہونچی تو مکمل طور پر بینائی سے محروم تھی اب حج سے واپس جا رہی ہوں تو مکمل بینائی کے ساتھ ہوں، نفیسہ کا کہنا ہے کہ میدان عرفات میں پہونچ کر میں نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اور گڑ گڑا کر دعا کی تو میری بینائی لوٹ آئی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا، خوشی کا اظہار کیا میرے خیمہ والوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا، نفیسہ کا کہنا ہے کہ بس میں اپنے گھر تیونس سے صرف یہی تمنا اور آرزو لیکر چلی تھی کہ مجھے میرا اللہ مبارک اور مقدس مقامات کی زیارت کرا دے چنانچہ میں نے اپنی آنکھوں سے مقدس مقامات دیکھ لئے مقدس مقامات پر بینائی لوٹ آئی میں جتنا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کروں کم ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ خلوص وللّٰہیت، آہ وزاری کے ساتھ اگر دعا کی جائے تو عنداللہ مقبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خلوص دل سے دعاء مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

ماخوذ از عزیز الہند صفحہ ۱۵
۲۳؍ اکتوبر ۲۰۱۳ء
(از مرتب)

Scanned by CamScanner

مسلم معاشرہ کا اصلاحی پہلو

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاایھاالذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّکُمْ راعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم۔

صرف اپنی فکر کافی نہیں

محترم سامعین کرام ومعزز علمائے عظام اور پس پردہ بیٹھی میری ماؤ اور بہنو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ اس آگ سے کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں معلوم ہوا کہ انسان خود نماز روزہ کرکے نیک عمل کرکے مطمئن نہ ہو جائے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے آنکھیں نہ بند کرلے کیونکہ جہاں خود اپنی فکر ضروری ہے اپنے گھر والوں اور آل اولاد کی فکر بھی ضروری ہے جہاں خود کو جہنم کی آگ سے بچانا ضروری ہے وہیں اپنے ماتحتوں کو بھی اس آگ سے بچانا فرض ہے کیونکہ قیامت کے دن جہاں ہر آدمی سے اسکے اعمال کا حساب ہوگا وہیں اسکے ماتحتوں کے بارے میں بھی سوال کیا جائیگا کہ ان کی فکر کی یا نہیں انکو آگ سے بچانے کی محنت کی یا نہیں اسلئے کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ تم میں سے ہر آدمی راعی (نگراں) ہے اور تمہارے ہر راعی (نگراں) آدمی سے سوال کیا جائیگا اسکی رعیت، پرجا اور

پبلک کے بارے میں کہ تم نے اپنی رعیت، اولاد اور اپنے ماتحتوں کیلئے کیا کچھ کیا۔

اسلئے میرے پیارو صرف اپنے ذاتی نیک اعمال ہی نجات کیلئے کافی نہیں بلکہ اس حدیث کی رُو سے اپنے گھر والوں، عورتوں، بچوں اور بڑوں چھوٹوں کی فکر اور ان کو جہنم کا ایندھن بننے سے روکنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے لہٰذا ان کی بھی اصلاح کی کوشش کریں کہ وہ دین پر آجائیں، سنت وشریعت کے پابند ہو جائیں، قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ہو جائیں اسکے لئے ہمہ وقت سعی جاری رہنی چاہئے۔

ظاہر کچھ باطن کچھ

بھائیو! آج کے اس پرفتن زمانہ میں بہت سے تضادات دیکھنے میں آرہے ہیں بہت سے ہمارے بھائی ہیں جو گھر سے باہر بڑے دیندار، نمازی، پرہیزگار نظر آتے ہیں، بڑے بڑے دینی ودعوتی کام انجام دے رہے ہیں منبر ومحراب پر کھڑے ہو کر امت کی فکر کا دم بھرتے ہیں اور وہ اپنی ذات میں مخلص اور سچے بھی ہوتے ہیں مگر اپنی سادہ لوحی یا کم علمی ونادانی کی وجہ سے خود اپنے گھر کی فکر نہیں کرتے بعض ایسے ساتھیوں کی گھر کی زندگی پر جب نظر پڑی تو معاملہ الٹا نظر آیا، عورتوں میں بے پردگی، فیشن پرستی، غیر محرموں کے ساتھ میل ملاپ، بچوں میں موڈرن کلچر یہود ونصاریٰ جیسے کپڑے ان کے جیسے بال، ان جیسا چال ڈھال، ان کے اسکولوں میں تعلیم وتربیت ہم کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا اس شخص کی زندگی اور اس کے گھر کے ماحول میں زمین وآسمان کا فرق نظر آیا دوستو ان حالات میں افسوس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

پری نہفتہ رخ ودیو درکرشمہ وناز
بسوخت عقل زحیرت ایں چہ بوالعجبی ست

پری کا چہرہ سویا ہوا ہے اور دیو ناچ رہا ہے عقل حیرت سے جل گئی یہ کیا بوالعجبی ہے

Scanned by CamScanner

دعوت کا قرآنی اسلوب

جب کہ قرآنی آیت سے دعوت کا اسلوب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آدمی کو اپنی ذات کی فکر کرنی چاہئے اپنی اصلاح وتربیت سے فارغ ہوکر اب اس کے بعد اپنی آل اولاد اور اپنے ماتحتوں کی فکر کرنی چاہئے تاکہ ان کے اندر بھی دین آئے اور وہ بھی پکی سچی مؤمنانہ مخلصانہ زندگی گذاریں یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ اپنے گھر میں بددینی، بدعملی کے شعلے بھڑک رہے ہوں اور اپنے تمام اہل وعیال انکی لپیٹ میں ہوں اور آدمی دوسروں کی فکر میں لگا ہوا ہو۔

خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے بعد جب علی الاعلان تبلیغ کا حکم دیا گیا اور کھلم کھلا لوگوں کو دین کی طرف بلانے کے بارے میں فرمایا گیا تو آیت اتری وانــــــذر عشیرتک الاقربین یعنی اے نبی سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے اپنے گھر والوں اور اہل خاندان کو دعوت دیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل میں صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنے تمام خاندان والوں کو نام بنام پکارا جب سب جمع ہو گئے تو آپؐ نے بڑے حکیمانہ اسلوب میں ان کے سامنے کلمہ لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ کی دعوت پیش کی اور حجت پوری کردی۔

معاشرہ کے بگاڑ کی اصل وجہ

بہرحال اگر دیکھا جائے اور غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج معاشرہ میں جو سارا بگاڑ پھیلا ہوا ہے وہ اہل وعیال کی طرف سے غفلت اور چشم پوشی کا نتیجہ ہے اگر ہر آدمی اپنے اپنے گھر کی فکر کرلے اپنے اہل وعیال کی تعلیم وتربیت اور اصلاح کا ذمہ لے لے تو سارا معاشرہ برائیوں سے پاک ہوجائے اگر ہم سب کی اولادیں نیک صالح بن جائیں تو ہر طرف نیکی صلاح کا دور دورہ ہوجائے پھر نہ کوئی کسی کو تکلیف پہونچائے گا نہ کسی کا دل دکھائے گا نہ

دوکاندار کم تولے گا، نہ تاجر ڈنڈی مارے گا، نہ کوئی کسی کا حق دبائے گا ہر گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا لہٰذا ہر مسلمان اس حق کو پہنچانے کہ اولاد کی تعلیم وتربیت اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر اس پر لازم ہے جس طرح ہم اپنے اہل وعیال کو گرمی سردی سے بچانے کی فکر کرتے ہیں ان کے کھانے پینے کیلئے خوراک، رہنے سہنے کیلئے مکان اور پہننے، اوڑھنے کیلئے کپڑے کا انتظام کرتے ہیں اور اگر وہ بیمار ہوجائیں تو ان کے علاج ومعالجہ کی فکر کرتے ہیں ایسے ہی ہمارے اوپر ضروری ہے کہ ہم ان کی دینی وروحانی ضروریات کی بھی فکر کریں اور آخرت کے عذاب سے اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ان کو بچانے کی کوشش کریں۔

دوستو! یہ ان سے ہمدردی اور خیر خواہی نہیں کہ ان کو جہنم کی آگ کے حوالہ کردیا جائے اور ہمیشہ کے عذاب سے بچانے کی فکر نہ کی جائے۔

اولاد کے چار حقوق ہیں

میرے بھائیو! کتابوں میں لکھا ہے کہ ماں باپ پر اولاد کے چار حقوق ہیں اگر سب لوگ اپنی اولاد کے یہ حقوق ادا کریں تو معاشرہ کی اصلاح خود بخود ہوجائے پھر وہ اولاد نیک صالح ہوگی ماں باپ کے حقوق پہنچانے گی ان کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھے گی مگر آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر کوئی اولاد کی نافرمانی کا رونا روتا ہے ہر آدمی اپنے بچوں سے پریشان ہے ہر کوئی شکوہ یہی کرتا ہے کہ میری اولاد میرے حقوق ادا نہیں کرتی ہے میری بات نہیں مانتی میں پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے ان کے حقوق ادا کئے؟ اگر تو ان کے حقوق ادا کرتا تو وہ اولاد دیندار ہوتی اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرتی اور ماں باپ کے حقوق بھی ادا کرتی پہلے تو نے ان کی حق تلفی کی ہے اب اگر ان کی طرف سے حق تلفی ہورہی ہے تو اب شکوہ شکایت کرتے پھر رہے ہو حتی کہ تعویذ گنڈے کراتے پھرتے ہیں کہ اولاد راہ راست پر آجائے حالانکہ کوتاہی خود ماں باپ کی ہوئی کہ اولاد کے حقوق ادا نہ کرکے ان کو دین سے

اورقرآن سے دور رکھا جب تم نے اپنے ہاتھوں سے کانٹے بوئے ہیں تو کیا پھل ملیں گے اب ساری عمر اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

اسلئے میں کہا کرتا ہوں کہ ماں باپ کو چاہئے کہ شروع سے اولاد کے تمام حقوق پہچانے اوران کوادا کریں پھر وہ اولاد بڑے ہوکر تمہارے حقوق پہچانے گی اوران کو ادا کرے گی دوستو پھر یہ ہمارے گھر جنت کا نمونہ بنیں گے معاشرہ میں صلاح وتقویٰ کا رواج پیدا ہوگا۔

ماں باپ پراولاد کا پہلا حق

میرے محترم بزرگو! اوردوستو اولاد کی تربیت کے چار حقوق ہیں جب بچہ پیدا ہوجائے تو ماں باپ پر سب سے پہلا بچہ کا حق یہ ہے کہ ساتویں روز سادگی کے ساتھ مسنون عقیقہ کریں شہرت نام نمود اور رسم ورواج سے پرہیز کریں ،غور سے دیکھا جائے تو بہت کم لوگ ملیں گے جن کو اس سنت پرعمل کی توفیق ہوتی ہواگر توفیق ہوتی بھی ہے تو اس میں اس قدر رسوم داخل کردی جاتی ہیں کہ یہ سادہ سنت بہت سی بدعات وخرافات کے نیچے دب کر رہ جاتی ہے اور بجائے ثواب کے گناہ کے مستحق ہوجاتے ہیں اور اکثر تو وہ ہیں جن کو اس سنت پرعمل کی توفیق ہی نہیں ملتی بلکہ وہ عقیقہ کے بجائے دوسری غیراسلامی غیردینی رسموں کو ادا کرتے ہیں اوراس طرح وہ صرف ترک سنت ہی کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ سنت کے مقابل غیرشرعی رسموں کوایجاد کرنے اور رواج دینے کے مرتکب بھی ہوتے ہیں جو بہت بھاری گناہ ہے۔

میرے استاذ محترم حضرت مولانا الحاج شریف احمد صاحب رحمہ اللہ مہتمم جامعہ کاشف العلوم نے اپنے پوتے اور مولانا عرفان صاحب کے بڑے صاحبزادے کا عقیقہ کیا تو ایک بکرا منگا کر

جامعہ کاشف العلوم کے مطبخ کی دیگ میں ڈلوادیا اوربس عقیقہ ہوگیا۔

چھٹی اور سالگرہ منانا غیراسلامی رسم ہیں

دوستو! آج ہم خود غور کرکے دیکھ لیں کہ ہمارے مسلم معاشرہ میں بچے کی پیدائش پر عقیقہ کرنے کے بجائے چھٹے دن ختنہ کراتے ہیں ،اعزہ واقارب اوراہل خاندان کی دعوت کی جاتی ہے جس کو چھٹی کی رسم کہا جاتا ہے یہ سراسر غیراسلامی طریقہ ہے اور ہندوؤں کی رسم ہے جسکو فخر کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے جب کہ یہی کھانا اگر ساتویں روز سنت کی نیت سے کھلایا جاتا تو عقیقہ کہلاتا اوراجر وثواب کا باعث ہوتا۔

اسی طرح آج کے دور میں اپنے بچوں کی اور خود اپنی سالگرہ منانا جس کو انگریزی میں برتھ ڈے(Birthday) کہتے ہیں تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ اور تہذیب یافتہ ہونے کی علامت سمجھ لیا گیا اور یہود ونصاریٰ کی اتباع اوراندھی تقلید میں اس قدر پاگل ہوچکے ہیں کہ ان رسموں پر پانی کی طرح اپنا قیمتی مال اور گاڑھے پسینے کی کمائی خرچ کرتے ہیں جب کہ دین کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے کسی غریب اور بے سہارا کی مدد کیلئے جیب سے پھوٹی کوڑی بھی نہیں نکلتی سوچئے اپنی دنیا وآخرت دونوں تباہ کررہے ہیں اور خوش ہورہے ہیں کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف تو مسلمان غیروں کے طریقوں کو اختیار کررہا ہے اور دوسری طرف انکی قباحت اور برائی بھی دل سے نکل گئی اور اب انہی طریقوں کو پسند کرتا ہے اوران پرعمل کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے حالانکہ کفر کے طور طریقوں کو پسند کرنا اوران کو استحسان کی نظر سے دیکھنا کفر کی بات ہے مشہور قاعدہ ہے استحسان الکفر کفر یعنی کفر کی کسی رسم کو پسند کرنا انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کردیتا ہے لہٰذا عقیقہ مسنونہ کے بجائے چھٹی کرنا اور برتھ ڈے(Birthday) منانا اوران کو پسند کرنا بہت بری بات ہے جس سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔

اولاد کا دوسرا حق

میرے محترم دوستو! اولاد کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا سا نام رکھے جس کا معنی ومطلب اچھا ہو جو اللہ ورسول کے نزدیک پسندیدہ ہو، تمام انسانوں میں سب سے برگزیدہ بندے انبیائے کرام پھر صحابہ کرام اور پھر اولیائے کرام ہیں لہٰذا اپنے بچوں کے نام اللہ کے ان مقبول اور محبوب بندوں کے ناموں پر رکھے جائیں تا کہ بچوں کی زندگی پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ اگر کسی صحابی کا نام اچھا نہ ہوتا تو آپ اسکو بدل دیتے آج لوگوں میں یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ کچھ ایسا نام ڈھونڈتے ہیں کہ جو بالکل نیا ہو چاہے اسکا کوئی معنی ہو یا نہ ہو یا پھر غلط ہی معنی کیوں نہ ہو۔ نہ جانے شیطان عوام کو ایسے نام کیسے سمجھاتا ہے، بعض تو نام ملانے کے چکر میں اور ماں باپ کے نام کے قافیہ سے قافیہ لگانے میں عجیب عجیب مہمل نام ایجاد کر لیتے ہیں فـزيّـن لهـم الشيطان کے مصداق بن جاتے ہیں خدا کی پناہ ایسی جہالت سے اور شیطان کی ایسی تزئین سے۔

اسلئے میرے دوستو! جب گھر میں بچہ پیدا ہو تو اگر خود کوئی اچھا نام نہ ملے تو مسجد کے امام صاحب سے کسی حافظ صاحب سے یا مولانا صاحب سے معلوم کر لیا جائے وہ جو نام تجویز کریں اسکو رکھ لیا جائے انشاء اللہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نام کی برکت سے اس بچہ کو نوازیں گے۔

اولاد کا تیسرا حق

میرے پیارو! اولاد کا تیسرا حق ان کی تعلیم وتربیت ہے جب وہ پڑھنے کے قابل ہو جائیں تو ان کی دینی اور اسلامی تعلیم کا نظم کریں دینی تعلیم جہاں خود اس بچہ کی بنیادی ضرورت ہے وہیں اس کے ماں باپ اہل خاندان اور دیگر اعزہ واقارب کے راحت وسکون کیلئے ضروری ہے جب وہ دینی تعلیم کے ذریعہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے حقوق

سے آگاہ ہو گا تو اسکی زندگی بھی اچھی گزرے گی اور وہ دوسروں کے حقوق ادا کرے گا تو [illegible] متعلقین کی زندگی بھی راحت وآرام سے گزرے گی اور وہ [illegible] ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا اگر [illegible] دینی تعلیم سے غافل رہے گا تو اسکی زندگی بھی تباہ ہوگی اور دوسروں کی زندگیوں کو بھی وہ تباہ کرے گا۔

بچہ کی پہلی درسگاہ

دوستو! بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود اور اسکا پہلا مدرسہ گھر کا ماحول ہوتا ہے اگر ماں دیندار اور گھر کا ماحول صالح ہوگا تو بچے کا مزاج دینی بنے گا اس کے اندر اچھے اخلاق پیدا ہوں گے ماں دین کی تعلیم سے آراستہ ہوگی تو بچہ کو برائی سے روکے گی اور اس کے دل میں برے کاموں کی قباحت بٹھائے گی چنانچہ ماں باپ کی روک ٹوک سے بچوں کے اخلاق درست ہوتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً تھوتھو کر کے منہ سے نکلوا دی حالانکہ حضرت حسنؓ بچے تھے اور بچہ مکلف بھی نہیں ہوتا مگر چونکہ بچہ کی اصلاح اور تربیت ضروری تھی اسلئے چشم پوشی سے کام نہ لیا اسلئے کہ صدقہ اہل بیت کے لئے حرام ہے اسلئے شروع ہی سے روک دیا تا کہ اس کی قباحت دل میں بیٹھ جائے۔

خواجہ شکر گنج اور ماں کی تربیت کا اثر

محترم بزرگو اور دوستو! ماں انسان کیلئے درسگاہ اول کی حیثیت رکھتی ہے دنیا میں جتنے مشاہیر علماء اور بزرگان دین گذرے ہیں اگر ان کی زندگی کے ابتدائی حالات دیکھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ ان سب کو بنانے سنوارنے اور سورج کی طرح روشن کرنے میں سب سے پہلے ان کی ماؤں نے ہی جدوجہد کی قربانیاں دیں شیخ فریدالدین گنج شکر کی والدہ بھی انہیں میں سے ایک تھیں جن کی تربیت سے ان کے بچے شہرت کے آسمان کے چاند ستارے بن

کر چکے شیخ فریدالدینؒ کی والدہ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مصلّی کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتیں اور فرماتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کو مصلے کے نیچے سے شکر کی پڑیا ملتی ہے اس ترکیب کا اثر یہ ہوا کہ شیخ فریدالدینؒ بچپن ہی سے نماز کے سخت پابند ہو گئے اور کبھی نماز قضا نہ کرتے تھے اسی مناسبت سے آگے چل کر آپ نے گنج شکر کے نام سے شہرت پائی۔

حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید رشید تھے آپ کے والد محترم سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اور والدہ صاحبہ عالم دین مولانا وجیہ الدین خجندیؒ کی صاحبزادی تھیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری آپ کے دادا پیر تھے آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت ولی کامل پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کی روحوں کو مسلمانان ہند کی طرف سے اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

ٹیپو سلطان اور ماں کی تربیت کا اثر

دوستو! پہلے عورتیں اپنے بچوں کی تربیت کا بڑا اہتمام کیا کرتی تھیں اولاد کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرتی تھی چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان ٹیپو شہیدؒ کی والدہ نے کبھی ان کو بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا جب مائیں اتنی نیک تھیں تو بچے پھر کیسے نیک نہ بنتے چنانچہ انہیں ٹیپو سلطان شہیدؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ میسور کے قریب شہر رنگا پٹم میں ایک مسجد کی بنیاد کی تقریب میں مدعو ہوئے جب بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو یہ بات طے ہوئی کہ بنیاد کی پہلی اینٹ وہ رکھے جس کی عمر بھر میں کبھی ایک وقت کی بھی نماز قضا نہ ہوئی ہو بھرے مجمع میں لوگ ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھنے لگے اور کوئی آدمی آگے بڑھنے کو تیار نہ ہوا آخر مجبور ہو کر سلطان ٹیپو یہ کہہ کر آگے بڑھے کہ آج میرا راز فاش ہو گیا الحمدللہ بالغ ہونے کے بعد سے آج تک میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یہ تھا ماں کی تربیت کا اثر۔

انکی دینداری کا نتیجہ کہ حکومت و سلطنت کے مالک ہو کر بھی وہ ایک وقت کی نماز قضا نہ کرتے تھے اور آج ہمارا کیا حال ہے ہماری عورتوں بچوں کا کیا حال ہے ہم سب جانتے ہیں کوتاہی ہماری ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی فکر نہیں کی انکی دنیاوی تمام ضروریات کو پورا کیا مگر ان کی آخرت کی طرف سے غفلت برتی اور ان کو جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

اولاد کی دینی تعلیم سے غفلت کا نتیجہ

میرے پیارو! ماں باپ کے تربیت نہ کرنے کا نتیجہ بڑا بھیانک ہوتا ہے وہ اولاد ساری زندگی بدکرداری اور بدعملی میں مبتلا رہتی ہے اور بچپن کی بری عادتیں ایسی راسخ ہو جاتی ہیں کہ پھر عمر بھر ان کا اثر زائل نہیں ہوتا چنانچہ ایک ڈاکو کا واقعہ مشہور ہے کہ اسکو قتل و رہزنی کے جرم میں پھانسی کا حکم ہو گیا اب جب پھانسی کی تاریخ آئی اور تختۂ دار پر چڑھنے کا وقت آیا تو قانون کے مطابق جلاد نے اسکی آخری خواہش معلوم کی اس ڈاکو نے کہا میری آخری تمنا یہ ہے کہ اپنی ماں سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں چنانچہ جب ماں نے منھ آگے کیا تو اس نے دانتوں سے ماں کی ناک کاٹ لی سب لوگ حیران ہو گئے کہ کیسا سخت دل اور ظالم انسان ہے کہ آخری وقت ہے اور ماں کے ساتھ یہ سلوک ہے لوگوں نے ناک کاٹنے کی وجہ معلوم کی تو اس نے بڑے درد بھرے لہجہ میں کہا کہ اگر اس ماں نے میری صحیح تربیت کی ہوتی تو آج مجھے پھانسی پر چڑھنا نہ پڑتا میرے جرم میں میری ماں برابر کی شریک ہے جب میں بچپن میں اسکول سے چھوٹی موٹی چیزیں چرا کر لاتا تو ماں خاموشی کے ساتھ ان کو رکھ لیا کرتی تھی اس نے کبھی مجھ سے باز پرس نہ کی ایک دن بھی روک ٹوک نہ کی کہ بیٹے یہ بری بات ہے اگر یہ مجھے اس وقت منع کرتی، ڈراتی، دھمکاتی تو آج یہ نوبت نہ آتی آخرکار رفتہ رفتہ میری وہ عادت پختہ ہوتی چلی گئی اور پھر میں بڑی بڑی چوریاں کرنے لگا یہاں تک کہ میں ایک قاتل اور ڈاکو بن گیا یہ سب میری ماں کی غفلت اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے جو مجھ کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

آپس کے حقوق ادا نہ کرنا تمام فساد کی جڑ ہے

دوستو! آج سارے فساد کی جڑ بنیاد یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہیں آج ہر کسی کو دوسرے سے شکایت ہے ماں باپ اولاد کے شاکی، اولاد ماں باپ سے متنفر وجہ یہی ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہیں اگر آپس کے حقوق ادا کئے جائیں تو تمام شکایات ختم ہو جائیں مگر حقوق تو تب ادا کریں جب حقوق کا علم بھی ہو اور آپس کے حقوق کا علم جب ہوگا کہ دین کی تعلیم پاس ہو پتہ چلا کہ ہر فتنہ وفساد کی جڑ دین کی تعلیم وتربیت کا نہ ہونا ہے۔

ایک صحابیؓ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے لڑکے کو لائے اور اس کی نافرمانی کی شکایت کی کہ یہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو قریب کیا اور باپ کے حقوق ادا کرنے کی تاکید فرمائی لڑکے نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی میرے والد صرف اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں مگر آپ ان سے معلوم کریں کہ کیا انہوں نے میرے حقوق ادا کئے نہ میرا نام اچھا رکھا نہ میری تعلیم وتربیت کی طرف توجہ کی اور نہ میری شادی مناسب جگہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے باز پرس کی اور اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔

اولاد کی تربیت نہ کرنے کا دنیوی نقصان

محترم بزرگو اور دوستو! اپنی اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے کا ایک نقصان تو دنیوی ہے کہ ایسا انسان ہر وقت اولاد کی طرف سے پریشان رہتا ہے، اولاد کی بددینی کی وجہ سے ہر وقت اسکو رنج وغم پہونچتا رہتا ہے اور وہ اولاد دنیا میں اسکی بدنامی اور ذلت ورسوائی کا سبب بنتی ہے اولاد کی ہر بدعملی ہر بدکرداری ماں باپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور لوگ بچوں کے برا ہونے سے ماں باپ کے برا ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور ایسی بد اولاد

کے ماں باپ کو معاشرہ میں عزت نہیں دی جاتی سوچئے! کیا یہ تھوڑا نقصان ہے کہ انسان جو عزت عمر بھر میں اپنے عزیزوں قریبوں میں حاصل کرتا ہے یہ بداعمال اور ناہنجار اولاد برسوں کی بنی بنائی عزت منٹوں میں خاک میں ملا دیتی ہے اور عزت دار والدین جیتے جی مر جاتے ہیں اور اولاد انکو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوسروں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑتی اور بسا اوقات والدین یہ کہنے تک مجبور ہو جاتے ہیں کہ کاش ہمارے یہاں اولاد نہ ہوتی اور یہ سب نتیجہ ہوتا ہے بچپن میں ان کی دینی تعلیم وتربیت نہ کرنے کا۔

اولاد کی تربیت نہ کرنے سے آخرت کا نقصان

اور میرے دوستو! دنیوی نقصان سے کہیں بڑھ کر اس میں آخرت کا نقصان ہے کہ دنیا کی ذلت ورسوائی تو عارضی ہے مگر جب اسی اولاد کے بارے میں قیامت میں سوال ہوگا اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے پر آخرت میں مواخذہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں نے شروع میں بیان کی تھی کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مسئول عن رعیتہ کہ تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور ہر آدمی سے اسکے ماتحتوں کے بارے میں مواخذہ ہوگا تو بتایئے وہاں کیا جواب دیں گے؟ اس وقت اس اولاد کی خاطر کس قدر ذلت ورسوائی اٹھانی پڑے گی دنیا میں اسکا تصور بھی محال ہے اب وہاں جب اولاد ماں باپ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرے گی خدایا ہمارے ماں باپ نے ہم کو دین کی تعلیم نہ دی ہم کو قرآن وسنت سے آگاہ نہ کیا ورنہ تو ہم بھی نیک اعمال کے ذریعہ آپ کی رضا حاصل کرتے اور ہم گمراہی میں زندگی نہ گذارتے لہٰذا ہم سے زیادہ ہمارے والدین مجرم ہیں کہ انہوں نے ہم کو اندھیرے میں رکھا اور ہم کو دین نہ سکھایا دوستو دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ اس وقت کیا جواب دو گے۔

دین دار اولاد دونوں جہاں کی سعادت ہے

میرے دوستو! دیندار اولاد ماں باپ کے لئے دونوں جہاں میں کامیابی اور سعادت

کا باعث ہے دنیا میں بھی عزت و نیک نامی دلاتی ہے اور اولاد کی ہر خوبی اور ہر نیکی ماں باپ کی خوبی شمار ہوتی ہے اور والدین کے انتقال کے بعد بھی نیک اولاد ایصال ثواب کے ذریعہ انکی امداد کرتی رہتی ہے اور ان کو ثواب پہونچاتی رہتی ہے جس کی وجہ سے آدمی آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے کیا یہ تھوڑا بڑا فائدہ ہے ایسے وقت جب کہ مرنے کے بعد آدمی بالکل محتاج ہوتا ہے اور ایک ایک نیکی کیلئے دوسروں کی طرف نظر اٹھائے رکھتا ہے کہ کوئی اس کو ثواب پہونچائے تاکہ اسکا معاملہ آسان ہو جائے ایسے وقت میں جب دیندار اولاد اپنے ماں باپ کے لئے مسلسل ایصال ثواب کرتی ہے انکے لئے صدقہ و خیرات اور دعائے مغفرت کرتی ہے تو جو خوشی اس وقت مردہ کو ہوتی ہے ساری دنیا کے خزانے اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا مَـــاتَ الْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا ثَلَاثَةٌ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُولَهُ کہ انسان جب مرجاتا ہے تو عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور نامۂ اعمال بند کر دیا جاتا ہے مگر تین چیزیں ہیں کہ مرنے کے بعد بھی انکا ثواب برابر پہونچتا رہتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ دوسرے ایسا علمی کام کر گیا کہ جس سے لوگ نفع اٹھا رہے ہوں اور تیسرے نیک صالح اولاد چھوڑی جو اسکے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرتی ہو گویا کہ ان تین چیزوں میں ایک چیز نیک صالح اولاد کا ہونا بھی ہے جس کا نفع انسان کو دنیا سے جانے کے بعد آخرت میں بھی برابر ملتا رہتا ہے اب سوچئے اگر آپ نے اولاد کو دین نہیں سکھایا قرآن نہیں پڑھایا تو اس سے ایصال ثواب کی امید رکھنا فضول ہے بلکہ ایسی بد دین اور جاہل اولاد کو تو ہم نے دیکھا ہے کہ باپ کی نماز جنازہ ہو رہی ہے اور بیٹا دور کھڑا دیکھ رہا ہے جب لوگوں نے پوچھا کہ نماز میں شرکت کیوں نہیں کی تو بولا کہ مجھے پڑھنی نہیں آتی سوچئے ایسی اولاد سے کسی خیر کی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی روح کو ثواب پہونچائے گی۔

ماں باپ پر اولاد کا چوتھا حق

والدین پر اولاد کا چوتھا حق یہ ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائے تو جلد سے جلد کوئی مناسب اور اچھی جگہ دیکھ کر اس کا نکاح کر دیا جائے اور اچھائی کا کیا معیار ہو اسکے لئے اللہ و رسول کا حکم دیکھنا پڑے گا دنیا داروں کی نظر میں تو اچھائی کا دارومدار مال و دولت، عزت وجاہ ہے خواہ دین واخلاق کے اعتبار سے آدمی کتنا ہی گھٹیا ہو اس لئے ہمیں اچھائی کا معیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تلاش کرنا پڑے گا چنانچہ ہمیں حدیث ملتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عموماً نکاح چار وجوہات میں سے کسی ایک کی وجہ سے کیا جاتا ہے مال، جمال، عزت یعنی حسب ونسب اور دین واخلاق پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کسی عورت سے محض اسکے مال کی وجہ سے شادی کی اللہ تعالیٰ اسکے فقر میں اضافہ فرمائے اور جس شخص نے عورت کے حسن و جمال کی وجہ سے شادی کی اللہ تعالیٰ اس کی دنائت یعنی ذلت و رسوائی میں اضافہ فرمائے اور جس شخص نے عورت کی خاندانی عزت ووجاہت کی بناء پر شادی کی اللہ تعالیٰ اسکی ذلت میں اضافہ فرمائے اور جس شخص نے عورت کے اخلاق اور اسکی دینداری کی وجہ سے شادی کی اللہ تعالیٰ اس کے نکاح میں برکت عطا فرمائے۔

اچھائی کا معیار اخلاق ہے

معلوم ہوا کہ اچھائی کا معیار اخلاق اور دینداری ہے چونکہ آج ہم لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے معیار سے ہٹ کر دوسری چیزوں کو معیار بنالیا ہے اور مال و دولت، حسن و جمال اور عزت ووجاہت ہی ہمارے درمیان اچھائی کا معیار بن گئے ہیں اس لئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعاؤں کے مصداق بنتے ہیں اب خود ہی بتلایئے کہ جن چیزوں کو نکاح میں وجہ ترجیح بنانے پر آقا نے بددعائیں دی ہوں ہم ان معیاروں پر نکاح کر کے سکون پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں یہی وجہ ہے کہ شادی کے دوسرے ہی دن گھر میں اختلافات

Scanned by CamScanner

اور بڑائی جھگڑوں کا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے میاں بیوی کے جھگڑے اور ساس بہو کے جھگڑے یہ سب نبی کی بددعاؤں کا نتیجہ ہے اگر ہم دینداری کو معیار بناتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لیتے ہمارے نکاح میں برکتیں ہوتی یہ نکاح گھر میں خیر وبرکت کا سبب بنتا آپس میں محبتیں اور جوڑ پیدا ہوتا۔

جلد نکاح نہ کرنے کی نحوست

دوستو! اسلئے کہتا ہوں کہ بالغ ہوتے ہی بچوں کا نکاح کردو ہم نے سنت سے ہٹ کر نکاح کو اتنا مشکل بنادیا ہے کہ سالوں سال شادی کی تیاری میں لگ جاتے ہیں بچوں کی آدھی عمریں ڈھل جاتی ہیں۔

دوستو! یہ وقت پر نکاح نہ کرنا بہت سی برائیوں کا سبب بن رہا ہے آج جو دنیا میں بدکرداری زناکاری عام ہورہی ہے اسکا بڑا سبب یہی ہے کہ ماں باپ اولاد کے اس حق کو وقت پر ادا نہیں کرتے۔

اور نکاح میں دیری کا سبب بھی ہمارا ہی پیدا کیا ہوا ہے کہ ہم نے نکاح کو بڑا مہنگا بنادیا ہے حالانکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ نکاح جس قدر سادگی اور کم خرچی کے ساتھ ہوگا اتنا ہی بابرکت ہوگا مگر ہم نے نام ونمود اور ریا کی خاطر ہزاروں خرافات کا ادا کرنا لازم قرار دے لیا ہے جن پر آج امت کا پیسہ پانی کی طرح بہایا جارہا ہے نعوذ باللہ من ذالک بلکہ جو آدمی سادگی اور سنت طریقہ پر نکاح کردے اس پر طعن وتشنیع کی جاتی ہے اسکو کنجوس اور بخیل کہا جاتا ہے اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور ایسی نکاح کی تقریب کو خوشی کے بجائے مجلس غم سمجھتے ہیں۔

اسلام نے شادی کو آسان بنایا ہے

محترم دوستو! اسلام نے تو ہم پر احسان کیا تھا کہ ہماری اس اہم ضرورت کو بہت ہی

سادہ اور آسان بنایا تھا مگر ہم نے دوسروں کی دیکھا دیکھی نکاح کو بڑا دشوار کام بنادیا فضول خرچی اور رسم ورواج اس قدر غالب آگئے اور اس لعنت میں عوام کے ساتھ ساتھ خواص بھی برابر کے شریک ہیں کہ اسلامی طریقہ نظروں سے اوجھل ہوگیا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مَؤُنَةً (مشکوٰۃ جلد ۲) کہ سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں سب سے کم خرچ کیا گیا ہو مگر ہماری عقلیں ماری گئیں کہ ہم اس شادی کو سب سے بڑی شادی سمجھتے ہیں جس میں سب سے زیادہ خرچ کیا گیا ہو سوچئے نبیؐ کیا کہہ رہے ہیں اور ہم کیا کررہے ہیں دوستو! ہماری خرابی یہی نہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کررہے ہیں بلکہ اس مخالفت کو اچھا سمجھ رہے ہیں اور اس مخالفت پر فخر کررہے ہیں جو پہلی خرابی سے کہیں زیادہ خطرناک ہے اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔

دینداری کی بناپر ہونے والے نکاح میں برکت

دوستو! اگر ہم اپنے بچوں کے جلد نکاح کرتے تو تمام برائیوں کا خاتمہ ہوتا معاشرہ کی اصلاح ہوتی اور دینداری کو معیار بناتے ہوئے اگر سادگی کے ساتھ سنت طریقہ پر نکاح کرتے تو نکاحوں میں برکت ہوتی دین ودنیا میں فلاح حاصل ہوتی اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کے ذریعہ علماء صلحاء اولیاء پیدا فرماتے جن کی ذاتوں سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوتا۔

سبق آموز واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک رات گشت پر نکلے ایک گھر سے آواز سنی کہ ایک بوڑھی عورت اپنی جوان بیٹی سے دودھ میں پانی ملانے کیلئے کہہ رہی ہے بیٹی نے جواب دیا کہ اماں امیر المومنین نے منادی کرادی ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملائے بوڑھی عورت نے کہا کہ نہ یہاں منادی کرنے والا موجود ہے اور نہ امیر المومنین دیکھ رہے ہیں لڑکی نے جواب دیا اماں جان اگرچہ امیر المومنین موجود نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہے

Scanned by CamScanner

ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے جب ماں بیٹی کی یہ گفتگو سنی تو کچھ دیر کے بعد بوڑھی عورت کے پاس تشریف لے گئے اور معلوم کیا یہ کون لڑکی ہے بوڑھی عورت نے کہا میری بڑی بیٹی ہے حضرت عمرؓ لڑکی کی دینداری سے بہت خوش ہوئے اور اسی وقت اپنے صاحبزادے حضرت عاصم کے لئے اس لڑکی کا رشتہ مانگ لیا شادی ہوگئی اور پھر اس لڑکی کی دینداری اور خوف خدا کا ہی نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کی نسل سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا عادل خدا ترس خلیفۂ راشد پیدا کیا جو پہلی صدی کے مجدد ہوئے اور جن کے دور خلافت میں بکری اور بھیڑیے نے ایک ساتھ مل کر ایک ہی گھاٹ پر پانی پیا۔

خلاصہ کلام

اسلئے میرے محترم دوستو! اگر ہم دینداری کو نکاحوں کا معیار بنائیں گے تو پھر ایسی ہی برکتوں کا ظہور ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے مستحق بنیں گے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے ہم کو اولاد کی نعمت دی اسکی قدر کریں اسکے تمام حقوق ادا کریں جب ہم ان کے حقوق ادا کریں گے تو وہ بھی ہمارے حقوق ادا کریں گے پھر ہر گھر جنت کا نمونہ بنے گا اور اس طرح پورا معاشرہ سدھر جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اولاد کے حقوق ادا کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

☆☆☆

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا ہے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

حضرت زبیر ابن العوامؓ کی بے مثال سخاوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْد عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ لَيْسَ لِيْ مِنْ شَيْئٍ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ "اَفَاُعْطِيْ" قَالَ نَعَمْ لَا تُوْكِيْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ، يَقُوْلُ لَا تُحْصِيْ فَيُحْصٰى عَلَيْكِ.

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عن النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ بعيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ ، بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ احبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عابدٍ بخيلٍ . (رواہ ترمذی)

گرامی قدر نوجوان بھائیو اور قابل قدر بزرگو! دو حدیثیں آپ لوگوں کے سامنے پڑھی ہیں ان احادیث کے متعلق مختصراً اور اجمالاً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں گے اللہ تعالیٰ مجھے بھی صحیح صحیح کہنے کی اور آپ حضرات کو سننے کی اور پھر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج ہمارے معاشرہ میں بگاڑ ہی بگاڑ ہے آئے دن مسلم معاشرہ کی حالت زبوں تر ہوتی جارہی ہے بداخلاقی، بدکرداری، بخیلی اس کا شیوہ بن چکا ہے حالانکہ بخیلی، بدکرداری اور بداخلاقی سے معاشرہ پژمردہ ہوتا ہے اگر معاشرے کے

افراد سخی اور حاتم طائی جیسے ہوں تو لوگ وہاں آئیں گے جائیں گے واردین وصادرین کی چہل پہل ہوگی اور اس کا شہرہ دور تک پھیلے گا اور اگر ہمارا معاشرہ بخیل ہے تو کتے بھی وہاں سے نہیں گذریں گے ظاہر ہے کتے کس بنیاد اور امید پر وہاں آئیں گے ان کو تو روٹی کا ٹکڑا بھی وہاں نہیں ملے گا، بخیل تو ہر جگہ بخل کریگا اسلئے میرے محترم مسلمان بھائیو ہمیں اپنے مسلم معاشرہ میں سخاوت کو پروان چڑھانا چاہئے تاکہ لوگ سخاوت کا گن گائیں سخی لوگوں کی تعریف کریں، سخاوت سے معاشرہ کی رونق بڑھتی ہے چنانچہ جن لوگوں نے سخاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو دونوں جہاں میں جگمگایا اور چمکایا ہے سخی آدمی دنیا میں بھی کامیاب وکامران ہے اور آخرت میں بھی سخی آدمی جنت میں جائیگا جنت کی چیزوں سے لطف اندوز ہوگا۔

سخی کی فضیلت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السخیُّ قریبٌ من اللّٰه قریبٌ مِنَ الجنةِ، قريبٌ مِنَ الناسِ، بعيدٌ من النارِ.

ترجمہ: سخی اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہے، جنت کے نزدیک ہے، لوگوں سے نزدیک ہے، یعنی لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور دوزخ سے دور ہے یعنی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔

بخیل کی مذمت

اسکے برخلاف جو آدمی بخیل ہے اسکے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا البخيل بعيد من الله، بعيد من الجنة، بعيد من الناس، قريب من النار.

ترجمہ: بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ پسند نہیں جنت سے دور ہے یعنی جنت اس کو نصیب نہیں ہوگی لوگوں سے دور ہے یعنی لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور دوزخ سے قریب ہے یعنی بخیل آدمی جیسے ہی مریگا جہنم میں جائیگا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا الجاهل السخي احب الى الله من عابد بخيل جاہل سخی عبادت

گزار بخیل سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو غور کرنیکا مقام ہے کہ سخاوت نے انسان کا کتنا مرتبہ بڑھا دیا الجاھل السخی احب الی اللہ یعنی سخاوت نے بے علم کو بھی محبوب بنا دیا اور بخل نے عبادت گزار کو بھی دور پھینک دیا معلوم ہوا کہ سخاوت میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور بخل میں برائی ہی برائی ہے سخاوت میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور بخل میں نقصان ہی نقصان ہے سخی آدمی مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور بخیل مر ہی جاتا ہے سخی آدمی نیک (اچھا) ہوتا ہے اور بخیل آدمی بد (بُرا) ہوتا ہے۔

نوشیرواں نمرد نام نیکو گذاشت
قارون ہلاک شد چہل گنج داشت

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کی سخاوت

گرامی قدر دوستو آپ کے سامنے دو حدیثیں تلاوت کی گئیں دوسری حدیث میں سخی کی فضیلت اور بخیل کی مذمت کا تذکرہ کیا گیا جو آپ حضرات نے سنا اور پہلی حدیث میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہیں ان کی سخاوت کا تذکرہ ہے چنانچہ ایک روز حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میرا کچھ نہیں الہ لیس لی من شئی الاما ادخل علی الزبیر مجھے میرے شوہر حضرت زبیر بن عوام جو کچھ لا کر دیتے ہیں وہ میرے پاس ہوتا ہے اسکے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تو کیا میں اپنے شوہر کے اس مال میں سے جو وہ مجھے لا کر دیتے ہیں کیا میں اس کو راہ خدا میں خرچ کر سکتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کر سکتی ہو اور فرمایا لاتوکی فیوکی علیک اے اسماء بخیلی

اور کنجوسی مت کر۔ ورنہ تجھے بھی تھوڑا دیا جائیگا اوکی یُوکی ایکاۃ کے معنی آتے ہیں بٹوہ باندھکر رکھنا (پیسوں کی تھیلی) کو ڈوری سے باندھنا مطلب یہ ہے کہ بٹوہ اور پرس کا منہ کھول کر رکھو جہاں تک ہو سکے جس قدر ہو سکے خرچ کرنا چاہئے گن گن کر اور شمار کر کے نہ رکھنا چاہئے۔

وضاحت

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے اسماء خیر کے راستہ میں خرچ کیا کرو اور گن گن کر نہ دیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے حق میں گننا شروع کر دیگا اور روپیہ پیسہ کو حفاظت سے اٹھا اٹھا کر مت رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی حفاظت سے رکھنا شروع کر دیں گے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے راستہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرو گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اپنی رحمت کے دروازے کھول دیں گے اور اگر خرچ کرنے سے ہاتھ روکو گے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت اور نصرت کے دروازے بند کر دیں گے

عن اسماءؓ قالت قال رسولُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انفقی ولا تحصی فیحصی اللّٰہُ علیکِ ولا توحی فیوحی اللّٰہُ علیکِ وارضخی ماستطعتِ.

(بخاری و مسلم)

میرے محترم بزرگو اور دوستو انفاق فی سبیل اللہ کے تحت جو احادیث بیان کی جاتی ہیں ان سب کا مطلب یہی ہے کہ خوب دل کھول کر خرچ کرو اللہ تعالیٰ بے حساب دیں گے راہ خدا میں خرچ کرنے سے کبھی تنگدستی نہیں آتی ہاں جمع کر کے رکھنے والے بہت سے بھوکے مر جاتے ہیں حوض میں پانی آتا بھی رہے اور جاتا بھی رہے تو پانی صاف رہتا ہے اور تازہ بھی رہتا ہے اور اگر پانی کا نکلنا روک دیا جائے تو پانی کا آنا بھی بند ہو جائیگا اور جو پانی حوض میں ہے وہ گندہ بھی ہو جائیگا یہی حال راہ خدا میں خرچ کرنیکا ہے۔

Scanned by CamScanner

اعتدال کے ساتھ خرچ کرنا

دوستو! آدمی کو اپنی ذات پر خرچ کرنے میں تو احتیاط کرنی چاہئے دونوں ہاتھوں کو کھول کر نہ دینا چاہئے بلکہ احتیاط سے خرچ کرے اعتدال اور میانہ روی سے خرچ کرے ورنہ کبھی نہ کبھی ہمت ہار جائیگا مگر راہ خدا میں خرچ کرنیکا معاملہ مختلف ہے اللہ تعالیٰ اس خرچ کرنیکا بدلہ ضرور دیتے ہیں ایک روپیہ خرچ کرنے پر دس کا وعدہ ہے نیز سات سو کا وعدہ ہے اَضْعَافاً مُضَاعَفَةً کا بھی وعدہ ہے اس لئے ہم لوگوں کو چاہئے کہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے کبھی بھی ہاتھ نہ روکیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال اور اس کا جواب

میرے محترم ساتھیو اور نوجوان بھائیو ابھی آپ نے حدیث سنی کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے پاس اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کیلئے کچھ نہیں میرے شوہر حضرت زبیر ابن عوام جو کچھ لا کر دیتے ہیں وہی میرے پاس ہوتا ہے تو کیا اس میں سے خرچ کرسکتی ہوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں خرچ کرسکتی ہو حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ بیوی بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے کچھ بھی خرچ نہیں کرسکتی اب سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرنیکا حکم کیسے دیدیا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اگر شوہر کے مزاج واحوال، اطوار وکردار اور چال ڈھال سے یہ معلوم ہو جائے کہ اسکو اپنی بیوی کا خرچ کرنا ناگوار معلوم نہیں ہوگا تو ایسی حالت میں بیوی بغیر شوہر کی اجازت کے خرچ کرسکتی ہے اس کو کچھ بھی گناہ نہیں ہوگا ہاں اگر اس کے بر خلاف ہے یعنی شوہر ناراض ہوتا ہو تو پھر بیوی کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ خرچ کرے اس

واقعہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زبیر بن العوام ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف اور ساڑھو ہیں ان کے احوال سے آپ ﷺ بخوبی واقف تھے آپ کو ان پر کلی اعتماد تھا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے وہ تنگ دل نہیں ہوتے اسلئے آپ ﷺ نے ان کی بیوی حضرت اسماء کو خرچ کرنیکی اجازت دیدی تھی۔

حضرت زبیرؓ کا مزاج انفاق

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ ومبشرہ میں سے ہیں بڑے ہی نیک طبیعت اور منکسر المزاج آدمی تھے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتے تھے چنانچہ وہ لوگوں کے بینک تھے لوگ آپ کے پاس رقمیں امانت میں رکھتے تھے وہ ان سے کہتے تھے میں امانت کہاں تک محفوظ رکھوں گا تم مجھے یہ رقم قرض دیدو اور جب چاہے لے لو، لوگ قرض دیتے تھے اور آپ اس کو راہ خدا میں خرچ کر دیتے تھے پھر جب قرض خواہ آتا اِدھر اُدھر سے کر کے دے دیتے تھے مدتوں یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا چنانچہ جب زبیر ابن عوامؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے لڑکے عبداللہ کو بلایا اور فرمایا کہ لوگوں کے مجھ پر کتنے قرضے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہیں بس میرے مرنے کے بعد جو بھی قرض خواہ آئے اور جتنی بھی رقم مانگے ادا کر دینا کسی سے کوئی ثبوت نہ مانگنا اور میری وفات کے بعد تین سال تک حج کے موقع پر منیٰ میں اعلان کرنا کہ زبیر کا انتقال ہو گیا ہے جس کا کوئی قرض ان کے ذمہ ہو وہ مجھ سے لے لے اور اگر کوئی قرض خواہ اتنا بڑا قرض مانگے جس کی ادائیگی تمہارے بس میں نہ ہو تو اس وقت ایک عمل کرنا عمل یہ ہے۔

قرض کی ادائیگی کا عمل

اچھی طرح وضو کرنا اور دو رکعتیں پڑھنا پھر جو الفاظ میں بتلا رہا ہوں ان ہی الفاظ سے دعا کرنا کہ اے زبیر کے رب ایک شخص زبیرؓ کا قرضہ مانگنے آیا ہے اور میرے پاس انتظام نہیں ہے آپ اس کا انتظام فرما دیں مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ غیب سے میرے

Scanned by CamScanner

قرضے کی ادائیگی کا سامان مہیا فرمادیں گے بہر حال حضرت زبیرؓ کی اپنے وقت پر وفات ہوگئی سب کا ایک وقت مقرر ہے سب کو چلے جانا ہے آگے پیچھے سب ہی چلے جائیں گے۔

عجیب وغریب واقعہ

بہر حال حضرت زبیرؓ کی وفات ہوگئی اور جو شخص بھی قرض مانگنے آتا اسکا قرض حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادا کرتے رہے اسی دوران ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا: ایک شخص قرض مانگنے والا آیا اس نے کہا کہ میرا ایک لاکھ روپیہ کا قرض تمہارے باپ زبیر بن عوام کے پاس تھا اس کو ادا کردو اس وقت حضرت عبداللہ کے پاس ایک لاکھ روپیہ نہیں تھے وہ گھر میں گئے تاکہ دو رکعتیں پڑھ کر دعا کریں اس شخص نے سوچا کہ شاید میرے قرض مانگنے سے ان کو شرمندگی ہوئی اسلئے وہ گھر میں چلے گئے چنانچہ وہ قرض خواہ بھی اٹھ کر چلا گیا حضرت عبداللہ نے اپنے باپ حضرت زبیرؓ کی وصیت کے مطابق دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعا کی پھر باہر آئے تو وہ آدمی جاچکا تھا پھر یہ ہوا کہ اسی دن ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ کا ایک پلاٹ ہے کیا آپ اس کو بیچتے ہیں حضرت عبداللہ نے کہا ہاں اس شخص نے کہا میں اس کے ایک لاکھ درہم دوں گا حضرت عبداللہ فوراً تیار ہوگئے اور انہوں نے اس کو اپنی دعا کا اثر سمجھا وہ شخص یہ کہہ کر چلا گیا کہ آپ غور کرلیں اور اگر کوئی اس سے زیادہ دے تو مجھ سے مشورہ کئے بغیر نہ دینا تھوڑی دیر کے بعد حضرت معاویہؓ کا ایلچی آیا اس نے وہی زمین خریدنی چاہی حضرت عبداللہ نے کہا فلاں صاحب اس کے ایک لاکھ درہم لگا گئے ہیں حضرت معاویہؓ کے اس ایلچی نے کہا میں دو لاکھ دوں گا حضرت عبداللہ نے کہا میں پہلے شخص سے پوچھ کر جواب دوں گا اس نے کہا کہ اگر وہ زیادہ دے تو مجھ سے پوچھے بغیر نہ دینا چنانچہ حضرت عبداللہ نے جب پہلے شخص سے بات چیت کی تو اس نے کہا تین لاکھ دوں گا حضرت عبداللہ نے فرمایا میں دوسرے شخص سے بات کرکے جواب دونگا اس سے بات کی تو اس

نے کہا میں چار لاکھ دوں گا چنانچہ یوں ہی بات بڑھتی رہی آخر کار دس لاکھ میں وہ زمین بکی جس کی واقعی قیمت ایک لاکھ تھی بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے پاس اتنی رقم بھیج دی کہ سارے قرضے ادا ہوگئے اور حضرت عبداللہ کو پھر دعا کرنیکی ضرورت پیش نہ آئی اس واقعہ سے پتہ چلا کہ حضرت زبیرؓ بڑے درجہ کے سخی اور اپنے وقت کے حاتم طائی تھے جتنا جو قرض بنا تا تھا ادا کردیتے تھے یہ ان کے انتہائی اور اعلیٰ درجہ کے تقویٰ وتوکل کی بات تھی اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو نبی کریم پیغمبر جلیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شوہر کی اجازت کے بغیر راہ خدا میں خرچ کرنیکی اجازت اس لئے دی تھی کہ آپ ان کے شوہر زبیر بن عوام کے دینی اور سخی مزاج سے واقف تھے آپ کو معلوم تھا کہ ان کے شوہر کو یہ انفاق (خرچ کرنا) ناگوار نہیں ہوگا ورنہ مسئلہ وہی ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی خرچ نہ کرے۔

سخاوت جنت کا ایک درخت ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! سخاوت پسندیدہ اور محبوب ترین چیز ہے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سخاوت جنت میں ایک درخت ہے پس جو شخص سخی ہوگا وہ اس کی ایک ٹہنی کو پکڑ لیگا جس کے ذریعہ سے وہ جنت میں داخل ہوجائے گا اسی طرح بخل کے بارے میں فرمایا کہ بخل جہنم کا ایک درخت ہے جو شخص بخیل ہوگا وہ اس کی ایک ٹہنی پکڑ لیگا یہاں تک کہ وہ ٹہنی اس کو جہنم میں داخل کرکے رہے گی۔

کنزل العمال میں روایت ہے کہ سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں جھک رہی ہیں جو شخص اس کی کسی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے وہ ٹہنی اسکو جنت تک پہونچا دیتی ہے اور بخل جہنم کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں جھک رہی ہیں جو شخص اس کی کسی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے وہ ٹہنی اسکو جہنم تک پہنچا دیتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی کسی سڑک پر چل رہا ہے اور وہ سڑک اسٹیشن پر جا رہی ہے جب

Scanned by CamScanner

آدمی اس سڑک پر چلتا رہیگا تو لامحالہ کسی نہ کسی وقت اسٹیشن پر پہونچ جائیگا اسی طرح سے یہ ٹہنیاں جن درختوں کی ہیں جب ان کو پکڑ کر کوئی چڑھیگا تو جہاں وہ درخت کھڑا ہے وہاں پہونچ کر رہیگا اسلئے ضرورت ہے کہ ہم سخاوت والی شاخوں اور ٹہنیوں کو پکڑنے کی فکر کریں بخل کی شاخوں اور ٹہنیوں سے دور رہیں یعنی بخل حرص اور لالچ والے کاموں سے اجتناب کریں، سخاوت اور خیرات میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

قیامت کے دن کی رسوائی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! میری درخواست آپ حضرات سے یہی ہے کہ یہ دنیوی زندگی جس طرح ہم گذار رہے ہیں گذر ہی جائیگی مگر آخرت کی زندگی کا کیا ہوگا مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا کہ قیامت کے دن آدمی ایسا (ذلیل ضعیف) لایا جائیگا جیسا کہ بھیڑ کا بچہ ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا ارشاد ہوگا کہ میں نے تجھے مال عطا کیا حشم و خدم دیئے تجھ پر نعمتیں برسائیں تو نے ان سب انعامات میں کیا کارگذاری کی وہ عرض کریگا کہ میں نے خوب مال جمع کیا اسکو اپنی کوشش سے بہت بڑھایا اور جتنا شروع میں میرے پاس تھا اس سے بہت زیادہ کرکے چھوڑ آیا آپ مجھے دنیا میں واپس کردیں وہ سب آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا ارشاد ہوگا مجھے تو وہ بتا جو تو نے دنیا میں ذخیرہ کے طور پر آخرت کیلئے آگے بھیجا ہو وہ پھر اپنا پہلا کلام دوہرائیگا کہ میرے پروردگار میں نے اس کو خوب جمع کیا اور خوب بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا اس سے بہت زیادہ کرکے دنیا میں چھوڑ آیا آپ مجھے دنیا میں واپس کردیں میں وہ سب لیکر حاضر ہو جاؤں گا یعنی میں اب دنیا میں جاکر خوب صدقہ کروں گا خوب سخاوت کروں گا تاکہ وہ سب یہاں میرے پاس آجائے اسلئے کہ اسکے پاس کوئی ذخیرہ ایسا نہ نکلے گا جو اس نے اپنے لئے آگے بھیج دیا ہو اسلئے اس کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔

آخرت کی زندگی ختم ہونیوالی نہیں

میرے محترم دوستو! آج ہم لوگ عارضی زندگی اور ختم ہونیوالی زندگی کیلئے تمام تر جد و جہد اور کوشش کرتے رہتے ہیں صرف اسلئے کہ کچھ ذخیرہ اپنے پاس موجود رہے جو ضرورت کے وقت کام آئے نا معلوم کس وقت کیا ضرورت پیش آجائے لیکن دوستو جو اصل ضرورت کا وقت ہے اسکا پیش آنا بھی ضروری ہے اور یہ بھی یقینی ہے کہ اس وقت صرف وہی کام آئیگا جو اپنی زندگی میں خدائی بینک میں جمع کردیا گیا ہوگا یہاں کا جمع کیا ہوا ذخیرہ پورا کا پورا ملیگا کوئی کٹ بیوت نہیں ہوگی بلکہ اللہ جل شانہ کی طرف سے اس میں اضافہ ہوکر ملیگا مگر لوگ اس طرف بہت ہی کم التفات اور توجہ کرتے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی خواہ کتنی ہی زیادہ ہوجائے ایک نہ ایک دن ختم ہوجائیگی ہاں آخرت کی زندگی کبھی ختم ہونیوالی نہیں ہے اسلئے دوستو آخرت کی زندگی کی فکر کرنی چاہئے دنیا کی زندگی میں اگر آدمی کے پاس روپیہ پیسہ نہ رہے تو اس وقت آدمی محنت مزدوری بھی کرسکتا ہے بھیک بھی مانگ سکتا ہے بھیک مانگ کر اپنی زندگی پوری کرسکتا ہے لیکن آخرت کی زندگی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں ہے وہاں صرف وہی کام آئیگا جو ذخیرہ کے طور پر آدمی نے آگے بھیج دیا یعنی اعمال صالحہ وہاں ہر آدمی دیکھ لیگا کہ میں نے یہاں کیلئے کیا بھیجا تھا وہاں صرف اعمال کا جائزہ اور حساب ہوگا وہاں کوئی چھوٹا یا بڑا عمل نہیں کرسکے گا عمل کا دروازہ ہی بند کردیا جائیگا اسلئے ہمیں ہر وقت یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ آخرت کی فکر نصیب فرمائے، آخرت کی منزلیں آسان فرمائے، قبر کی منزل آسان فرمائے، میزان عمل کا معاملہ آسان فرمائے، عرش کے سایہ میں رہنا نصیب فرمائے، سخاوت کے میدان میں کامیاب تر فرمائے۔

آمین، آمین، آمین

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

Scanned by CamScanner

سچ بولنے کے مفید نتائج

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين امابعد!

اعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

ياايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين

عن عبد الله بن مسعودؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ان الصدق يهدى الى البروان البرّ يهدى الىٰ الجنة وان الرجل يصدق حتى يكون عند الله صديقاً (بخاری)

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

برادران اسلام! آج کے خطبہ میں قرآن مجید کی ایک آیت اور ایک حدیث تلاوت کی گئی ہے۔

آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب فرمایا اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو قرآن مجید میں اٹھاسی (۸۸) جگہ اس امت کے مسلمانوں کو یاایھا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا ہے پہلی امتوں کے صرف انبیاء کو خطاب ہوتا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کو یہ شرف عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں براہ راست اور بلا واسطہ ڈائریکٹ اس امت کو مخاطب بنایا ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے درخواست کی کہ

مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے فرمایا کہ جب تو قرآن پڑھے اور یاایھا الذین آمنوا کے خطاب کو سنے تو فوراً اپنے کانوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا اور قلب کو حاضر کرنا کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ تجھ سے خطاب فرما رہا ہے اور کسی اچھی چیز کا حکم دے رہا ہے یا کسی بری چیز سے منع کر رہا ہے۔ (بیہقی)

بہر حال اللہ نے یہاں اس آیت شریفہ میں بھی یاایھا الذین آمنوا سے خطاب فرمایا کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو تاکید کیساتھ کہا جارہا ہے کہ ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو سچوں ہی کی جماعت کے ساتھ رابطہ اور تعلق رکھو ان ہی کے ساتھ رہو ان کی سچائی کے اثر سے تم بھی سچے بن جاؤ گے معلوم ہوا کہ سچے آدمیوں کو تلاش کرنا چاہئے ہر وقت سچوں کی تلاش میں رہنا چاہئے۔

دنیا میں سب سے سچا انسان

چنانچہ دنیا میں سب سے سچے اور اچھے انسان نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نبوت سے پہلے آپ محمد، الصادق، الامین کے عظیم لقب سے مشہور تھے نبوت کے بعد بھی دشمنان اسلام نے بہت کچھ کہا لیکن جھوٹا ہونے کا الزام وہ بھی نہ لگا سکے۔

ایک مرتبہ اخنس بن شریق بدر کے موقع پر ابوجہل سے ملا اور کہنے لگا اے سردار ابوجہل یہاں اس وقت میرے اور تیرے سوا تیسرا کوئی نہیں جو ہماری بات سن سکے بس تو یوں بتا کہ محمد سچا ہے یا جھوٹا؟ ابوجہل بولا خدا کی قسم محمد سچا ہے اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہم تو صرف ضداً اور عناداً اس کو جھٹلاتے ہیں۔

سب سے اچھا انسان

میرے محترم بزرگو اور دوستو! یہ ضد اور عناد بہت بری چیز ہے جب کسی کو کسی سے ضد اور عناد ہو جاتا ہے تو اس کو اس کی بھلائیاں بھی برائیاں نظر آتی ہیں حضرت عبداللہ ابن

عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں میں کون شخص سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور زبان کا سچا ہو حضرات صحابہ نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زبان کا سچا تو ہم سمجھ گئے مگر مخموم القلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا آپ اس کی وضاحت فرمادیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخموم القلب اس آدمی کو کہتے ہیں جو دل کا صاف ہو اور خدا ترس ہو اور اس کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سراپا پاک صاف تھی آپ سے سچا اور صاف دل، خدا ترس انسان تو دنیا میں آیا ہی نہیں آپ کی صفائی قلب ہی کیوجہ سے اللہ نے آپ کو اپنا محبوب بنالیا تھا دنیا کے سب سے عظیم انسان آپ ہی تھے آپ کو محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین کا لقب ملا اس کے باوجود ابوجہل جیسوں نے ضد، عناد اور ہٹ دھرمی سے کام لیا حقیقت میں ابوجہل جانتا تھا اُسے یقین تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا کوئی نہیں ہے۔

سچ کو آنچ نہیں

کسی نے صحیح کہا ہے کہ سچ کو آنچ نہیں یعنی سچ بولنے میں کوئی نقصان نہیں چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچ بولتے تھے سچ سے گریز نہیں کرتے تھے اسلئے آپ کو زمانۂ جاہلیت میں بھی صادق اور امین کہہ کر پکارا گیا دورِ اسلام کی تو بات ہی الگ ہے چنانچہ جب اسلام آیا تو لوگ آپ کے گرویدہ ہوگئے اور صحابی کے لقب سے نوازے گئے حضرات صحابہ ایسے گرویدہ ہوئے کہ ان جیسی سچی محبت اور عقیدت کی مثال اب ناپید ہو چکی اسلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرلوگے ہدایت پاجاؤگے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مژدہ اللہ نے سنادیا بہرحال سچوں کیلئے کوئی آنچ اور کوئی ضرر نہیں۔

سچے لوگوں کا مقام بہت اونچا ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! سچوں کا مقام بہت اونچا ہے غزوۂ تبوک جسے غزوۂ عسرت بھی کہتے ہیں یہ آخری غزوہ ہے اس غزوہ میں کافرین کی تعداد بھی بہت تھی اور مسلمان بھی دس ہزار یا ایک روایت میں تیس ہزار کی تعداد آئی ہے بڑی ہی تنگی اور عسرت کا زمانہ تھا گرمی بھی شدت کی تھی مئی اور جون کے مہینے چل رہے تھے مسلمان انتہائی افلاس اور تنگی کی حالت میں تھے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ دس آدمیوں کیلئے ایک سواری تھی جس پر باری باری سوار ہوتے تھے ایک ایک کھجور کئی کئی آدمی تقسیم کرتے یا کھجور کو منہ میں رکھتے اس کی تری حاصل کرتے پھر دوسرے کو دیدیتے یا ایک چھوارہ لیتے اور باری باری سب لوگ چوستے حتی کہ چوستے چوستے وہ چھوارہ ختم ہوجاتا تھا صرف گٹھلی باقی رہ جاتی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سخت گرمی کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف نکل کھڑے ہوئے ایک پڑاؤ پر اترے اور اتنی پیاس لگی کہ ہم نے خیال کیا کہ اب ہماری گردنیں ٹوٹ جائیں گی بعض لوگ پانی کی تلاش میں جاتے خیال آتا کہ شاید یہ لوٹ کر نہیں آئیں گے بعض لوگ اپنے اونٹ کو ذبح کرتے اور اس کی اوجھ سے پانی نچوڑ کر پی لیتے اور جو پانی بچتا اپنے کلیجے میں رکھ لیتے اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعائے خیر کرنیکا عادی بنایا ہے آپ اللہ سے دعائیں کرتے ہی ہیں اور اللہ آپ کی دعائیں قبول بھی فرماتا ہے اسلئے آپ ہمارے لئے دعا کردیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم اسکو پسند کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا جی ہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور لوٹا کر نیچے نہ لانے پائے تھے کہ بادل اٹھا اور لشکر پر چھا گیا

Scanned by CamScanner

پھر اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں کے پاس جو برتن تھے وہ سب نے بھر لئے اسکے بعد ہم دیکھنے چلے کہ کہاں کہاں بارش ہوئی ہے تو بارش لشکر سے آگے نہیں بڑھی بہر حال غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد تھی بتلانا یہ ہے کہ اس غزوۂ تبوک میں کچھ مسلمان بھی شریک نہیں ہوئے شریک نہ ہونیکی وجہ سستی، کاہلی تھی کوئی شرعی عذر ان کے ساتھ نہیں تھا بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے دیکھا کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ رکھا ہے اللہ کے رسولؐ نے معلوم کیا یہ کون لوگ ہیں کہا گیا کہ یہ ابولبابہ اوران کے ساتھی ہیں جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے انہوں نے شرمندہ ہوکر اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا اور عہد کیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی نہیں ہوں گے ہم اپنے کو نہیں کھولیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کو خود نہیں کھولوں گا او. ان کا عذر قبول نہیں کرونگا جب تک اللہ تعالیٰ حکم نازل نہ فرمادیں ان لوگوں نے سنکر کہا ہم بھی اپنے کو نہیں کھولیں گے تا وقتیکہ اللہ ہی نہ کھولے بہر حال آیت نازل ہوگئی وآخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً عسیٰ اللّٰہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا (چھٹکارا) کرنے کیلئے ایک آدمی بھیجا کہ جاؤ ابولبابہ اوراس کے ساتھیوں کو رہا کردو ابولبابہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود آکر کھولیں گے کسی اور کے ہاتھ سے ہم نہیں کھلیں گے چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اوراپنے دست مبارک سے خود کھولا یہ تھی ان لوگوں کی سچائی اور گناہوں کا اعتراف اوراقرار جس کے نتیجہ میں اللہ نے ایسا نوازا کہ قرآن میں معافی کا اعلان کردیا گیا تا قیامت قرآن میں پڑھا جاتا رہیگا بخشش کا اعلان ہوگیا عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم .

معلوم ہوا کہ سچے آدمیوں کا مقام اللہ کے یہاں بہت اونچا ہے اور بہت بلند وبالا ہے۔

تین صحابی بہت سچے نکلے

گرامی قدر ساتھیو اور میرے بڑے اور بوڑھے بھائیو غزوۂ تبوک کے تین انصاری صحابیوں کا تذکرہ سنو جو ہمارے لئے انتہائی قابل عبرت اور سبق آموز ہے۔

کعب بن مالک، ہلال ابن امیہ، مرارہ ابن ربیع یہ تین انصاری صحابی ہیں یہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے یعنی غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوسکے تینوں صحابی غزوۂ تبوک میں نہ جانیکی اور شریک نہ ہونے کی وجہ خود بیان کرتے ہیں:

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہا مگر اتفاقی امر ہے کہ غزوۂ تبوک میں نہ جاسکا حالانکہ میری مالی حالت بہت اچھی تھی دو سواریاں بھی میرے پاس موجود تھیں کھجور کے باغات بھی خوب آئے ہوئے تھے کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہاد کا کھل کر اعلان کردیا تھا گویا کہ تمام لوگوں کا نکلنا واجب اور ضروری ہو چکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلم کھلا اعلان اس غرض سے کیا تھا تا کہ سب مسلمان تیاری کرلیں اس جہاد میں نکلنے والوں کی کوئی فہرست نہیں بنائی گئی تھی اسلئے جو لوگ جہاد میں جانا نہیں چاہتے تھے ان کو موقع مل گیا کہ اگر ہم نہ گئے تو کسی کو کوئی خبر نہ ہوگی جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کیلئے نکلے تو کھجوریں پک رہی تھیں باغات والے ان میں مشغول تھے اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کردی میرا حال یہ تھا کہ روزانہ صبح کو ارادہ کرتا کہ جہاد کی تیاری کروں مگر بغیر کسی تیاری کے واپس آجاتا میں دل دل میں کہتا تھا کہ میں جہاد پر قادر ہوں مگر آج کل آج کل میں ارادہ ٹلتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمان جہاد کیلئے روانہ ہوگئے پھر بھی میرے دل میں آتا رہا کہ میں بھی روانہ ہوجاؤں

Scanned by CamScanner

اور کہیں نہ کہیں راستہ میں جا کر مل جاؤں مگر افسوس میں نہ جا سکا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چلے گئے میں مدینہ کی گلیوں میں گھومتا تھا اور یہ بات مجھے غمگین کرتی تھی کہ اس وقت پورے مدینہ میں یا تو وہ لوگ نظر پڑتے تھے جو نفاق میں ڈوبے ہوئے تھے یا پھر ایسے بیمار معذور جو قطعاً سفر کے قابل نہیں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام تبوک پر پہونچ گئے ان کو میرا خیال آیا معلوم کیا کہ کعب بن مالک کو کیا ہوا وہ کہاں ہیں کسی نے کہا یا رسول اللہ ان کو جہاد سے ان کے عمدہ لباس اور اس پر نظر کرتے رہنے نے روکا ہے حضرت معاذ بن جبلؓ نے عرض کیا کہ تم نے یہ بُری بات کہی ہے یا رسول اللہ بخدا میں نے ان میں کبھی بھی کوئی بری بات نہیں دیکھی ہے یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

حضرت کعب بن مالک کا بیان ہے کہ جب مجھے یہ خبر ملی کہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں تو مجھے بڑی فکر ہوئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی غیر حاضری کا کیا جواب دوں گا اسلئے کہ اللہ کے رسولؐ مجھ سے ناراض ہو چکے تھے طرح طرح کے وساوس، خیالات فاسدہ اور بہانے دل میں آرہے تھے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو سب خیالات اور بہانے دل سے نکل گئے اور میں نے سمجھ لیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے کسی ایسی بنیاد پر نہیں نکل سکتا جس میں جھوٹ ہو میں نے بالکل سچ بولنے کا عزم کر لیا کہ مجھے صرف سچ ہی نجات دلا سکتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حسب عادت چاشت کے وقت مدینہ پہنچ گئے اور مسجد نبوی میں دو رکعت ادا کی پھر مسجد میں بیٹھ گئے منافقین عذر بہانے کرنے لگے اور جھوٹی قسمیں کھانے لگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر اور بہانوں کو قبول کر لیا اور ان کو بیعت کر لیا ان کیلئے دعائے مغفرت کی اور ان کے باطنی احوال کو اللہ کے سپرد کر دیا۔

اسی حال میں میں بھی حاضر خدمت ہو گیا اور آہستہ آہستہ جا کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا سلام کیا تو آپ نے ایسا تبسم فرمایا جیسے کوئی ناراض آدمی کیا کرتا ہے اور آپ نے اپنا رخ پھیر لیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ سے چہرۂ مبارک کیوں پھیر رہے ہیں خدا کی قسم میں نے نفاق نہیں کیا نہ دین کے معاملہ میں کسی شک و شبہ میں مبتلا ہوا اور نہ اس میں کوئی تبدیلی کی آپ نے فرمایا کہ پھر جہاد میں کیوں نہیں گئے کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی۔

کعب بن مالک نے کہا اے اللہ کے رسولؐ اگر میں آپ کے سوا کسی اور کے سامنے بیٹھتا تو میں باتیں بنا دیتا اسلئے کہ مجھے بات بنانے میں بڑی مہارت حاصل ہے لیکن قسم ہے اللہ کی اگر میں بات بنا کر آپ کو راضی کرا لوں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر حقیقت حال کھول دے تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور اگر میں نے سچی بات بتا دی جس سے بالفعل آپ ناراض ہوں گے مگر مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دیں گے صحیح بات یہ ہے کہ جہاد سے غائب رہنے میں میرا کوئی عذر نہیں تھا میں کسی وقت بھی مالی اور جسمانی طور پر اتنا قوی اور پیسہ والا نہیں تھا جتنا اس وقت تھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے سچ بولا ہے پھر فرمایا کہ اچھا جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ فرما دیں میں یہاں سے اٹھ کر چلا تو بنی سلمہ کے کچھ آدمی میرے پیچھے لگ گئے اور کہنے لگے کہ اس سے پہلے تو ہمارے علم میں تم نے کوئی گناہ نہیں کیا یہ تم نے کیا بے وقوفی کی کوئی نہ کوئی عذر بہانہ پیش کر دیتے جس طرح دوسرے لوگوں نے کیا اور تمہارے گناہ کی معافی کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا کافی ہو جاتا کعب بن مالک کا بیان ہے کہ یہ لوگ مجھے بار بار ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ میرے دل میں بھی یہ خیال آگیا کہ میں لوٹ جاؤں اور پھر جا کر عرض کروں کہ اے اللہ کے رسول جو بات پہلے کہی تھی وہ غلط تھی واقعتاً میں معذور تھا مگر پھر میرے دل میں آیا کہ میں ایک گناہ کے دو گناہ کیوں بناؤں ایک گناہ تو تخلف یعنی پیچھے رہنے کا ہے اور دوسرا گناہ جھوٹ بولنے کا پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا

Scanned by CamScanner

کہ مخلفین یعنی پیچھے رہنے والوں میں کوئی اور بھی ہے جس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ہو ان لوگوں نے بتلایا کہ دو آدمی اور ہیں جنہوں نے تمہاری طرح اقرار جرم کرلیا ہے اور ان کو بھی اللہ کے رسول نے وہی جواب دیا ہے جو تم کو دیا گیا ہے کہ وحی کا انتظار کرو پھر میں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں بتلایا گیا کہ ایک مرارہ بن ربیع ہیں دوسرے ہلال بن امیہ۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ مرارہ بن ربیع کے تخلف کا سبب یہ تھا کہ ان کا ایک باغ تھا جس کے پھل اس وقت پک رہے تھے تو انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ تم نے اس سے پہلے بہت سے غزوات میں حصہ لیا ہے اگر اس سال جہاد میں نہ جاؤں تو کیا جرم ہوگا اسکے بعد جب انہیں اپنے گناہ پر تنبہ ہوا تو انہوں نے اللہ سے عہد کرلیا کہ یہ باغ جسکے سبب میں جہاد میں جانے سے پیچھے رہا اسکو اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں، دوسرے بزرگ ہلال ابن امیہ تھے کہ ان کے اہل وعیال عرصہ سے متفرق جگہوں پر تھے اس موقع پر سب جمع ہوگئے مناسب سمجھا کہ اس سال میں جہاد میں نہ جاؤں بلکہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ بسر کروں ان کو بھی جب اپنے گناہ کا خیال آیا تو انہوں نے یہ عہد کیا کہ اب میں اپنے اہل وعیال سے علیحدگی اختیار کرلوں گا انہوں نے مجھے جہاد میں جانے سے روکا ہے کعب بن مالک کہتے ہیں کہ بس مجھے اطمینان ہوگیا کہ ان دو بزرگوں کی تقلید میرے لئے کافی ہے یہ کہہ کر میں اپنے گھر چلا گیا۔

بائیکاٹ

ہم تینوں کے تینوں ذکر اللہ میں لگ گئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں کا بائیکاٹ کردیا حضرات صحابہ کو حکم فرمادیا کہ ان تینوں کے ساتھ سلام کلام منع ہے ہم تینوں کے تینوں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سلام کلام کرتے مگر ان سب کا رُخ ہم سے پھر گیا تھا کوئی بھی نہ سلام کا جواب دیتا نہ بات چیت کرتا اس وقت ہماری دنیا بالکل بدل گئی ایسا معلوم ہونے لگا کہ نہ وہ لوگ ہیں جو پہلے تھے، نہ وہ باغ ہیں جو پہلے تھے

نہ وہ مکان ہیں جو پہلے تھے سب اجنبی نظر آنے لگے

بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

کعب بن مالک کا بیان ہے کہ مجھے سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ اگر میں اس حال میں مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے جنازہ کی نماز نہیں پڑھیں گے یا خدانخواستہ اللہ کے رسول کا انتقال ہوگیا تو میں ساری عمر ذلیل وخوار پھرتا رہوں گا میرے دونوں ساتھی مرارہ بن ربیع، ہلال ابن امیہ شکستہ دل ہوکر گھر میں بیٹھ گئے اور رات دن روتے رہے لیکن میں جوان آدمی تھا باہر نکلتا اور چلتا پھرتا تھا اور نماز میں سب مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا تھا بازاروں میں بھی پھرتا تھا مگر کوئی بھی سلام کلام نہ کرتا نہ میرے سلام کا کوئی جواب دیتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نماز کے بعد حاضر ہوتا اور سلام کرتا اور میں یہ دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ جواب دینے کیلئے ہلتے ہیں کہ نہیں پھر آپؐ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور میں اپنی کنکھیوں یعنی نظر چرا کر دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ جب میں نماز میں مشغول ہوجاتا ہوں تو آپ میری طرف دیکھتے ہیں اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا ہوں تو آپؐ رُخ پھیر لیتے ہیں لوگوں نے بھی رُخ پھیرنا شروع کردیا جب لوگوں کی یہ بے وفائی دراز ہوگئی تو ایک روز میں اپنے چچازاد بھائی قتادہ کے پاس گیا جو میرے سب سے زیادہ دوست تھے میں ان کے باغ میں دیوار پھاند کر داخل ہوا ان کو سلام کیا خدا کی قسم انہوں نے جواب نہیں دیا میں نے کہا قتادہ کیا تم نہیں جانتے میں اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہوں اس پر بھی قتادہ نے سکوت اختیار کیا کوئی جواب نہ دیا

بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

کا منظر یاد آتا تھا بہر حال میں نے بار بار یہ سوال دہرایا تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ اس کا بہتر حال جانتا ہے اس میں یہ سنکر روتے ہوئے دیوار پھاند کر باغ سے باہر آ گیا ایک روز میں مدینہ کے بازار میں چل رہا تھا ایک قبطی شخص جو غلہ بیچنے کیلئے شام سے مدینہ میں آیا تھا اس کو دیکھا کہ لوگوں سے پوچھ رہا ہے کہ کیا کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتا سکتا ہے لوگوں نے مجھے دیکھ کر میری طرف اشارہ کر دیا وہ آدمی میرے پاس آ گیا اور مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا جو ایک ریشمی رومال پر لکھا ہوا تھا اس کا مضمون یہ تھا:

اما بعد۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے نبی نے آپ سے بے وفائی کی ہے اور آپ کو دور کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو ذلت اور ہلاکت کی جگہ میں نہیں رکھا ہے تم اگر ہمارے یہاں آنا چاہو تو آ جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے کعب ابن مالک کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ اور ایک میرا امتحان ہے کہ اہل کفر کو مجھ سے اس کی طمع و توقع ہو گئی کہ میں ان کے ساتھ مل جاؤں میں یہ خط لیکر آگے بڑھا ایک دوکان پر تنور لگا ہوا تھا اس میں جھونک دیا اسلئے کہ کعب بن مالک سچے مومن تھے حق کے علاوہ وہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک کا بیان ہے کہ ہمارا بائیکاٹ ۵۰ دن کا تھا جب چالیس دن گذر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قاصد خزیمہ بن ثابت نامی صحابی میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے بھی علیحدگی اختیار کرلو میں نے کہا کہ طلاق دیدوں کہا کہ طلاق نہیں بلکہ عملاً اس سے دور رہو قریب نہ جاؤ یہ سنتے ہی میں نے بیوی سے کہدیا کہ تم اپنے میکہ میں چلی جاؤ اور وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمائیں۔

توبہ کا پروانہ

بہرحال پچاس دن پورے ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کا پروانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک تہائی رات گذرنے کے بعد نازل فرمایا ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں انہوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کعب بن مالک کو ان کی

رہائی کی خبر کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو ابھی لوگوں کا ہجوم ہو جائیگا رات کی نیندیں خراب ہو جائیں گی کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ پچاس رات گذرنے کے بعد صبح کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا اور میری حالت بہت تنگ تھی قرآن نے جس کو بیان کیا حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت یہاں تک کہ زمین مجھ پر تنگ ہو گئی کشادہ ہونے کے باوجود اچانک ایک آواز سلع پہاڑی سے آئی کہ کعب کی توبہ قبول ہو گئی کعب کیلئے بشارت ہو بعض روایات میں ہے کہ آواز لگانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ تھے کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ یہ آواز سن کر میں سجدے میں گر گیا اور انتہائی مسرت کے ساتھ رونے لگا مجھے معلوم ہو گیا کہ اب کشادگی آ گئی۔

مبارک بادی

چاروں طرف سے مبارک بادی کی آوازیں بلند ہونے لگیں بعض لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر آ رہے ہیں بعض پیدل آ رہے ہیں مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں چاروں طرف صحابہ موجود ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی کیوجہ سے چمک رہا تھا آپ نے فرمایا اے کعب بن مالک بشارت ہو تمہیں ایسے مبارک دن کی جو تمہاری عمر میں پیدائش سے لیکر آج تک سب سے زیادہ بہتر دن ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تم نے سچ بولا تھا اللہ نے تمہاری سچائی کو ظاہر فرما دیا اسکے بعد کعب بن مالک نے کہا یا رسول اللہ مجھے اللہ نے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے اسلئے میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں کبھی سچ کے سوا کوئی کلمہ نہیں بولوں گا پھر فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولنے کا عہد کیا تھا الحمدللہ آج تک کوئی کلمہ جھوٹ کا میری زبان پر نہیں آیا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھیں گے کعب بن مالک کہتے

Scanned by CamScanner

ہیں کہ خدا کی قسم اسلام میں سب سے بڑی نعمت مجھ کو یہی ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں نے سچ بولا ہے جھوٹ سے پرہیز کیا ہے اس سچ ہی کی بدولت مجھے نجات ملی ہے جنہوں نے جھوٹ بولا وہ ہلاک ہوئے سچ نے مجھے بھی نجات دلوائی اور میرے دو ساتھی ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کو بھی نجات نصیب فرمائی۔

سچ ہی میں نجات ہے

دوستو! سچ ہی میں نجات ہے سچ ہی میں کامیابی اور کامرانی ہے سچ ہی نے اسلام کو بلندی پر پہونچایا ہے سچ ہی سے صدیق کا لقب ملتا ہے سچ ہی سے صداقت کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور سچ ہی سے مؤمن جنت میں پہونچے گا، حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الصد ق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وان الرجل یصدق حتی یکون عند الله صدیقاً. (بخاری)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدق (سچائی) نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ ہی بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیق ہو جاتا ہے۔

صدیق کا لقب

ترمذی شریف کی روایت میں اس طرح ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ کہنے کی عادت اختیار کرو کیونکہ سچ کہنے سے نیکی کی توفیق ہوتی ہے اور نیکی انسان کو جنت تک پہونچا دیتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے دربار میں اس کا لقب صدیق پڑ جاتا ہے۔

سچ کی برکت

بہشتی زیور کے پہلے حصہ میں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

نے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ لکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک کوڑھی ایک گنجے ایک اندھے کا تذکرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ایک فرشتہ کو ان تینوں کے پاس بھیجا اور ان کو آزمانا چاہا۔

پہلے یہ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تجھ کو کیا چیز پیاری اور پسند ہے اس نے کہا میری کھال خراب ہو گئی ہے بس مجھے اچھی رنگت والی خوبصورت کھال مل جائے میرا رنگ و روپ بدل جائے اور میرے اوپر سے یہ مصیبت ٹل جائے لوگ بھی مجھ سے گھن اور نفرت کرتے ہیں اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا اسی وقت وہ اچھا ہو گیا اچھی کھال اس کے بدن پر آ گئی پھر اس سے کہا کہ اچھا تم کو مال کون سا پسند ہے کہا کہ اونٹ چنانچہ ایک گابھن اونٹنی اس کو دیدی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے، پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اس سے معلوم کیا کہ تم کو کونسی چیز پسند ہے اس نے کہا میرے سر کے بال نکل جائیں اور یہ گنجے پن کی بلا و مصیبت مجھ سے ٹل جائے گنجا پن کوئی اچھی چیز نہیں ہے اللہ کے رسولؐ نے بھی اس کو پسند نہیں فرمایا حلق کرانا گنجا ہونا صرف عمرہ کے موقع پر فرمایا اس موقع پر ثواب ہے باقی اوقات میں نہیں بہر حال فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا بہت اچھے بال اُگ آئے پھر اس سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ تمہیں مال کونسا محبوب اور مرغوب ہے اس نے کہا کہ گائیں چنانچہ اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور برکت کی دعا فرمادی، پھر تیسرے آدمی اندھے کے پاس یہ فرشتہ آیا اس سے دریافت کیا کہ تم کو کس چیز کی حاجت اور ضرورت ہے اس نے کہا میری بینائی لوٹ جائے چنانچہ اس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیر دیا بینائی لوٹ آئی پھر فرشتہ نے معلوم کیا کہ اچھا مال کون سا چاہئے اس نے کہا کہ بکری پس اس کو ایک گابھن بکری دیدی اور برکت کی دعا فرمادی چنانچہ ان تینوں کے جانوروں میں ایسی برکت ہوئی کہ سارا جنگل بھر گیا پھر اللہ کے حکم سے یہ فرشتہ باری باری تینوں کے پاس آیا سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہا تیرے پاس بہت سارے اونٹ اور اونٹنیاں

ہیں میں ایک مسکین اور مفلس آدمی ہوں مجھے سفر کیلئے ایک اونٹ چاہئے تا کہ میں سوار ہوکر باسانی گھر پہونچ جاؤں اس نے کہا کہ جا دور ہو یہاں کچھ نہیں ہے مجھے بہت سے لوگوں کے حقوق ادا کرنے ہیں فرشتہ نے کہا شاید میں تجھے پہچانتا ہوں تو کوڑھی تھا لوگ تجھ سے گھن اور نفرت کرتے تھے اور تو مفلس تھا تجھے اللہ نے مال دیا آج تو ناشکری اور ناقدری کر رہا ہے اس کوڑھی نے کہا یہ مال تو میری کئی پشتوں سے چلا آرہا ہے فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے خدا پھر تجھے ویسا ہی کردے جیسا تو پہلے تھا چنانچہ وہ پھر ویسا ہی کوڑھی اور مفلس ہوگیا۔

فرشتہ پھر گنجے کے پاس آیا اس سے بھی آکر اسی طرح کے سوالات کئے اس گنجے نے بھی صاف جواب دیدیا فرشتے نے اس سے بھی کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھے ویسا ہی کردے چنانچہ وہ بھی ویسا ہی ہوگیا پھر یہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور کہا کہ میں مسافر ہوں بے سروسامانی کے عالم میں ہوں مجبور ہوں بے قرار ہوں اللہ کے واسطے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں اس اندھے نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ نے مجھے اپنی رحمت سے نگاہ بخشی مال دیا یہ بکریوں کا ڈھیر سب اسی باری تعالیٰ کا فضل وانعام ہے تجھے جتنی بکریوں کی ضرورت ہے لے جا اور جتنی چھوڑنا چاہتا ہے چھوڑ جا خدا کی قسم میں تجھ کو منع نہیں کروں گا فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھے نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ کو تم تینوں کی آزمائش مقصود تھی کوڑھی اور گنجا دونوں جھوٹ بولے ہیں اللہ نے ان کے جھوٹ کے نتیجہ میں ان کو پھر کوڑھی اور گنجا مسکین ومفلس بنادیا تو سچ بولا ہے اللہ تجھ سے خوش ہے راضی ہے تیرے مال میں اور برکت ہوگی۔

ظالم بادشاہ پر سچ کا اثر

دوستو! واقعتاً سچ کو آنچ نہیں سچے آدمی کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا سچ سر پر سوار ہوکر بولتا ہے چنانچہ ایک دن حجاج بن یوسف نے ایک لمبا اور طویل خطبہ دیا لوگ اُکتا گئے ایک آدمی کھڑا ہوا اور حجاج بن یوسف سے کہنے لگا الصلوۃ حاضرۃ فان الوقت لاینتظرک

والرب لا یعذرک نماز کا وقت ہو چکا وقت تمہارا انتظار نہیں کریگا اور اللہ تعالیٰ اس تاخیر میں تم کو معذور بھی نہیں سمجھے گا اتنا کہنا تھا کہ فوراً حجاج نے گرفتاری کا حکم دیدیا اس کے گھر والے حجاج کے پاس پہونچکر سفارشیں کرتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دو یہ تو پاگل ہے یہ سنکر حجاج نے کہا اگر یہ پاگل ہے تو پاگل ہونیکا خود اقرار کرے اگر اس نے اقرار کرلیا تو میں چھوڑ دوں گا گھر والوں نے چاہا کہ یہ پاگل ہونے کا اقرار کرلے تا کہ رہا ہوجائے اس شخص نے کہا کہ میں جھوٹ بولنے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں میں یہ کبھی نہیں کہوں گا کہ میں پاگل ہوں مجھے اللہ نے اس جھوٹ کی بلا سے عافیت عطا کی ہے حجاج کے پاس اس کی سچائی کی یہ خبر پہونچی تو حجاج پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے سچ بولنے کی وجہ سے معاف کردیا اور اس کو رہا کردیا۔ سچ سچ ہے جھوٹ جھوٹ ہے۔

سچ کا احترام

میرے محترم بزرگو اور دوستو سچائی بڑی چیز ہے دیکھو حجاج جیسے ظالم پر سچ کا کیسا اثر پڑا گویا کہ حجاج نے سچ کا احترام کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم کھلواتا کہ قسم کھا کر کہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں تو میں ان سے قسم نہیں کھلواتا تھا کیونکہ آپ تو سچے ہی ہیں آپ کی سچائی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

(ترمذی شریف ثانی)

سچائی سے مقام بلند ہوتا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار تھے سچے عاشق تھے غار ثور کے ساتھی اور ہجرت کے سچے دوست تھے مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہی ہیں اور امت محمدیہ میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے بھی آپ ہی ہوں گے گویا کہ سچ بولنے کی وجہ سے آپ کو صدیقیت کا بلند مقام ملا مؤطا امام

Scanned by CamScanner

مالک میں ایک روایت ہے عن مالک قال بلغنی انہ قیل للقمان الحکیم مابلغ بک ماتری یعنی الفضل قال صدق الحدیث واداء الامانۃ وترک مالا یعنینی رواہ فی الموطا امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ لقمان حکیم سے پوچھا گیا کہ بلند مقام آپ کو کیسے ملا انہوں نے جواب دیا کہ سچ بولنے کی وجہ سے اور امانت داری کی وجہ سے اور لایعنی (بیکار) باتوں سے بچنے کی وجہ سے۔

حضرت عمرؓ کی سچائی پر ثبات قدمی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایران کا ایک شہزادہ مسلمانوں کے ساتھ بہت زیادہ جنگ کرتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہونچاتا تھا وہ ایک مرتبہ گرفتار ہوکر حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش کیا گیا عمرؓ نے جلاد کو بلایا شہزادہ بھی سامنے کھڑا ہے جلاد بھی تلوار سونتے تیار ہے امیر المومنین نے شہزادہ سے پوچھا تمہاری کوئی ضرورت یا کوئی تمنا ہو تو بتلاؤ عام طور پر جس پر حد جاری کی جاتی تھی اس سے پوچھا جاتا تھا بہر حال شہزادہ نے کہا کہ مجھے پانی پینے کی ضرورت ہے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ اس کو پانی کا پیالہ دو چنانچہ جب پانی کا پیالہ اسکو دیا گیا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے عمر نے کہا کیوں نہیں پیتے کہنے لگا کہ جلاد کی تلوار کا خوف ہے کہ کہیں پانی پینے لگوں اور یہ تلوار کا وار کر کے میری گردن اڑا ڈالے حضرت عمر نے کہا تم بے فکر رہو جب تک پانی نہیں پی لوگے قتل نہیں کیا جائے گا بہر حال اس شہزادہ نے چالاکی سے کام لیا کہ اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرادیا وہ پانی زمین میں جذب ہوگیا اور کہنے لگا اے مسلمانوں کے امیر المؤمنین اپنے وعدہ اور اپنے قول قرار پر پختہ رہئے کیونکہ میں نے پانی نہیں پیا اس لئے آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے اب حضرت عمر شش و پنج میں ہیں اس کشمکش میں ہیں کہ ایک طرف تو زبردست دشمن اسلام کھڑا ہے اور دوسری طرف زبان کا قول بھی ہے اور وعدہ بھی ہے عقل کہہ رہی تھی کہ اس دشمن اسلام کی گردن اڑا دو اس لئے کہ یہ اسلام کو نقصان پہونچاتا ہے بہر حال حضرت عمر کی زندگی سچی زندگی تھی ان کی

زندگی میں صدق وصفا موجزن تھا حضرت عمر نے کہا کہ میں نے زبان دی تھی جب تک تو پانی نہیں پیے گا ہم قتل نہیں کریں گے تم نے پانی نہیں پیا اسلئے ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہیں ہم قتل کا حکم واپس لیتے ہیں مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی بڑے حیران وپریشان ہوگئے کہ یہ شہزادہ اپنی چالاکی سے بچ گیا اسکے بعد جب معافی نامہ کا حکم سنایا گیا تو اس شہزادہ نے کہا امیر المومنین یہ حرکت میں نے اسلئے کی تھی کہ اگر جلاد کو دیکھ کر میں کلمہ پڑھ لیتا تو دنیا کہتی کہ شہزادہ تھا موت کے ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگیا میں نے یہ حیلہ اختیار کیا تھا جس کی وجہ سے میری جان بچ گئی اب آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے اب میں آزاد ہوں اپنے دل سے کہتا ہوں کہ جس دین اور مذہب کے اندر سچ کا اتنا بڑا ادب واحترام ہو اس دین کو میں بھی قبول کرتا ہوں چنانچہ وہ شہزادہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

دوستو! اگر حضرت عمرؓ اس کو قتل کردیتے تو یہ غداری ہوتی زبان کا قول جھوٹا ہوتا وعدہ خلافی ہوتی اسلئے آپ سچائی پر قائم رہے جس کی برکت سے اللہ نے اس کو اسلام کی توفیق عطا فرمادی معلوم ہوا کہ سچ میں بہت سی کامیابیاں مضمر ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کی سچائی

ہم سب کے پیر ومرشد ملت کے روشن چراغ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ طلب علم کیلئے بغداد کے سفر میں ہیں راستہ میں ہمدان کے قریب ڈاکوؤں کے ایک قافلہ نے گھیر لیا شیخ عبدالقادر جیلانی سے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے انہوں نے کہا میری صدری میں چالیس اشرفیاں ہیں ڈاکوؤں کے سردار نے کہا شیخ تم نے اتنی بھاری اور پوشیدہ رقم کی خبر کیوں دیدی شیخ نے کہا کہ میری ماں نے چلتے وقت نصیحت کی تھی کہ بیٹا سچ بولنا اسلئے میں سچ بولا شیخ کی اس بات سے کہ وہ ماں کا فرمانبردار ہے اپنی ماں کے حکم کی پاسداری رکھتا ہے ڈاکوؤں کے سردار نے شیخ کی اس سچائی سے متاثر ہوکر قافلہ کا سارا سامان واپس کردیا اور خود ڈاکوؤں کا سردار شیخ کے ہاتھوں پر بیعت کر کے اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہوگیا۔ (ارواح ثلثہ)

Scanned by CamScanner

خطیب کا آخری پیغام

میرے محترم بھائیو اور معزز دوستو! سچ بولنے کی اہمیت وفضیلت اور اس کے مفید نتائج پر اچھی خاصی باتیں آپ حضرات کے سامنے آگئیں اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے بس آخر میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے معاشرہ میں سچ بولنا اور جھوٹ بولنا یہ معاشرہ کا سنوارنا اور بگاڑنا ہے اگر لوگ آپس میں سچ بولیں گے تو معاشرہ پروان چڑھے گا اور اگر جھوٹ بولیں گے تو معاشرہ گندہ اور بیکار ہو جائیگا۔

آج مسلم معاشرہ میں جھوٹ ایک فیشن بن گیا اور اتنا عام ہو گیا کہ جھوٹ کو جھوٹ ہی نہیں سمجھا جارہا ہے جھوٹ غالب ہو رہا ہے اور سچ مغلوب گویا کہ سچ آج کھوٹا سکہ بنا ہوا ہے جس کو عوام وخواص میں سے کوئی بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے اور جھوٹ نے سیاست، چالاکی، ہوشیاری، اور عقلمندی بن کر سکہ رائج الوقت کا مقام لے لیا ہے جس کو رغبت کے ساتھ ہر شخص قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔

آج لوگوں کی زبان زد یہ جملہ ہو چکا کہ سچ سے کوئی کام نہیں چل سکتا سچ سے نہ تجارت چل سکتی ہے نہ سیاست نہ مقدمہ میں کامیابی مل سکتی ہے نہ روزی روٹی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور نہ ہی زندگی کے نشیب وفراز میں آسانیاں میسر آسکتی ہیں بلکہ سچ بولنے سے زندگی دو بھر ہو جاتی ہے۔

ایک المیہ

میرے بھائیو! اس دور کا یہ بہت بڑا المیہ بن چکا ہے کہ ہر خواص وعوام جھوٹ بولنے کو فخر محسوس کر رہے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی کامیابی تصور کر رہے ہیں جھوٹ کو جھوٹ ہی نہیں سمجھ رہے ہیں بلکہ جھوٹ کو سچ کے درجہ میں اتار رہے ہیں افسوس صد افسوس آج کا یہ مسلمان اپنی اقدار اور نبی کی تعلیمات سے اس قدر دور ہو چکا ہے کہ اسے قوت ایمانی اور شوکت اسلامی کی پاسداری کا لحاظ ہی نہیں رہا ہے جب کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر گئے ہیں کہ اے لوگوں میں اس دنیا میں تم کو بے سروسامان چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں بلکہ ایسی دو طاقتور چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو تمہارا کوئی بال بیکا نہیں کر سکے گا ایک قرآن دوسرے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دل اور زبان کی سچائی سے مالا مال فرمائے آمین ثم آمین۔

میرے پیارو جو دل میں ہوتا ہے وہ زباں پر آتا ہے اسلئے دل اور زبان کی صفائی کی فکر کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ظرف میں جو ہو ٹپکتا ہے وہی
شیشہ میں جو ہو چمکتا ہے وہی

رب ذوالجلال اور رب ذوالمنن سے بار بار یہی درخواست اور دعا ہے کہ وہ ہمیں سچے اقوال واعمال کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔

وماتوفیقی الا باللہ

☆☆☆

Scanned by CamScanner

جھوٹ بولنے کے مضر نتائج

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له، اما بعد.

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ. (سورہ نحل رکوع ۱۳)

عن صفوان بن سليم انه قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم ايكون المؤمن جبانا قال نعم فقيل له ايكون المؤمن بخيلا قال نعم فقيل له ايكون المؤمن كذابا قال لا. (رواہ مالک والبیہقی)

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام!

آج ہمارے مسلم معاشرہ اور سماج میں جھوٹ کا بڑا ہی زور ہے جدھر دیکھو اُدھر ہی جھوٹ نظر آتا ہے ہمارے اقوال، اعمال، افعال، احوال اور اطوار وکردار میں جھوٹ ہی جھوٹ بھرا ہوا ہے۔

ہماری زندگی میں جھوٹ اسقدر داخل ہو چکا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں اور بچے اپنے والدین کے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں استاذ شاگردوں کے سامنے اور شاگرد استاذوں کے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں تاجر اپنی تجارت میں جھوٹ بول رہے ہیں لین دین میں جھوٹ اخبارات میں جھوٹ، ریڈیو میں جھوٹ، ٹی وی میں جھوٹ، عدالتوں اور کچہریوں میں جھوٹ غرضیکہ ہر طرف چہار دانگ عالم میں جھوٹ ہی جھوٹ کا بول بالا ہے ہم لوگوں کی دروغ گوئی کی وجہ سے دنیا بھر میں ہمارا اعتبار ختم ہو چکا مسلمان اپنی شان وشوکت، عزت، وعظمت کو داؤ پر لگا چکا۔

تھا کبھی حیراں زمانہ تیری شوکت دیکھ کر
ہوگئی ضرب المثل عالم میں حیرانی تیری

دوستو! یہ جھوٹ بہت برا مرض ہے یہ متعدی مرض ہے بڑھنے والا مرض ہے جب جھوٹ کسی شخص کے اندر آتا ہے تو بہت سی برائیاں لیکر آتا ہے اسی لئے اللہ تبارک وتعالی نے جھوٹ کے ساتھ دوسری بری صفتیں بھی ظاہر کی ہیں جیسے كُلُّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ہر جھوٹ بولنے والا گنہگار ہے كَاذِبٌ كَفَّار جھوٹ بولنے والا ناشکرا ہے احسان نہ ماننے والا ہے قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ جھوٹوں پر لعنت ہو ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ پھر ہم مباہلہ کریں پھر ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو قرآن مجید کی ان آیات سے پتہ چل گیا کہ جھوٹا آدمی گناہوں میں لت پت رہتا ہے کیونکہ جھوٹ کی عادت کے سبب وہ کسی بھی برائی کے کرنے سے جھجکتا نہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ موقع پر جھوٹ بول کر میں اپنے عیب کو چھپا لوں گا۔

جھوٹ کی کثرت

آج ہمارے معاشرہ میں جھوٹ اتنا زیادہ بولا جانے لگا کہ ہر عام وخاص اس میں گھر

Scanned by CamScanner

گیا یہاں تک کہ اس کی برائی بھی لوگوں کے دلوں سے نکل گئی کھلم کھلا صاف اور صریح طور پر جھوٹ بولتے ہیں اور پھر فخریہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے طرح طرح سے جھوٹ بول کر طرح طرح کے کام نکال لئے دوستو آج زیادہ تر جھوٹ ایسے بولے جاتے ہیں جو محض گناہ بے لذت ہوتے ہیں نہ ان سے کوئی ضرورت اور حاجت وابستہ ہوتی ہے اور نہ ان کے چھوڑنے سے کوئی ضرر در پیش ہوتا ہے۔

جھوٹ کا نقصان

اس دور میں انسان جھوٹ بولنے میں کامیابی سمجھ رہا ہے حالانکہ جھوٹ میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الفجورِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النارِ وَمَا یَزَالُ الْعبدُ یَکْذِبُ ویتحر الکذب حتی یکتبَ عِنْدَ اللہ کذابا.

دوستو! حدیث پاک کا ترجمہ یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے بچو اسلئے کہ جھوٹ بولنا بدکاریوں کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاریاں دوزخ میں پہونچاتی ہے اور بندہ برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک بہا جھوٹا یعنی بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

کذاب آہستہ آہستہ بنتا ہے

میرے محترم دوستو! اعمال کا حال عادات جیسا ہے جس طرح اچھی اور بری عادتیں آہستہ آہستہ بنتی ہیں اسی طرح اچھے اور برے اعمال میں کمال بھی رفتہ رفتہ پیدا ہوتا ہے اور ایک اچھا عمل دوسرے اچھے عمل تک پہونچاتا ہے اور اسی طرح آدمی اچھے عمل کرتا کرتا جنت میں پہونچ جاتا ہے۔

سچ بولنا بھی ایسا ہی ایک نیک عمل ہے جو دوسرے نیک عمل تک پہونچا دیتا ہے پھر وہ نیک عمل اسکو جنت تک پہونچا دیتا ہے۔

اور جھوٹ بولنا نہایت برا عمل ہے وہ دوسرے برے عمل تک پہونچا دیتا ہے جب آدمی برے عمل کرتا رہتا ہے تو وہ اس کو جہنم میں پہونچا دیتے ہیں۔

دوستو ترمذی شریف کی اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آدمی صدیق یعنی نہایت سچا اور کذاب یعنی انتہائی جھوٹا ایک دم نہیں بن جاتا بلکہ رفتہ رفتہ بنتا ہے اگر آدمی برابر سچ بولتا رہے اور سچ بولنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دے تو ایک دن وہ صدیق بن جاتا ہے اور یہی حال جھوٹ بولنے کا ہے پس ہر مومن کو سچ بولنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے تا کہ نبوت کے بعد جو سب سے بڑا مقام صدیقیت کا ہے اسکو حاصل کر سکے اور جھوٹ سے ہر طرح دامن بچانا چاہئے چھوٹی چنگاری کو بھی چھوٹی نہ سمجھنا چاہئے وہ گھر پھونک سکتی ہے۔

جھوٹ کی بدبو

جھوٹ کے برا ہونیکا اندازہ اور جھوٹ بولنے کا منفی نتیجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے اِذَا کَذِبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلاً مِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِہٖ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اس کلمہ کی بدبو کی وجہ سے جس کو اس نے بولا ہے۔

دوستو! جس طرح جسمانی اور مادی چیزوں میں خوشبو اور بدبو ہوتی ہے اسی طرح روحانی اور باطنی اچھے اور برے اعمال اور کلمات میں بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے جس کو اللہ کے مقرب فرشتے اس طرح محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم یہاں کی مادی خوشبو اور بدبو کو محسوس کرتے ہیں اور کبھی کبھی اللہ کے وہ مقبول بندے بھی اس کو محسوس کرتے ہیں جن کی روحانیت ان کی مادیت پر غالب آجاتی ہے۔ (معارف الحدیث)

Scanned by CamScanner

برائیوں سے نجات

گرامی قدر حضرات قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بہت بری چیز ہے کیونکہ جھوٹ سے بہت زیادہ بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اگر آدمی جھوٹ کو چھوڑ دے تو بہت سی بیماریوں اور برائیوں سے چھٹکارا پا جائیگا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں ایک یہ کہ بدکار ہوں دوسری یہ کہ چوری کرتا ہوں تیسرے یہ کہ شراب پیتا ہوں چوتھے یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں ان چاروں بری خصلتوں میں سے اگر آپ فرمائیں تو میں ایک خصلت کو چھوڑ سکتا ہوں باقی ساری خصلتوں اور عادتوں کا چھوڑنا تو بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا جھوٹ نہ بولا کرو چنانچہ اس نے عہد کرلیا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا بہرحال جب رات ہوئی تو شراب پینے کو اس کا جی چاہا اس کے بعد بدکاری کرنے کو طبیعت چاہی پھر چوری کرنے کی طرف رغبت ہوئی تو اس کے دل میں یہ خیال گذرا کہ جب صبح ہوگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کریں گے کہ رات تم نے شراب پی تھی، بدکاری کی تھی تو کیا جواب دوں گا اگر کہوں گا کہ ہاں تو پھر مجھے شراب اور زنا کی سزا دی جائیگی یہ سوچ کر یہ ان دونوں برائیوں سے باز رہا جب رات کافی گذر گئی اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تو طبیعت میں اُبھار پیدا ہوا کہ چوری کرنی چاہئے مگر پھر یہی خیال دامن گیر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پوچھ ہوگی تو کیا جواب دونگا اگر اثبات میں جواب دونگا تو ہاتھ کٹے گا اور اگر نفی میں جواب دونگا تو بدعہدی ہوگی بہرحال اس خیال کے آتے ہی چوری سے باز رہا صبح ہوئی تو میں دوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں بری خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔ (سیرۃ النبی)

دوستو! معلوم یہ ہوا کہ جھوٹ بہت بری بلا اور مصیبت ہے اگر آدمی جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو بڑے بڑے گناہوں سے چھٹکارا پا سکتا ہے زنا کتنا بڑا گناہ ہے چوری کرنا کتنا بڑا گناہ ہے اور شراب پینا کتنا بڑا گناہ ہے لیکن جس وقت اس آدمی نے جھوٹ چھوڑنے کا ارادہ کرلیا تو خود بخود (اٹیومیٹک) سارے گناہوں سے چھٹکارا ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ کی لعنت سے بچادے۔

قرآن میں لعنت کا استحقاق

میرے بزرگو اور بھائیو آج ہمارے معاشرہ میں جھوٹ ترقی کی طرف رواں دواں ہے جھوٹ بولنے کو کمال تصور کیا جانے لگا یہاں تک کہ جھوٹ کی برائی بھی ہمارے دلوں سے نکل گئی۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحبؒ نے لکھا کہ اللہ کی رحمت کا دائرہ بہت وسیع ہے دنیا کے ذرہ ذرہ کو گھیرے ہوئے ہے اس کی رحمت کے سائے میں ساری کائنات آرام کررہی ہے مگر رحمت الٰہی کے اس گھنے سائے سے وہ محروم ہے جس کا منھ جھوٹ کی بادسموم سے جھلس رہا ہے اسلام کی لُغت کا سب سے سخت ترین لفظ لعنت ہے لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دوری اور محرومی کے ہیں قرآن پاک میں لعنت کا مستحق شیطان کو بتلایا گیا ہے گویا کہ جھوٹ شیطانی چیز ہے جب اللہ نے حکم دیا تھا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو ساری مخلوق نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو راندہ درگاہ کردیا

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

اورفرمایا قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن (حجر)

Scanned by CamScanner

لعنت کی وعید

جس طرح اللہ نے شیطان پر لعنت فرمائی اسی طرح یہود و نصاریٰ، کافروں اور منافقوں پر بھی لعنت فرمائی ہے لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۔

ترجمہ: بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے صرف اور صرف مسلمان اور مؤمنین کو جھوٹ کے گناہ میں لعنت کے لفظ سے یاد کیا گیا اسکے علاوہ اور کسی گناہ میں لعنت کے الفاظ نہیں بولے گئے پتہ چلا کہ لعنت کا لفظ بہت برا ہے اللہ تعالیٰ اس لفظ کو پسند نہیں فرماتے اسی لئے کہا گیا ہے کہ کوئی آدمی کسی پر لعنت نہ کیا کرے جب آدمی لعنت کرتا ہے تو یہ لعنت آسمانوں میں جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ زمین میں چلی جا جو اس کا مستحق ہے اس پر گر جا جس پر لعنت کی گئی ہے اگر واقعتاً وہ لعنت کا مستحق ہے تو اس پر آ کر گر جاتی ہے ورنہ واپس اسی آدمی پر گر جاتی ہے جس نے لعنت کی ہے اسلئے لعنت سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے جو لعنت کا مستحق ہو اسی کو لعنت کی جائے اللہ تبارک وتعالیٰ اس جھوٹ کی لعنت سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

لعنت کی ممانعت

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جو لعنت کرنے کا عادی ہو (ترمذی)

ایک روایت میں ارشاد ہے کہ مؤمن کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنیوالا ہو۔ (ترمذی)

ایک موقع پر اللہ کے رسولؐ نے فرمایا لا تلاعنوا بلعنة اللہ آپس میں ایک

دوسرے کیلئے خدا کی لعنت مت کرو۔

ہوا کو لعنت مت کریں

اسی طرح ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کی چادر ہوا میں اڑ گئی تو اس نے ہوا پر لعنت کی اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا پر لعنت مت کرو اسلئے کہ وہ حکم دی ہوئی ہے یعنی اللہ کے حکم سے چلتی ہے خود بخود نہیں چلتی اور نہ وہ اپنے اختیار سے کسی کو پریشان کرتی۔

تفصیلی روایت

ابوداؤد شریف میں ایک تفصیلی روایت ہے عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعتُ رسولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اذا لعنَ شیئاً صعدتْ اللعنةُ الی السماءِ فتغلقُ ابوابُ السماءِ دونَها ثم تهبطُ الی الارضِ فتغلقُ ابوابُها دونَها ثم تاخذُ یمینًا وشمالاً فاذا لم تجدْ مساغًا رجعتْ الی الَّذِی لعنَ فَاِن کانَ لذالکَ اهلاً والّا رجعتْ اِلی قائِلِهَا (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بندہ کسی چیز یعنی کسی انسان یا غیر انسان پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کر دئے جاتے ہیں پھر وہ لعنت دائیں بائیں جانا چاہتی ہے مگر ادھر سے بھی دھتکاری جاتی ہے چنانچہ جب وہ کسی بھی طرف راستہ نہیں پاتی تو اس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے یہاں تک کہ اگر وہ چیز اس لعنت کی اہل و سزاوار ہوتی ہے تو وہ لعنت اس پر واقع ہو جاتی ہے ورنہ اپنے کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

بدگوئی کا آخری درجہ

دوستو حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ لعنت کرنا پھٹکار بھیجنا اور بددعا دینا یہ بدگوئی کا آخری درجہ ہے۔

اس کی مثال اس طرح سمجھو ڈھیلا اگر کسی سخت چیز پر پھینکا جائے تو وہ ٹکرا کر واپس آتا ہے اسی طرح لعنت اگر کسی ایسے شخص پر کی جائے جو لعنت کا مستحق نہیں تو وہ لوٹ کر واپس آتی ہے اور لعنت بھیجنے والا خود ملعون ہو جاتا ہے۔

اور ڈھیلا اگر کسی نرم چیز پر مارا جائے تو وہ ڈھیلا اندر گھس جاتا ہے اسی طرح لعنت اگر مستحق پر بھیجی جائے گی تو وہ اس پر اثر انداز ہوگی اور وہ ملعون ہو جائے گا اگر کسی شخص کا بالیقین دشمن خدا ہونا معلوم ہو جیسے شیطان، فرعون، قارون، قادیانی وغیرہ

ان پر لعنت بھیجنا جائز ہے اور جس شخص کا بالیقین کافر ہونا معلوم نہ ہو اس پر لعنت بھیجنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ لعنت لوٹ کر لعنت بھیجنے والے پر واپس آ جائیگی اور وہ خود ملعون ہو جائیگا۔

لعنت آخری درجہ کی بددعا

دوستو شریعت اسلامیہ میں عام بددعا کرنیکی بھی ممانعت آئی ہے اور یہ لعنت آخری درجہ کی بددعا ہے اسلئے لعنت سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے جو ہی منہ سے بددعا (لعنت) کے الفاظ نکلے فوراً قبول ہو گئے پھر پچھتانا پڑتا ہے اسکے علاوہ لعنت ملامت کرنے سے معاشرہ بھی خراب ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں میل، نفرت، اور آپس میں عداوتیں پیدا ہو جاتی ہیں اسلئے ہمیشہ لوگوں کو اچھی دعائیں دینی چاہئے یا خاموش رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

لفظاً وعملاً جھوٹ بولنا برا ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور نوجوان بھائیو! جھوٹ بولنا، جھوٹا گمان کرنا، جھوٹی قسم

کھانا، جھوٹی بات بیان کرنا اتہامات میں جھوٹ سے کام لینا جھوٹی قسم کھا کر حق مارنا، جھوٹا دعویٰ کرنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹا مقدمہ کرنا، جھوٹی سفارش کرنا، جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کرنا، جھوٹی تصدیق کرنا، جھوٹی درخواست دینا، جھوٹا خواب بیان کرنا، جھوٹی تعریف کرنا، جھوٹی تحریر یعنی جھوٹ لکھنا، جھوٹے سے تعلقات رکھنا، جھوٹے وعدے کرنا غرضیکہ کسی طرح کا جھوٹ بولنا انسان کیلئے بے انتہا مضر اور نقصان دہ ہے کیونکہ جھوٹے کو سب جھوٹے ہی نظر آتے ہیں جھوٹ بولنے والا ٹھیک نہیں ہو سکتا جھوٹ بولنے سے روزی کم ہو جاتی ہے اور روزی سے برکت ختم ہو جاتی ہے جھوٹے آدمی کو ہر کوئی برا جانتا ہے حتی کہ جانور بھی جھوٹ کو برا سمجھتے ہیں۔

ایک جھوٹی چیونٹی کا واقعہ

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کے سلسلہ مشائخ میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک چیونٹی اپنے بل سے نکلی اور راستے مری ہوئی ٹڈی کا ایک ٹکڑا ملا اس نے اٹھانا چاہا مگر اٹھا نہ سکی بہر حال اس کو چھوڑ کر چلی گئی اور اس کو اٹھانے کیلئے کئی ایک چیونٹیوں کو بلا کر لے آئی اور میں نے اس ٹکڑے کو زمین سے اٹھالیا چیونٹی گھومتی رہی دیکھ بھال کرتی رہی جب وہ ٹکڑا نہ ملا تو باقی چیونٹیاں واپس چلی گئیں میں نے کئی دفعہ اس طرح کیا آخر یہ ہوا کہ ان چیونٹیوں نے ایک حلقہ بنایا اور اس حلقہ میں لاکر اس کا ایک عضو الگ کر دیا میں نے اس حکایت کو جب اپنے استاذ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ دوسری چیونٹیوں نے اس چیونٹی کو اسلئے مار ڈالا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکی فطرت میں یہ بات ڈال دی ہے جھوٹ بہت برا ہے اور جھوٹے کو سزا دینی چاہئے اور وہ چیونٹی ان کے نزدیک جھوٹی ثابت ہوئی اسلئے ساری چیونٹیوں نے متفق ہوکر اس چیونٹی کو مار ڈالا گویا کہ اس چیونٹی کو جھوٹ کی سزا ملی کہ ہم کو بلایا تھا اور پھر ہم کو دھوکہ دیا اسلئے ان چیونٹیوں نے اس کو مار ڈالا۔

Scanned by CamScanner

مسلمان کا بچہ جھوٹ نہیں بولتا

حضرت میاں حسن عرف میاں منے شاہ صاحب یہ حضرت میاں اصغر حسین صاحب کے نانا اور دارالعلوم دیوبند کی پہلی بنیادی اینٹ رکھنے والے بزرگ تھے انہوں نے ایک مدرسہ بنا رکھا تھا جس میں چھوٹے بچے قرآن کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے میاں صاحب سبق پڑھانا شروع کرتے تو انکا معمول تھا کہ وقت معلوم کرنے کیلئے سامنے ایک کھونٹی زمین میں گاڑلیا کرتے تھے جب سایہ کھونٹی کے نیچے آجاتا تو آپ فرماتے چھٹی کا وقت ہوگیا ہے جاؤ بچو اب تمہاری چھٹی ہے ایک روز بچوں کو شرارت سوجھی اور کھونٹی میاں صاحب کی نظر سے بچا کر زمین پر لٹادی اور میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت دیکھئے سایہ کھونٹی کے نیچے آگیا چھٹی کا وقت ہوگیا ہے کھونٹی کے نیچے آپ نے سایہ دیکھا تو فرمایا کہ ہاں بھائی ٹھیک ہے واقعی چھٹی کا وقت ہوگیا ہے چلے جایئے چھٹی کرلیجئے بچوں میں سے ایک نے کہا کہ حضرت بچوں نے شرارت کی ہے دیکھئے بچوں نے کھونٹی کو زمین پر لمبا ڈال دیا ہے ابھی وقت کہاں ہوا ہے کہ چھٹی دے دی جائے ان بچوں نے چھٹی کیلئے جھوٹ موٹ بہانا بنایا ہے حضرت میاں منے شاہ صاحب نہایت سادہ بزرگ تھے اور پاکیزہ نفس تھے کہنے لگے بچو ایسا نہ کہو کہیں مسلمان کا بچہ جھوٹ بولتا ہے یعنی مسلمان کا بچہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا مسلمان بچوں کے متعلق کس قدر گمان تھا کاش ہم لوگ بھی ایک دوسرے کا احترام کریں اور جھوٹ سے پرہیز کریں عہد کریں کبھی بھی جھوٹ نہیں بولیں گے اور جھوٹی قسم نہیں کھائیں گے۔

جھوٹوں پر اللہ کی ناراضگی

دوستو جھوٹی قسم کھانے سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہوجاتے ہیں بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص

نے جھوٹی قسم کھائی کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال ہڑپ لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی پیشی اس حال میں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوں گے ابوداؤد میں حضرت اشعث بن قیس سے مروی ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی شخص کا مال جھوٹی قسم کھا کر ہڑپ کرے وہ اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر اٹھے گا۔

جھوٹے کا انجام جہنم

معارف الحدیث میں صفحہ ۲۶۷ جلد نمبر ۲ میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی کا حق ناجائز طور سے مارلیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کیلئے دوزخ لازم کردی اور جنت حرام کردی حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہو۔

دوستو یہ پیلو کی ٹہنی وہ کہلاتی ہے جس کی ہم مسواک کرتے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی بغیر اجازت کے نہ لینی چاہئے۔

ایک حکایت

ایک بزرگ نے بغیر اجازت ایک گیہوں کا دانہ اٹھا کر چبالیا پھر یاد آیا کہ بغیر اجازت یہ دانہ میں نے اٹھالیا ہے فوراً وہ دانہ وہیں ڈال دیا مگر اس دانہ میں نقص آگیا تھا اس کے دو ٹکڑے ہوگئے تھے بہرحال اس بزرگ کا انتقال ہوگیا خواب میں ایک شخص نے دیکھا تو معلوم کیا کہ کیسی گذری کہا کہ بہت اچھی طرح حساب وکتاب ہوگیا مگر ایک دانہ گیہوں بغیر اجازت اٹھا کر دانت کے نیچے دبا کر توڑ دیا تھا اس پر پکڑ آگئی کہ بغیر اجازت گیہوں کا دانہ کیوں توڑا اللہ حفاظت فرمائے۔

معاشرہ کی حالت

میرے محترم بزرگو اور دوستو آج ہمارے معاشرہ کی حالت ناگفتہ بہ ہوچکی معاشرہ

Scanned by CamScanner

طرح طرح کی گندگیوں میں گھر گیا اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار اہل اللہ سے تعلق رکھنے والے اور صحبت یافتہ لوگ بھی صریح اور کھلم کھلا جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتے بعض کہنے والے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس دنیا میں سچ کے ساتھ گذارا ہی نہیں ہو سکتا یعنی سچ بولنے والا زندہ نہیں رہ سکتا جب تک جھوٹ نہیں بولے گا کام نہیں چلے گا وکیل وکلا عدالت میں برملا کہہ دیتے ہیں کہ سو جھوٹ بول کر ایک بات سچ ہوتی ہے گویا کہ ایک سچ کو ثابت کرنے کیلئے سو مرتبہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔

میرے شیخ و مرشد حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ ناظم اعلی مظاہر علوم سہارنپور سے الہ آباد ہائی کورٹ کے وکیل غزالی صاحب نے قضیۂ مظاہر علوم میں کہا کہ آپ کو جھوٹ بولنا پڑیگا آپ نے فرمایا کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا وکیل صاحب نے کہا کہ پھر مقدمہ کا مدعی دوسرے کو بناؤں چنانچہ ہمدردان مظاہر علوم کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی مگر حضرت نے جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا۔

حضرت مفتی صاحبؒ مادرزاد ولی تھے اسلئے جھوٹ بولنا پسند نہیں کیا اگرچہ بعض مواقع پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔

جھوٹ بولنے کی اجازت صرف ۳ جگہ میں ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو جھوٹ بولنے کی اجازت صرف تین جگہ میں ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے علاوہ تین موقعوں کے ایک تو شوہر کا اپنی بیوی سے جھوٹ بولنا جس سے وہ خوش ہو جائے دوسرے کفار سے جنگ کی حالت میں تیسرے اس مقصد سے جھوٹ بولنا کہ لوگوں کے درمیان صلح صفائی ہو جائے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن اسماءَ بنتِ یزیدَ قالتْ قالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لایحلُّ الکذبُ اِلّافی ثلثٍ کذب الرجل امرا تہٗ لیسَ مِنھا و الکذبُ فی الحربِ والکذبُ لِیُصْلِحَ بَیْنَ الناسِ ۔(رواہ احمد والترمذی)

حدیث کی تشریح

دوستو! اس حدیث کی تشریح اور وضاحت یہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۳ موقعوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیدی ہے اسلئے ہمیں ان موقعوں میں جھوٹ بولکر فائدہ اٹھانا چاہئے۔

جھوٹ کا پہلا موقع

پہلا موقع یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو خوش کرنے کیلئے اور شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کیلئے جھوٹ بول سکتے ہیں مقصد آپس میں محبت اور الفت کا بڑھانا ہے۔

مثلاً شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ آج بازار میں تمہارے لئے بہت سی چیزیں دیکھی ہیں کل ان کو لیکر آؤں گا حالانکہ یہ خلاف واقعہ ہے شوہر نے بیوی کیلئے کچھ نہیں دیکھا صرف خوش کرنے کیلئے بات بنائی۔

اسی طرح عورت اپنے شوہر کو خوش کرنے کیلئے کہے کہ آج آپ کی عدم موجودگی میں میں نے بہت کام کیا ہے گھر کی صفائی کی کچھ مہمان آئے تھے ان کی مہمان نوازی کی نماز پڑھی، ذکر و اذکار کیا وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ سب خلاف واقعہ ہے کچھ نہیں کیا صرف شوہر کو خوش کرنے کیلئے باتیں بنائی ہیں بہر حال شریعت مطہرہ میں اس طرح کا جھوٹ جائز ہے۔

جھوٹ کا دوسرا موقع

جنگ کی حالت میں جھوٹ بولنا اس کی صورت یہ ہے کہ جنگ ہو رہی ہے ایک مسلمان جھوٹ بولتا ہے یوں کہتا ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ دشمن کا لشکر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا اور ہمارے لشکر کی مدد کیلئے مزید کمک اور فوج آرہی ہے حالانکہ یہ خلاف واقعہ ہے مگر اس طرح کی دھمکی اور اس طرح کی باتیں کرنا جن سے مسلمانوں کی طاقت و قوت کا اظہار ہوتا ہے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھتا ہے دل قوی ہوتے ہیں تو جھوٹ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یا کوئی مسلمان اپنے سامنے کھڑے ہوئے دشمن سے کہے کہ دیکھ سنبھل تجھے

ختم کرنے کیلئے تیرے پیچھے سے ایک آدمی آپہونچا ہے اور پھر جب وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے اور اس کا دھیان سامنے سے ہٹ جائے تو موقع سے فائدہ اٹھا کر اس پر وار کردیا جائے حالانکہ یہ بھی واقع کے خلاف ہے جھوٹ ہے مگر ایسے موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جھوٹ کا تیسرا موقع

دوستو! جھوٹ کا تیسرا موقع اصلاح بین الناس کا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان صلح، صفائی کرانا اس کی صورت یہ ہے کہ دو فریق آپس میں دشمن ہیں دونوں فریق کے بیچ ایک آدمی آتا ہے اور وہ آکر اس طرح کی باتیں کرتا ہے جن سے خیر پیدا ہوتی ہے صلح و دوستی کے جذبات ابھرتے ہیں چنانچہ ایک فریق کو کہتا ہے کہ تم فلاں سے خوانخواہ کی عداوت اور دشمنی رکھتے ہو حالانکہ وہ تمہارا بڑا خیر خواہ ہے تمہارے حق میں اچھی بات کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتا اس نے تمہیں سلام کہا ہے اور محبت و دوستی کا پیغام بھیجا ہے ظاہر ہے کہ جب اس طرح کی بات پہونچے گی تو دونوں فریقین مارے خوشی کے پھولے نہیں سمائیں گے حالانکہ یہ معاملہ واقع کے خلاف ہے یہ صلح کرانے والا صریح جھوٹ بول رہا ہے مگر اس کا مقصد صرف محبت پیدا کرنا ہے اسلئے اس موقع پر صریح جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔

(اصلاحی خطبات مفتی تقی عثمانی)

جھوٹ سے بچنے کا طریقہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جھوٹ جھوٹ ہی ہے مسلمان بزدل ہوسکتا ہے، خائن ہوسکتا ہے بخیل ہوسکتا ہے مگر مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا معلوم ہوا کہ مؤمن کو جھوٹ نہ بولنا چاہئے ہاں شریعت نے ایک طریقہ توریہ کا بتلایا ہے کہ اگر آدمی جھوٹ بول کر اپنا حق وصول کرسکتا ہے اپنی جان بچا سکتا ہے ظلم سے چھٹکارا پاسکتا ہے تو ایسی صورت میں توریہ کرلے توریہ یہ ہے کہ تم ایسا لفظ بولو جس کے دو معنی ہوں ایک قریبی دوسرا بعیدی قریب کو چھوڑ کر دوسرا بعید معنی مراد لے لو۔

جیسے حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے ارادہ سے نکلے ہمارے ہمراہ حضرت وائل بن حجر بھی تھے راستہ میں ان کو کسی دشمن نے پکڑلیا لوگوں نے قسم کھانے میں کچھ تامل سا کیا مگر میں نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ یہ میرا بھائی ہے اس نے میری وجہ سے ان کو چھوڑ دیا جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے تو قسم کھانے میں گناہ محسوس کیا مگر میں نے تو قسم کھالی کہ یہ میرے بھائی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ تو کہا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہی ہوتا ہے وہ نہ اس کی حق تلفی کرتا ہے نہ بروقت مدد کرنے سے پیچھے رہتا ہے اور نہ اس کو کسی مصیبت میں گرفتار کرتا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کا توریہ

دوستو! توریہ کوئی بری چیز نہیں ہے شریعت جس کی اجازت دے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے حضرات انبیاء علیہم السلام نے توریہ کیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین مقامات پر توریہ سے کام لیا ایک موقع پر فرمایا فقال انی سقیم حالانکہ حقیقتاً بیمار نہیں تھے دوسرے موقع پر فرمایا بل فعلہ کبیر کہ بتوں کے بڑے سے پوچھ لو حالانکہ آپ کو معلوم تھا تیسرا واقعہ آپ کی بیوی سارہ کا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ سارہ میری بہن ہے، یہ تینوں واقعہ خالصۃً اللہ کی راہ میں پیش آئے گویا کہ دینی ترقی کیلئے توریہ کا استعمال کیا تفصیلات کا وقت نہیں ہے تینوں واقعے بیان کرنے کیلئے گھنٹوں چاہئے، توریہ کا استعمال حضرات صحابہ نے اکابر اور سلف صالحین نے بھی کیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند کا واقعہ مشہور ہے کہ ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کے موقع پر ان کے وارنٹ نکلے ہوئے تھے اس وقت یہ عالم تھا کہ چوراہوں پر پھانسیوں کے تختے لٹکے ہوئے تھے کسی کے بارے میں پتہ چلتا کہ یہ جہاد میں شریک ہے تو پکڑ کر فوراً پھانسی دے دی جاتی تھی۔

Scanned by CamScanner

چنانچہ جھنجھانہ کی مسجد میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ تشریف فرما تھے آپ بالکل سیدھے سادے انداز میں رہتے تھے تہبند باندھتے تھے اور معمولی کرتا پہنے رکھتے تھے ایک لنگی بجائے رومال کے کندھے پر رکھ لیتے تھے کوئی پہچانتا نہیں تھا کہ آپ کوئی بڑے عالم ہوں گے چنانچہ ایک دن پولیس آپ کو گرفتار کرنے کے لئے جھنجھانہ کی مسجد میں پہونچ گئی اندر جا کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پولیس والوں کا خیال تھا کہ آپ بہت بڑے علامہ ہوں گے جبہ قبہ پہنے ہوئے ہوں گے شان وشوکت کے ساتھ مسند پر بیٹھے ہوں گے لیکن انہوں نے اندر مسجد میں دیکھا کہ ایک لنگی باندھے ہوئے بڑے میاں بیٹھے ہیں پولیس والوں کا کہنا ہے کہ ہم نے سوچا کوئی مسجد کا خادم ہوگا یا مؤذن ہوگا بہرحال پولیس نے پوچھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کہاں ہیں اب اگر یہ جواب دیتے کہ میں ہی ہوں تو پکڑے جاتے گرفتار کر لئے جاتے اور اگر کوئی اور بات کہتے تو جھوٹ ہوتا۔

آپ نے یہ کیا کہ جس جگہ پر کھڑے تھے ذرا سا ہٹ کر یوں کہا کہ ابھی تو یہیں پر کھڑے تھے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ ایسے وقت میں بھی صریح جھوٹ نہیں بول رہے ہیں بلکہ توریہ کا استعمال فرماتے ہیں کہ ابھی یہیں تھے پولیس کے دل میں یہ بات آگئی کہ ممکن ہے تھوڑی دیر پہلے ہوں گے اب چلے گئے۔

سچ کی برکت

دوستو! سچ کی بہت بڑی برکت ہوتی ہے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سچ بولے جان بچ گئی مؤمن کی جان بڑی قیمتی ہے اسی طرح کاندھلہ میں ایک بزرگ نے سچی گواہی دی سچی گواہی کی برکت سے مندر کی زمین مسجد کو مل گئی واقعہ اس طرح ہے کہ کاندھلہ میں ایک زمین پر ہندوؤں اور مسلمانوں کا جھگڑا تھا انگریز جج تھا اس نے کہا کہ کوئی فیصلہ کی شکل بنالو ہندوؤں نے کہا کہ مفتی الٰہی بخش صاحب جو فرمادیں ہمیں منظور ہے بہرحال تاریخ لگ گئی تاریخ پر مفتی الٰہی بخش کو بلایا گیا جو ایک سچے انسان تھے انگریز جج نے مفتی صاحب

سے پوچھا بتلایئے یہ زمین کس کی ہے ہندوؤں کی یا مسلمانوں کی مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہندوؤں کی ہے کہ اچھا پھر ہندو لوگ مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے کہا ان کی زمین ہے جو چاہے کریں چنانچہ فیصلہ دیدیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے مگر انگریز نے فیصلہ میں ایک عجیب بات لکھی کہ آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا۔

جب انگریز جج نے یہ بات لکھی تو ہندوؤں نے کہا جج صاحب سنئے ہم اس وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے عقل کہہ رہی تھی مسلمان کہہ رہے تھے کہ جھوٹ بولو مسجد بنے گی مگر مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا ہوا اسلئے دوستو سچ میں نجات ہے جھوٹ میں ہلاکت ہے۔ الصدق ینجی والکذب یھلک

خطیب کا پیغام

میرے محترم بزرگو اور دوستو خطبہ کے تحت قرآن مجید کی دو آیتیں تلاوت کی تھی جن کا مطلب یہ ہے کہ باری تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر بہتان بھی وہی لوگ باندھتے ہیں جو جھوٹے ہیں گویا کہ جھوٹ کا خاصہ ایمان نہ لانا ہے جھوٹ بولنا یہ مؤمن کیلئے زیبا نہیں ہے مؤمن کی شایان شان نہیں ہے جھوٹ بولنا منافقین کی مشرکین کی اور یہود ونصاریٰ کی علامت ہے بدعہدی اور عہد شکنی بھی ان ہی کی علامت ہے۔

ہم لوگوں کو پنجگانہ نمازوں کے بعد اور تہجد کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں جھوٹ کی ہلاکت سے محفوظ فرمائے جھوٹ کی لعنت سے دور رکھے۔

وماعلینا الاالبلاغ

☆☆☆

Scanned by CamScanner

سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا

سماج اور معاشرہ کیلئے مضر ہے

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ.

لولا اذ سمعتموہ ظنَّ المؤمنونَ والمؤمناتُ بانفسِھِمْ خیراً وَّقَالُوْا ھٰذَا اِفْکٌ مبینٌ لولاجاؤ علیہ باربعۃِ شھداءَ فَاِذْلَمْ یَاْتُوْ بالشھداءِ فاولٰئک عند اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْن. ؎

آدمیت دادیٔ بازم مسلماں کردیٔ

اے خدا قرباں شوم احساں براحساں کردیٔ

آدمیت احترام آدمی

باخبر تو از مقامِ آدمی

گرامی قدر مسلمانو اور دینی بھائیو!

مذہب اسلام میں انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اور اس کے احترام واکرام کی

تعلیم دی ہے اور انسان ہونے کے ناطے اس کو پوری کائنات پر فضیلت وبرتری عطا کی ہے ارشاد ربانی ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا. (بنی اسرائیل)

اس آیت شریفہ میں فرمایا گیا کہ ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی ہے اور خشکی اور دریا میں ان کو سوار کیا اور روزی دی ان کو پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں انسان کو سب سے اچھی شکل وصورت عطا فرمائی ہے ارشاد ربانی ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اسلام نے یہ اعلان کیا ہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں حق جل شانہ نے انسانوں کیلئے پیدا فرمائی ہیں اور انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ.

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے: ؎

نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ آسماں کیلئے

جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے

انسان کا مقام بہت بلند ہے

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا مقام اتنا بلند کیا ہے کہ انسان کو دنیا میں اپنی نیابت کا شرف بخشا ملائکہ سے سجدۂ تعظیمی کرایا اور ابلیس کو ہمیشہ ہمیش کیلئے بارگاہ صمدیت سے ذلیل وخوار کر کے نکال دیا انسان کی حرمت وشرافت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کا مکمل احترام کیا جائے چنانچہ حکم دیا گیا کہ مردے کو عزت واحترام کے ساتھ غسل دیا جائے صاف ستھرا کفن پہنا کر خوشبو سے معطر کیا جائے نماز جنازہ پڑھی جائے پھر کاندھوں پر اٹھا کر اسے قبرستان لے جایا جائے اور دفن کیا جائے معلوم یہ ہوا کہ انسان ہونے کے ناطے ہر شخص کا احترام

Scanned by CamScanner

ضروری ہے چنانچہ ایک بار ایک غیر مسلم کا جنازہ گذر رہا تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوگئے صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو یہودی عورت کا جنازہ ہے ارشاد فرمایا کہ موت ایک خوفناک چیز ہے پس تم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجایا کرو ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ آپ نے فرمایا اَلَیْسَتْ نَفساً کہ انسان تو یہ بھی ہے۔ مشکوٰۃ شریف) بہرحال انسان کا بہت اونچا مقام شریعت نے بیان فرمایا ہے۔

آج ہم اس انسانی مقام کی دھجیاں اڑا رہے ہیں جس انسان کی عزت وعظمت کو کعبۃ اللہ سے بڑھ کر بتایا گیا تھا اس کی ذرہ برابر بھی ہم کو فکر نہیں رہی، انسان، انسان کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا آج عداوت، بغض، کینہ، حسد، تہمت، بہتان، غیبت، چغل خوری، فحش، بدکاری کے انبار لگے ہوئے ہیں ایک دوسرے پر الزام بازی افترا پردازی کا مرض عام ہو چکا سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا بہت آسان ہوگیا ہے گھریلو بکھیڑے نظر آرہے ہیں یہ سب سنی سنائی باتوں کا نتیجہ ہے اگر ہم سنی سنائی باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیں اور اپنا مزاج تحقیق کا بنالیں تو انشاء اللہ العزیز ہمارا معاشرہ بہت جلد نیک اور صالح بن جائیگا قرآن پاک سے ہمیں یہی ہدایات ملتی ہیں کہ ہر معاملہ کی تحقیق کرلیا کریں چنانچہ ارشاد ربانی ہے يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مغانمُ کثیرہ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو تحقیق کرلیا کرو اور نہ کہو اس شخص کو جو تم کو السلام علیکم کہے کہ تو مومن نہیں ہے بلکہ پناہ لینے کیلئے تو نے یہ الفاظ کہے ہیں تم دنیا کی زندگی کا سامان تلاش کرتے ہو اللہ کے پاس غنیمت کے بہت سے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا سو غور کرلیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

آیت شریفہ کی وضاحت اور شان نزول

حضرات مفسرین نے اس آیت کریمہ کے مختلف شان نزول بیان کئے چنانچہ ایک عام شان نزول بیان کیا جاتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کسی علاقہ سے گذری جہاں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا مسلمانوں کو دیکھ کر اس چرواہے نے سلام کیا بعض صحابہ نے سمجھا شاید یہ جان بچانے کیلئے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کیلئے سلام کر رہا ہے چنانچہ انہوں نے اسے بغیر تحقیق کے قتل کر ڈالا اور بکریاں لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور واقعہ کی اطلاع دی کہ ہمیں دیکھ کر اس نے سلام کیا اور کلمہ پڑھا جان بچانے کی غرض سے اس نے ایسا کیا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی اطلاع ہوگئی تھی کہ صحابہ سے یہ اجتہادی غلطی ہوگئی ہے جس صحابی نے اس چرواہے کو قتل کیا ہے بغیر تحقیق کے قتل کردیا اور مال کے لالچ میں اس کو مار ڈالا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ تم نے مال کے لالچ میں اس کو قتل کیا ہے اللہ کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں وہ صحابی کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس نے ہتھیار سے ڈر کر کلمہ پڑھا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اسکا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا تجھے معلوم ہوجاتا کہ اس نے کلمہ دل سے پڑھا ہے یا نہیں سلام دل سے کیا ہے یا نہیں دوستو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمانا چاہتے تھے کہ کوئی بھی معاملہ ہو اس کی تحقیق کرنی چاہئے اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا مکۃ المکرمہ کی زندگی میں تم بھی ایسے ہی تھے کہ مشرکوں سے اپنا ایمان چھپاتے تھے پھر اللہ کا کرم ہوا کہ تم اسلام کا اظہار کرنے لگے۔

عبرتناک واقعہ

دوستو اور بزرگو! اسی آیت کے تحت حضرت ابن عمرؓ کے حوالہ سے ایک واقعہ منقول ہے آپ

Scanned by CamScanner

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگی ضرورت سے صحابہ کی ایک جماعت روانہ فرمائی ان میں ایک شخص مُحلِم بن جثامہ بھی تھا ان لوگوں کی راستہ میں ایک شخص عامر بن اضبط سے ملاقات ہوگئی عامر نے باقاعدہ اسلامی طریقہ سے ان لوگوں کو سلام کیا یعنی اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا لیکن محلم اور عامر کے درمیان زمانۂ جاہلیت سے کچھ کدورت چلی آرہی تھی محلم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عامر کو قتل کردیا چونکہ عامر کا اسلام ابھی تک مشہور نہیں ہوا تھا واپسی پر محلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کی درخواست کی لیکن نہایت سختی سے رد کردی گئی ابھی ایک ساعت بھی نہ گذری تھی کہ محلم نے وفات پائی چنانچہ محلم کو دفن کردیا گیا لیکن فوراً ہی لاش قبر سے باہر آگئی حاضرین گھبرائے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا زمین اگرچہ اس سے بھی زیادہ بُرے لوگوں کو قبول کرسکتی ہے مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں ایسی حرکتوں پر تنبیہ فرماتا ہے آخر کار لاش پہاڑوں پر ڈال دی گئی معلوم ہوا کہ ہر معاملہ کی تحقیق کی جائے جلدی فیصلہ نہ کیا جائے تاکہ یہ بے بنیاد اتنے بڑے بڑے اندوہناک حالات پیش نہ آئیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ہر معاملہ میں تحقیق کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اہم واقعہ

دوستو اور بزرگو! تاریخ میں اور احادیث وتفسیر میں بہت اہم اہم واقعات درج ہیں ان واقعات کو پڑھ کر سنکر اندازہ ہوتا ہے کہ سنی سنائی باتیں بعض دفعہ بالکل بے حقیقت اور بے سروپا ہوتی ہیں قرآن کریم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعۂ افک بیان کیا گیا ہے جس سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ سنی سنائی باتیں بیان کرنا بہتان باندھنا افترا بازی کرنا معاشرہ کیلئے کتنا نقصان دہ ہے۔

واقعۂ افک

۵ھ میں غزوہ بنی مصطلق پیش آیا اسی غزوہ سے واپسی کے وقت واقعۂ افک یعنی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل صحیح بخاری میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں جب یہ قافلہ واپسی میں مدینہ منورہ کے قریب پہونچا تو ایک مقام پر قیام کیا رات کے آخر حصہ میں کوچ کرنیکا حکم ہوا حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کیلئے لشکر سے دور چلی گئیں جب قضائے حاجت سے فارغ ہوکر لوٹنے لگیں تو ہار ٹوٹ گیا یہ ہار نگینوں کا تھا ان نگینوں کو جمع کرنے میں ٹائم لگ گیا قافلہ کوچ کر گیا حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ قافلہ کوچ کر گیا ہودج بھی اونٹ پر رکھ کر لے گئے کسی نے یہ محسوس بھی نہ کیا کہ ہودج میں حضرت عائشہؓ ہیں یا نہیں حضرت عائشہ صدیقہ صغیر السن ہونیکی وجہ سے پتلی دبلی تھی اس لئے سوار کرتے وقت خیال بھی نہیں آیا کہ عائشہ ہودج میں ہیں یا نہیں بہرحال لشکر روانہ ہوگیا حضرت عائشہؓ ہار لیکر حاضر ہوئیں تو وہاں کوئی بھی نہ تھا حضرت عائشہؓ یہ خیال کرکے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جاکر مجھے نہیں پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کیلئے آدمی کو بھیجیں گے چنانچہ حضرت عائشہؓ اسی جگہ پر چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں وہیں نیند آگئی صفوان بن معطلؓ جو قافلہ کی گری پڑی چیز کے اٹھانے کیلئے پیچھے رہا کرتے تھے وہ آگئے اور دیکھتے ہی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پہچان لیا پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا تھا اس وقت دیکھتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا عائشہ صدیقہؓ کی آنکھ کھل گئی تو فوراً چادر سے منھ ڈھانپ لیا عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں وَاللّٰہِ مَا کَلَّمَنِی کلمۃً وَلاَ سَمِعْتُ منہ کَلِمَۃً غَیْرَ استرجاعِہٖ خدا کی قسم صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ ان کی زبان سے سوائے اناللہ کے میں نے کوئی کلمہ سنا حضرت صفوان نے بلند آواز سے کلمہ اناللہ اسی لئے پڑھا تھا تاکہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بیدار ہوجائیں اور خطاب وکلام کی نوبت نہ آئے۔

بہرحال حضرت صفوان بن معطل نے اپنا اونٹ لاکر بٹھلا دیا حضرت عائشہؓ سوار

ہو گئیں حضرت صفوان مہار پکڑ کر روانہ ہو گئے راستہ میں کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوئی یہاں تک کہ لشکر میں پہونچ گئے عین دو پہر کا وقت تھا عبداللہ بن ابی اور گروہ منافقین نے واہی تباہی بکنا شروع کر دیا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو صفوان کے ساتھ متہم کر دیا مسلمانوں نے کسی طرح بھی اس کا یقین نہیں کیا البتہ صرف تین مسلمان دو مرد اور ایک عورت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اپنی سادہ لوحی کیوجہ سے منافقین کی سازش کا شکار ہو گئے اور سنی سنائی باتیں اور بے تحقیق باتیں کہنے لگے (در منثور) جب اس منافق کے بہتان کا چرچا ہوا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت صدمہ پہونچا صدمہ اور رنج وغم کی انتہا یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے یہاں آنا جانا اور بات چیت بھی کم ہو گئی۔

حضرت عائشہ کا بیان

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ سفر سے واپسی پر میں بیمار ہو گئی مکمل ایک مہینہ بیماری میں گذرا مگر مجھے تہمت کے معاملہ کا علم بالکل نہ تھا میری بیماری میں اضافہ ہوتا چلا گیا مزید اضافہ اس وجہ سے ہوا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ لطف وکرم اپنے ساتھ نہ دیکھتی تھی جو ہمیشہ سے معمول تھا بلکہ اس عرصہ میں آپ کا معاملہ یہ رہا کہ گھر میں تشریف لاتے اور سلام کرتے پھر پوچھ لیا کرتے تھے کہ کیا حال ہے اور واپس تشریف لے جاتے تھے مجھے اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ میرے بارے میں کیا خبر مشہور کی جارہی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل کا راز مجھ پر نہ کھلتا تھا میں اسی غم میں گھلنے لگی۔

ام مسطح کی بددعا

ایک روز اپنی کمزوری کیوجہ سے ام مسطح کو ساتھ لیکر قضائے حاجت کیلئے باہر جانیکا ارادہ کیا کیونکہ عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدبو کی وجہ سے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے بہر حال قضائے حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف آنے لگے تو ام مسطح کا پاؤں ان کی

بڑی چادر میں الجھا اور گر پڑی اس وقت ان کی زبان سے نکلا تعس مسطح یہ ایسا کلمہ ہے جو عرب میں بددعا کیلئے استعمال ہوتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بڑا تعجب ہوا کہ ماں اپنے بیٹے کیلئے بددعا کا کلمہ استعمال کر رہی ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا یہ بہت بری بات ہے تم ایک نیک بخت اور بدر میں شریک ہونے والے صحابی کو بددعا دے رہی ہو ام مسطح نے کہا بیٹی تم کو خبر نہیں میرا بیٹا تمہارے بارے میں کیا کہتا پھرتا ہے میں نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے تب ام مسطح نے پورا واقعہ بیان کیا صدیقہ عائشہ کہتی ہیں کہ یہ واقعہ افک سنکر میرا مرض بڑھتا چلا گیا۔

ایک روایت میں ہے عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ واقعۂ افک سنکر لرزاہٹ اور کپکپاہٹ کیوجہ سے بخار چڑھ گیا معجم طبرانی کی روایت میں ہے عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو مجھے اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے کو کسی کنویں میں جا کر گرا دوں۔

حضرت عائشہ پر واقعہ کا اثر

بہر حال حضرت عائشہ گھر پر آ گئیں معمول کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سلام کیا اور مزاج پرسی فرمائی عائشہ صدیقہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں اپنے میکے یعنی گھر چلی جاؤں منشاء یہ تھا کہ گھر جا کر اپنے والدین سے معاملہ کی تحقیق کروں میں نے جا کر ماں سے پوچھا اے ماں تم کو معلوم ہے لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں ماں نے کہا بیٹی رنج نہ کر دنیا کا قاعدہ ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو اس کے دشمن ہوا کرتے ہیں اور اس طرح کی چیزیں مشہور کیا کرتے ہیں اس کے غم میں نہ پڑو خود بخود معاملہ صاف ہو جائیگا عائشہ صدیقہؓ نے کہا اماں جان کیا میرے باپ کو اس کا علم ہے ماں نے کہا ہاں ابن اسحاق کی روایت میں ہے عائشہ صدیقہؓ نے کہا اے ماں اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچہ ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا یہ کہہ کر

آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور چیخیں نکل گئیں ابوبکرؓ بالاخانہ پر قرآن شریف کی تلاوت فرمارہے تھے میری چیخ سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا کیا بات ہے عائشہ کیوں رو رہی ہے ماں نے کہا کہ اس کو قصہ کی خبر ہوگئی ہے یہ سنکر ابوبکر کی آنکھیں بہ پڑیں اور مجھ کو اس شدت سے لرزہ آیا کہ میری والدہ ام رُومان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے تمام شب روتے روتے گذر گئی ایک لحہ کیلئے بھی آنسو نہیں تھمتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعہ کا اثر

دوستو اور بزرگو اور نوجوان ساتھیو! یہ اثر تو عائشہ صدیقہؓ پر تھا عائشہ صدیقہ تو گھر میں رہتی تھیں جب اُن کی یہ حالت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گذر رہی ہوگی اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے ہم میں سے کسی کی بیوی کے ساتھ یہ معاملہ ہوجائے تو قیامت برپا ہوجائیگی تین طلاق پہلے ہی دن واقع ہوجائیگی بہرحال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خبر کے پھیلنے سے بہت غمگین تھے اس عرصہ میں اس معاملہ کے متعلق کوئی وحی بھی آپ کے پاس نہیں آئی اسلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت اُسامہ بن زیدؓ جو دونوں گھر کے ہی آدمی تھے ان سے مشورہ لیا کہ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔

حضرت اُسامہ بن زید نے تو کھل کر عرض کیا کہ جہاں تک ہمارا علم ہے ہمیں عائشہؓ کے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ان کی کوئی بات ایسی نہیں جس سے بدگمانی کی راہ پیدا ہو مزید کہا کہ ان کی عصمت وعفت کا پوچھنا ہی کیا ہے نیز آپ کے حرم محترم کی طہارت ونزاہت تو اظہر من الشمس ہے اس میں رائے مشورہ کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کا مشورہ

دوستو اور بزرگو! اس موقع پر حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اضطرابی، بے چینی اور بے قراری کی حالت کو دیکھ کر آپ کی تسکین اور تسلی کی خاطر یہ مشورہ دیا کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں فرمائی آپ پریشان نہ ہوں اور فی الحال حضرت بریرہ جو عائشہؓ کی کنیز اور باندی ہیں ان سے پوچھ لیجئے۔

حضرت بریرہ سے معلومات

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلوا کر دریافت کیا اَتَشْهَدِيْنَ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْئٍ فَلَا تَكْتُمِيْنَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ رَاَيْتِ مِنْ عَائِشَةَ مَا تُكْرِهِيْنَهُ قَالَتْ لَا.

کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں بریرہ نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ تجھ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں چھپانا نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بذریعہ وحی بتادیگا بریرہؓ نے کہا ہاں چھپاؤں گی نہیں آپ دریافت فرمائیں آپؐ نے فرمایا کیا تو نے عائشہ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے؟ بریرہؓ نے کہا نہیں! بخاری شریف میں روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے یہ بھی فرمایا اے بریرہ هل رايت من شئى يريبه اے بریرہؓ اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شئی ایسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو شبہ اور تردد ہوا ہو تو بتلا بریرہ نے کہا:

لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْراً اغمصه عليها سوى انها جارية حديثة السِّنِّ تنام عنْ عجينِ اهلها فتَاتِى الداجنُ فتا كلُهُ.

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں نے عائشہ کی کوئی بات معیوب اور قابل گرفت کبھی نہیں دیکھی الا یہ کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہے آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری کا بچہ آکر اُسے کھا جاتا ہے۔

یعنی وہ تو اسقدر غافل اور بے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی خبر نہیں وہ دُنیا کی ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔ (سیرۃ مصطفےٰ جلد دوم)

حضرت عمر کا مشورہ

دوستو اس موقع پر حضرت عمر کا مشورہ بھی آپ حضرات کو سنا دینا چاہتا ہوں جب مسجد

Scanned by CamScanner

نبوی میں مجلس مشاورت قائم ہوئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے پوچھا عمر! تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر کہا اے اللہ کے نبیؐ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی عزت و شرافت بخشی ہے کہ آپ کے بدن پر کوئی مکھی بھی نہیں بیٹھ سکتی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ گندی مکھی کو بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات ایسی کیسے ہو سکتی ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کا مشورہ

اس موقع پر حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت نے آپ کو ایسا بنایا کہ بادل آپ پر سایہ کئے رہتا ہے آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر پڑ جائے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کا اتنا لحاظ فرمایا کہ کسی غیر کے قدم آپ کے سایہ پر نہیں پڑ سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو آپ کی زوجہ مطہرہ پر قدرت حاصل ہو جائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشورہ

اس موقع پر حضرت علیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ایک مرتبہ آپؐ کے جوتے کے نیچے نجاست لگی ہوئی تھی آپ چاہتے تو پہن لیتے مگر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور آپ کو اطلاع دی کہ آپ کے جوتے پر نجاست لگی ہوئی ہے جب جوتے پر نجاست لگی ہوئی بتلا دی گئی تو آپ کے گھر والوں کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ پیش آئے وہ نہ بتایا جائیگا حضرت علی نے نبی کی غمزدہ حالت کو دیکھ کر یہ بھی کہا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اتنے غمزدہ کیوں ہوا گر آپ چاہیں تو طلاق دیدیں آپ کے لئے بیویوں کی کونسی کمی ہے اللہ آپ کو کوئی اور رفیقہ حیات عطا فرما دیں گے۔

حضرت عمرؓ کی تڑپ

دوستو! حضرت علیؓ کی اس بات کو سنکر عمر تڑپ گئے بیقرار اور بے چین ہو گئے کہنے لگے

اے اللہ کے رسول یہ نکاح آپ نے اپنی مرضی سے کیا تھا یا اشارہ سے بتایا گیا تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو میرے رب کی طرف سے اشارہ تھا حضرت عمر سے رہا نہ گیا کہنے لگے اے اللہ کے رسول آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور ان منافقین کو چھوڑ دیجئے میری تلوار جانے اور ان منافقین کی گردیں جانیں وہ ایسی توہین آمیز باتیں کیسے کر رہے ہیں۔

رسول اللہؐ نے مدد کا مطالبہ کیا

میرے محترم دوستو اور نوجوان بھائیو! ہمارے آقا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ کی تحقیق کے بعد اور بریرہؓ کا جواب سننے کے بعد مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک جوشیلا خطبہ دیا اولاً تو خدا کی حمد وثنا کی اور اس کے بعد عبد اللہ ابن ابی منافق جو اس واقعۂ افک کا ماسٹر مائنڈ اور ہیرو رہا ہے اس کا ذکر کر کے یہ ارشاد فرمایا اے گروہ مسلمین کون ہے کہ جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہونچائی ہے خدا کی قسم میں نے اپنے اہل سے سوائے نیکی اور پاکدامنی کے کچھ نہیں دیکھا اور جس شخص یعنی صفوان بن معطل کا جن لوگوں نے نام لیا ہے ان سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جوشیلی تقریر سنکر اوس اور خزرج کے سرداروں میں جوش پیدا ہوا اور جوش میں ہوش کھونے لگے چنانچہ اوس اور خزرج کے سرداروں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کی اعانت اور مدد کیلئے ہم ہر وقت تیار ہیں آپ جب بھی حکم دیں گے ہم اسی وقت گردن اڑا دیں گے ہمارے قبیلہ کا ہو یا کسی بھی قبیلہ کا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے نیچے اتر گئے اور لوگوں کو خاموش کیا ان کے جذبات کو ٹھنڈا کیا۔

حضرت عائشہ کی حالت یہ تھی کہ وہ تمام دن روتی رہی آنسو بہتے رہے رات بھی اسی طرح گذری حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے ماں باپ کو بھی یہ گمان تھا کہ اب اس کا

Scanned by CamScanner

کلیجہ پھٹ جائیگا جب صبح ہوئی تو بالکل میرے قریب آکر بیٹھ گئے واقعۂ افک کے بعد یعنی مہینوں سے کبھی بھی آپ میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے وحی کے انتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر خطبہ شہادت پڑھا اور فرمایا:

یَاعَائِشَۃَ فَاِنَّہُ بَلَغَنِی عنک کَذَا وَکَذَا فَاِنْ کنتِ برئیۃً فَسَیُبَرِّئُکِ اللہ وَاِنْ کُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُوْبِی اِلَیْہِ فَاِنَّ العبدَ اِذَا اعترف بِذَنْبِہٖ ثُمَّ تَابَ اِلَی اللّٰہِ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ.

اے عائشہ مجھ کو تیری حالت سے ایسی ایسی خبر پہونچی ہے کہ اگر تو بَری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تجھ کو ضرور بَری کرے گا اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ واستغفار کر اسلئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنے اس کلام کو ختم فرمایا اسی وقت میرے آنسو منقطع ہوگئے آنسو کا ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہیں رہا اور اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دو باپ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کیا جواب دوں پھر میں نے یہی اپنی ماں سے کہا اس نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد میں نے خود جواب دیا کہ اللہ کو تو خوب معلوم ہے کہ میں بَری ہوں لیکن یہ بات تمہارے دلوں میں اس درجہ راسخ ہوگئی ہے کہ اگر میں یوں کہوں کہ میں بَری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بَری ہوں لیکن تم یقین نہیں کروگے اور اگر بالفرض میں اقرار کرلوں حالانکہ خدا خود جانتا ہے کہ میں بَری ہوں تو کیا تم یقین کرلوگے اس کے بعد عائشہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی بھی توبہ نہیں کروں گی جو یہ لوگ میری طرف منسوب کرتے ہیں بس میں وہی کہتی ہوں جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی غلط بات سنکر فرمائی تھی فَصبرٌ جمیلٌ واللّٰہُ المستعانُ علٰی مَا تَصِفُوْنَ یہ کہہ کر بستر پر جا کر لیٹ گئی اور دل میں یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بَری فرمائیں گے لیکن یہ وہم وگمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی مسجدوں میں اور نمازوں میں پڑھی جاتی رہے گی عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ آیت نازل ہوگی ہاں یہ امید تھی کہ خواب کے ذریعہ میری برأت بتلادی جائیگی۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب وحی کا نزول شروع ہوا میں بالکل نہیں گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں بالکل بَری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائیں گے لیکن میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ کہیں جان نہ نکل جائے دراصل انہیں یہ ڈر تھا کہ کہیں وحی کا نزول لوگوں کے موافق ہی نہ ہوجائے جس طرح لوگ تہمت لگا رہے ہیں بہرحال میرے ابا ابوبکر کا حال یہ تھا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف دیکھتے انہیں یہ اندیشہ تھا کہ نامعلوم آسمان سے کیا نازل ہوجائے جو پھر قیامت تک نہیں ٹل سکے گا۔

بہرحال جب آیت برأت نازل ہوئی تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے اور دستِ مبارک سے جبینِ منور کو پوچھتے ہوئے حضرت عائشہؓ کی طرف متوجہ ہوئے پہلا کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

اَبْشِرِیْ یَاعَائِشَہ فقد انزَل اللّٰہُ بَراءَ تَکِ بشارت ہو تجھ کو اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل فرمادی عائشہ کی والدہ نے کہا اے عائشہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ادا کر عائشہ نے کہا خدا کی قسم میں سوائے خدا تعالیٰ کے کہ جس نے میری برأت نازل کی ہے کسی کا شکر ادا نہیں کرونگی۔

عائشہ کا مقام

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کو بہت اونچا مقام عنایت فرمایا تھا تفسیر قرطبی میں ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے سے بچے کو قوت گویائی دیکر اسکی شہادت سے ان کی برأت ظاہر فرمائی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ الخ

حضرت یوسف کا قمیص دیکھا جائے اگر وہ آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسف جھوٹے ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹا ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسف سچے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا تھا ظاہر ہوگیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں زلیخا جھوٹی ہے بہر حال حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ظاہر فرمائی گئی۔

اسی طرح حضرت مریم پر بہتان لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند حضرت عیسیٰ کی شہادت سے ان کو بری کیا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی دس آیتیں نازل فرمادی جس سے حضرت عائشہ کا فضل وکمال بڑھ گیا۔

یہ آیتیں تا قیامت پڑھی جاتی رہیں گی آنے والی نسلیں حضرت عائشہؓ کی عفت وپاکدامنی پر ناز کرتی رہیں گی اور میری مائیں اور بہنیں عفت وپاکدامنی کا سبق یاد کرتی رہیں گی۔

آیت کریمہ کی مختصر وضاحت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے حضرت عائشہؓ کی برأت کا حکم نازل فرمایا إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ.

جن لوگوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی وہ تمہارے اپنے ہی آدمی ہیں ایک ظاہری مسلمان یعنی عبد اللہ بن ابی منافق باقی دیگر تین پکے سچے مسلمان تھے حسان بن ثابت، مسطح ابن اثاثہ، حمنہ بنت جحش بہر حال جب ان چار افراد نے تہمت لگائی تو مسلمانوں کو سخت رنج ہوا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ کے بارے میں جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلائی جارہی ہیں اللہ نے تسلی فرمائی کہ جھوٹی خبریں پھیلانے والے تمہارے ہی آدمی ہیں تم اپنے حق میں ان کو برا نہ سمجھو بلکہ وہ بہتر ہے تمہارے لئے اور ہر آدمی کو گناہ ملے گا جس قدر اسنے حصہ لیا یعنی جن لوگوں نے بھی بہتان باندھا ہے ان سب کیلئے عذاب عظیم ہوگا۔

حدِّ قذف کا اجراء

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس واقعہ کا اصل بانی تو عبد اللہ بن ابی منافق تھا مگر کچھ سادہ لوح مسلمان ساتھ لگ گئے جیسے حسان بن ثابت مسطح بن اثاثہ، حمنہ بنت جحش ان مسلمانوں پر حد قذف جاری ہوئی اسی اسی کوڑے لگائے گئے اور اپنی غلطی پر نادم ہوئے اس واقعہ میں سب سے بڑا گنہ گار عبد اللہ بن ابی منافق تھا۔

تنبیہ

دوستو اور بزرگو! سورہ نور کی ان آیات میں عائشہ صدیقہؓ کی طہارت وپاکدامنی کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو یہ تنبیہ کی ہے کہ اس قسم کے افتراپردازوں اور جھوٹی تہمت لگانیوالوں کے افتراء پر صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ یہ محض افترا اور بہتان ہے اگر یہ خبر سچی ہے تو اس پر گواہ کیوں پیش نہیں کرتے۔

خطیب کا پیغام

حاضرین جلسہ میں اپنے سب بھائی بہنوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ سنی سنائی باتوں پر عمل نہ کرنا چاہئے ہر معاملہ کی تحقیق ضروری ہے خواہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر معاملہ کی

Scanned by CamScanner

تحقیق ہو معاملات کی تصحیح نصف دین ہے ہم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ نماز ہی دین ہے یا زکوۃ ہی دین ہے یا روزہ رکھنا ہی دین ہے یا حج کر لینا ہی دین ہے نہیں بلکہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں افضل **لا الہ الا اللہ** ہے اور ادنی راستہ سے اذیت دہ چیزوں کا ہٹانا ہے کامل مسلمان دوستو اسی وقت بن سکتا ہے جب سب چیزوں پر عمل کرنے والا ہو جائے مکمل طور پر اپنے آپ کو اسلام میں داخل کر لے ارشاد ربانی ہے **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً** اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اسلئے دوستو میری آخری درخواست یہی ہے کہ سنی سنائی باتوں پر عمل نہ کیا کریں سنی سنائی باتوں سے بڑا نقصان ہو جاتا ہے آج کل عام طور پر سنجیدہ اور مہذب لوگ بھی حقیقت حال کی جستجو اور تحقیق کی زحمت گوارا نہیں کرتے جو خبر بھی کانوں تک پہونچ جاتی ہے اس کو بے تکلف نقل کرتے رہتے ہیں حالانکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ببانگ دہل، ڈنکے کی چوٹ پر یہ فرمایا ہے کہ یہ گناہ کی بات ہے کہ آدمی سنی سنائی باتوں کی تشہیر کرتا پھرے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی بہت ہے کہ وہ جس بات کو سنے بغیر تحقیق کے نقل کر دے **کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ** (مسلم شریف)

ہر خاص و عام کا مزاج ایسا ہی بنتا جا رہا ہے کہ بے مہار اور بے لگام جو زبان پر آیا بک دیا حالانکہ جو آدمی کسی کو تہمت اور بہتان لگائے اُسے سوچنا چاہئے کہ تہمت اور بہتان لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے شریعت میں تہمت لگانیوالوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ افترا اور تہمت پر شرعی گواہ پیش کریں اگر شرعی گواہ پیش نہیں کر سکتا تو دوسروں کی عزت سے کھلواڑ

کرنا اور اپنے منہ میاں مٹھو بننا کچھ فائدہ نہیں رکھتا قرآن کہتا ہے **لولا جاؤ علیہ باربعۃ شہداء** مفتری لوگوں کو چار گواہ پیش کرنے چاہئے اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتے اللہ نے فرمایا **فاولئک عند اللہ ھم الکذبون** یہ لوگ جھوٹے ہیں ایسوں کی بات نہ ماننی چاہئے اور نہ سننی چاہئے۔

عجیب مرض

مگر دوستو! آج معاشرہ میں ایک عجیب مرض ترقی کرتا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے تو واقعہ کو جھوٹ اور سفید جھوٹ ہونے کے باوجود یہی کہا جاتا ہے کہ اگر واقعہ اور معاملہ سو فیصد صحیح نہیں ہے تو دو چار فی صد تو واقعہ ضرور ہی صحیح ہوگا۔

قرآن مجید پڑھنے والے بتائیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور صفوان بن معطل کا کتنا قصور تھا، کتنا جرم تھا، کیا عائشہ صدیقہؓ پر بہتان چار فیصد صحیح ہے دو فیصد صحیح ہے، ایک فی صد صحیح ہے ڈیڑھ فیصد صحیح ہے میرے محترم دوستو ہم شونیہ (0) فیصد بھی صحیح نہیں کہہ سکتے حضرت عائشہ صدیقہؓ تو عفت و عصمت اور پاکیزہ نفوس کی مالک تھیں اللہ تعالی ہمارے اندر اور ہماری ماؤں اور بہنوں کے اندر عائشہ صدیقہ جیسی عفت و عصمت عنایت فرمائے، عائشہ جیسا دینی جذبہ پیدا فرمائے، عائشہؓ جیسا علم و عمل عطا فرمائے آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆

ماحول کومت کوسئے

(لفظ ماحول بدنام ہو چکا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ——— بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا

گرامی قدر حضرات! معزز سامعین کرام، اور میرے نوجوان بھائیو!

موجودہ زمانہ میں دین کے نام پر سینکڑوں افراد دن رات محنتیں کر رہے ہیں اور کثیر تعداد میں دینی لٹریچر شائع ہو رہے ہیں ہر گاؤں اور بستی میں سینکڑوں کی تعداد میں چھوٹے بڑے دینی مدرسے قائم کئے جا رہے ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ حضرات علماء کرام دن رات وعظ ونصیحت اور اصلاح معاشرہ کے کام میں مصروف ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات علماء کرام کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور امتِ مسلمہ کی صحیح دینی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے محترم دوستو! حضرات علماء کا طبقہ، دانشواران کا طبقہ، لیڈروں اور سائنسدانوں کا طبقہ غرضیکہ ہر دیندار اور دنیادار آدمی اس فکر میں ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہمارا ماحول ہمارا معاشرہ، ہمارا رہن سہن اور ہماری تہذیبی، اخلاقی، تمدنی، سماجی اور معاشرتی زندگی اچھی

ہو جائے بالخصوص عزت دار آدمی ہر لمحہ اور ہر وقت اس فکر اور سوچ میں ہے کہ جلدی سے جلدی ہمارا ماحول سدھر جائے گندہ ماحول اور گندہ معاشرہ سے کسی نہ کسی طرح چھٹکارا مل جائے ظاہر ہے کہ ایک عزت دار آدمی جو باحیا اور پاک باز اور باعفت ہو وہ کبھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کے آس پاس یا پڑوس میں کوئی ظاہری یا باطنی گندگی پھیلائی جائے معاشرہ میں تعفن پیدا ہو جائے اور وہ خاموشی سے بیٹھا دیکھتا رہے ہرگز نہیں، ہرگز نہیں بلکہ وہ عمل کریگا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر جس کو حضرت ابوسعید خدریؓ نے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وذالک اَضْعَفُ الایمان

(رواہ مسلم مشکوۃ جلد ثانی ص ۴۳۶)

حدیث پاک کا مطلب

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی خلاف شرع امر کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس چیز کو اپنے ہاتھوں سے بدل ڈالے یعنی اپنی طاقت کے ذریعہ اس چیز کو نیست ونابود کر دے مثلاً باجوں گاجوں، اور آلات ولہو ولعب کو توڑ پھوڑ دے اگر ہاتھ کے ذریعہ طاقت نہیں رکھتا تو زبان کے ذریعہ یعنی اپنی زبان سے سخت سُست کہے جہاں تک بھی ممکن ہو تو زبان کے ذریعہ سے خوب وعظ ونصیحت کرے اللہ کے نبیؐ نے آگے ارشاد فرمایا اگر زبان کے ذریعہ خلاف شرع امور سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل سے بُرا جان لے یعنی اپنے دل دل میں گھٹتا رہے دل میں بے چینی اور بے قراری رہے یعنی دل تڑپتا رہے اور اس عزم وارادہ پر قائم رہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ زبان یا ہاتھ کے ذریعہ اس برائی سے روکنے کی طاقت دیگا تو ضرور بالضرور شریعت کے اس حکم کو پورا کروں گا خلافِ شرع امر کے مرتکب کو بھی بُرا جانتا رہے اور اس سے کنارہ کشی رکھے یہ ایمان کا سب سے آخری اور کمزور درجہ ہے۔

دوستو! جب آدمی نہی عن المنکر کے یہ تینوں درجے اختیار کریگا تو یہ اپنے وقت کا واعظ اور ناصح کہلائے گا عنداللہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

انتباہ

میرے محترم بھائیو! اگر ہم سب ارادہ کرلیں کہ جو بھی برائی ہمارے بھائی کی ہمارے سامنے آئیگی تو ہم اس کو سمجھائیں گے خوش خُلقی، نرمی اور تہذیب و متانت کا رویہ اختیار کریں گے اور اس امر کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر انجام دیں گے نہ کہ کسی دنیاوی غرض و مقصد اور نفس لتارہ کی خاطر اس صورت میں مخاطب پر بات اثر بھی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اسی طرح جب کسی شخص کو کوئی نصیحت کرنی ہو تو لوگوں کی موجودگی میں نہ کی جائے بلکہ تنہائی میں اور پوشیدہ طور پر اس کو نصیحت کی جائے کیونکہ لوگوں کی موجودگی میں کسی کو نصیحت کرنا نصیحت نہیں بلکہ فضیحت ہے۔ یہ بھی ماحول اور معاشرہ کے سدھارنے کا ایک اسلوب اور اسلم طریقہ ہے کہ بات آہستگی، نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ کی جائے۔

اصلاح کم اور بگاڑ زیادہ

محترم بزرگو اور دوستو اور میرے نوجوان بھائیو! آج مساجد، مدارس، مکاتب، دینی ادارے اور دینی تنظیمیں روز بروز وجود میں آرہے ہیں اور ماشاء اللہ کام بھی ہورہا ہے ہر مکتبۂ فکر کے لوگ اپنی اپنی استعداد و صلاحیت اور بساط کے مطابق خلوص و للّٰہیت کے ساتھ کام کررہے ہیں مگر اس کے باوجود اصلاح کم اور بگاڑ زیادہ ہورہا ہے مسلمانوں کی اکثریت دین کے قریب آنے کے بجائے اُلٹا دین سے دور ہوتی جارہی ہے گویا کہ مسلمانوں کی

زندگی میں دین برائے نام نظر آرہا ہے مہذب انداز میں دین سے دور ہورہے ہیں ظاہر میں تو تبدیلی نظر آرہی ہے مگر اندرونی کوئی تبدیلی نظر نہیں آرہی ہے۔

مؤدبانہ درخواست

اسلئے اس موقع پر میں اپنے احباب و متعلقین پر خواص و عوام سے مؤدبانہ درخواست کروں گا اگر ہم واقعی باشعور ہیں اور ہمیں اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے نیز امت مسلمہ کا ذرا سا بھی ہم درد رکھتے ہیں تو ہمیں اس سوال کا جواب تلاش کرنا ہی ہوگا کہ آخر اتنی محنتیں ہونے کے باوجود اصلاح کیوں نہیں ہورہی ہے اور ہماری نسلیں دین سے کیوں دور ہوتی جارہی ہیں دوستو اگر ہم نے ٹھنڈے دل سے اس سوال کا جواب تلاش نہیں کیا تو ہماری نسلیں برباد ہوجائیں گی ان میں اسلام باقی نہیں رہیگا بلکہ اوپر کے خول کے اعتبار سے مسلمان رہیں گے گویا کہ اسلام برائے نام رہیگا اور شیطان ان کو جہنم کا ایندھن بنا کر چھوڑ دیگا اور مسلمان صرف جسم کے نام سے مسلمان رہیگا یعنی نام نام کا مسلمان رہیگا کام کا مسلمان نہیں رہیگا۔

سوال کا جواب

دوستو ہمارے کچھ باشعور اور دیندار مسلمانوں نے اس سوال کا جواب تلاش کیا ہے اور بہت ہی غور و فکر کے ساتھ تلاش کیا ہے۔

☜ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مسلمان صرف دنیا ہی کا علم حاصل کررہے ہیں دین کا علم حاصل نہیں کررہے ہیں اسلئے اسلام سے دور ہوتے جارہے ہیں

☜ بعض مسلمانوں کا کہنا ہے کہ دنیا سے بہت زیادہ محبت بڑھ گئی ہے آخرت کے مقابلہ میں دنیا ہی کی فکر ہے اسلئے مسلم معاشرہ خراب ہوتا جارہا ہے کوئی کہتا ہے کہ قرآن کو طوطے کی طرح رٹنا (پڑھا) جارہا ہے اس لئے اسلامی معاشرہ میں سدھار نہیں آرہا ہے

Scanned by CamScanner

اور اسلام ترقی نہیں کر رہا ہے۔

☜ بعض دانشوروں کا یہ خیال ہے کہ مسلمانوں میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی ہے اور وہ کثرت سے حرام کھا رہے ہیں اسلئے عمل سے دور ہوتے جارہے ہیں سدھار کی کوئی شکل نہیں ہے۔

☜ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہود اور عیسائی مشنریاں ان پر محنت کر رہی ہیں اور ان کو دین سے ہٹا رہی ہیں اسلئے یہ بے دین ہوتے جارہے ہیں۔

☜ کوئی یہ کہتا ہے کہ ٹی، وی، کرکٹ اور موبائل کی میموری (چپ) میں گندی باتوں کی وجہ سے معاشرہ خراب ہو رہا ہے اسلئے اصلاح کی امید نہیں۔

☜ کچھ فکرمند لوگوں کا خیال ہے کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کی دعوت کو ترک کر دیا گیا ہے اسلئے دین اسلام سے دوری ہوتی چلی جارہی ہے۔

☜ کچھ عقلمند لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ قیامت قریب ہے اور قرب قیامت میں دین سے دوری ہی ہوگی اسلئے مسلمان دین سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں اسی لئے اسلامی ماحول بگڑتا ہی چلا جائیگا سدھار کی کوئی توقع نہیں ہے۔

وجہ کچھ اور ہی ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! دین متین کے متوالو، شرع محمدی کے جیالو جو وجوہات دانشواران اسلام نے سوچی ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں مگر اصلی وجہ اور حقیقت کچھ اور ہی ہے اور وہ ہے تصحیح عقیدہ کی کمی۔

مسلمانوں کی زندگیوں کا جائزہ

آج ہم مسلمانوں کی زندگیوں کا جب جائزہ لیتے ہیں تو ان میں اکثریت بحیثیت مسلمان عقیدہ ہی صحیح نہیں رکھتی۔

مسلمان ہوتے ہوئے غلط فکر، غلط عقیدہ اور غلط خیالات پر زندگی گذار رہی ہے کلمہ پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے کے باوجود شرک، بدعات اور فسق وفجور میں مبتلا ہیں بظاہر بت پرستی تو نہیں کرتے مگر باپ دادا کی اندھی تقلید میں قبر پرستی، شخصیت پرستی، تعزیہ پرستی ضرور کرتے ہیں اور اسلام کا نام لیکر غیر مسلموں کی طرح شرکیہ اعمال میں مبتلا ہیں اس میں محنت ومزدوری کرنیوالے غریب مسلمان بھی داخل ہیں دیہاتوں اور قصبوں میں رہنے والے مسلمان بھی داخل ہیں دولت مند اور امیر مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے اور دنیوی تعلیم یافتہ مسلمانوں کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے ہاں اگر دنیوی تعلیم یافتہ لوگ چاہیں تو اسلام کو بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اسلام کی بہت اچھی خدمت کر سکتے ہیں اسلئے کہ ان کے پاس تعلیم ہے ۔

اس دور میں تعلیم ہے امراض ملت کی دوا
ہے خونِ فاسد کیلئے تعلیم مثلِ نیشتر

بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس دور میں جتنی اچھی خدمت یہ دُنیوی عصری اور ٹیکنالوجی تعلیم والے کر سکتے ہیں ہم نہیں کر سکتے اسلئے کہ یہ لوگ دنیوی نشیب وفراز سے حکومتوں کی اونچ نیچ سے واقف ہوتے ہیں کیونکہ بہت سی دینی ضروریات دنیا سے وابستہ ہوتی ہیں اسلئے ہم دین کو دنیا سے الگ نہیں کر سکتے۔ ۔

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ماحول سدھارنیکا واحد راستہ

بہرحال نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ہم سب مسلمان خواہ وہ مالدار ہوں یا غریب تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ سب مل جل کر تصحیح عقیدہ پر زور دیں تو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ مسلم معاشرہ کا

Scanned by CamScanner

سدھار بہت جلد تیز رفتاری کے ساتھ ہو جائیگا اصلاح معاشرہ کا حیرت انگیز انقلاب ہم اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ

تصحیح عقیدہ پر محنت

دوستو! آج تصحیح عقیدہ پر محنت نہیں ہو رہی ہے ایمان بنانے پر محنت نہیں ہو رہی ہے ہمارے مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ اور ہماری مسجدیں جو اسلامیات کا مرکز ہیں ایمان (تصحیح عقیدہ) کی شایان شان محنت نہیں کر پا رہے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ سال مکہ میں پہلے ایمان پر محنت کی بلال حبشی، صہیب رومی، عمار بن یاسر، خباب بن ارت، خلفائے اربعہ، خدیجۃ الکبریٰ، حضرت سمیہ جیسے افراد پر ایمانی اور تصحیح عقیدہ والی محنت کی اور باقی دس سال میں شریعت کے احکام بتلائے قرآن مجید کا ۷۵ فی صد حصہ ایمانیات کو پیش کرتا ہے اور ۲۵ فیصد مسائل کی تعلیم دیتا ہے مگر ہمارے دینی تعلیم کے طریقۂ کار میں الٹا ہو گیا ۹۰ فی صد تعلیم مسائل کی دی جاتی ہے اور دس فیصد تعلیم سرسری ایمانیات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع شروع میں ایمانیات کی تعلیم دی ہے بعد میں اعمال اور مسائل کی اسلئے آج ہم بھی اپنے بچوں کو دین اسی طرح سمجھائیں اور سکھائیں جس طرح غیر مسلم اپنے بچوں کو سمجھاتے اور سکھاتے ہیں وہ دیوی دیوتاؤں کی محبت دل میں بٹھاتے ہیں دل میں اتار دیتے ہیں دل پر محنت کرتے ہیں۔

مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کے ذمہ داران سے خطاب

الحمدللہ آج کے اس اجلاس میں بہت سے مدارس کے ذمہ داران حضرات بھی تشریف فرما ہیں میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مدارس میں ماشاء اللہ ایمانیات کے ساتھ ساتھ مسائل شرعیہ، عبادات، معاملات، احکامات پر محنتیں ہو رہی ہیں مگر ایمانیات

پر کما حقہ محنت نہیں ہو پائی اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی نے پینے کیلئے پانی مانگا اب اگر ہم چمچا بھر پانی اس کو دیں تو کیا اس سے پیاس بجھے گی پیاس بجھانے کیلئے تو کم سے کم گلاس بھر پانی چاہئے اسی طرح اگر کوئی غسل کیلئے پانی مانگے اور ہم اس کو گلاس بھر پانی دیں تو کیا گلاس بھر پانی غسل کیلئے کافی ہو جائیگا ہرگز نہیں بلکہ غسل کیلئے بالٹی بھر پانی چاہئے اب آپ حضرات غور فرمائیں کہ جن لوگوں کے پاس ایمان کی کمی ہو وہ کیسے اعمال کا مجاہدہ کریں گے اعمال کا مجاہدہ کرنے کیلئے ایمان چاہئے جسکا جیسا ایمان ہوگا اس کا مجاہدہ اور قربانی بھی ویسی ہی ہوگی چنانچہ موجودہ زمانے میں جس کے اندر شعور بیدار ہو گیا ہے تصحیح عقیدہ پر محنت ہوگئی ہے وہ تو الحمدللہ قربانیاں دے رہے ہیں مجاہدے کر رہے ہیں اور اسلام میں پورے پورے داخل ہونیکی کوشش بھی کر رہے ہیں مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔

تجدید ایمان کی محنت

اسلئے مسلمانوں پر تجدید ایمان کی محنت کی جائے اور دین کی باتیں ویسی ہی سمجھائی جائیں جیسے غیر مسلموں کو سمجھائی جاتی ہیں حضرت امام مالکؒ نے اپنے زمانہ میں ارشاد فرمایا اس امت کے آخری حصے کی اصلاح بھی اسی طرح سے ہوگی جس طرح پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی غور کیجئے پہلے حصہ کی اصلاح ایمانیات ہی سے ہوئی تھی یا نہیں؟ اگر ہوئی تھی تو پھر ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنی تعلیمات کا آغاز ایمانیات ہی سے کریں اپنے بچوں کے عقیدے مضبوط کریں اللہ تعالیٰ کا تعارف خوب کرائیں اسکی ذات وصفات کو سمجھائیں جب خالق کا تعارف ہو جائیگا تو یہ انسان خود بخود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھے گا مخلوق سے کٹ کر خالق کا ہو جائیگا خالق نے ساری چیزیں انسان کیلئے پیدا کی ہیں اور انسان کو اپنے لئے جب خالق کی پہچان ہو جائیگی تو بچہ والدین کو پہچانیگا اعزہ واقرباء سے محبت کریگا تو معاشرہ خود بخود سدھرتا چلا جائیگا۔

Scanned by CamScanner

بچوں کا ایمان

ہم اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی ایمان کی تعلیم دیں ایمان مجمل آمنت باللہ کماھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ کا ترجمہ ومطلب خوب یاد کرائیں۔ تاکہ بچوں کو یہ بات ازبریاد ہوجائے کہ ہمارا خالق اللہ ہے ہم اس پر ایمان لائے اسکے ناموں پر اور اسکی صفتوں پر اور اس کے تمام احکام کو قبول کیا

دوستو یہ کام ہماری ماؤں اور بہنوں کا ہے کہ وہ گھر میں بچوں کا ایمان بناویں اور ان کی تربیت اسلامی کریں جیسے ہمارے اسلاف کی مائیں کرتی تھیں۔

بچوں کے ایمان میں ماں کا ہاتھ

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی اہلیہ محترمہ اپنے بچوں کا ایمان بناتی تھیں چنانچہ ایک روز دودھیارے نے آواز دی کہ لے لو دودھ گھر سے ایک بچہ نے دودھ لے لیا ماں نے پوچھا کہ دودھ کس کے پاس سے لائے ہو کہا کہ باہر اللہ میاں کھڑے ہیں اس کے پاس سے لایا ہوں اس کی ماں نے اس بچہ کو یہی بتلایا تھا کہ سب چیزیں اللہ دیتا ہے اللہ ہی خالق ومالک ہے وہی رازق ہے اور وہی قادر ہے سب کچھ اسی کے قبضہ میں ہے کوئی چیز اس سے باہر نہیں خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اور امت مسلمہ کے بچوں کو اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ تعارف کرائیں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی، کبریائی اور اسکی عزت وعظمت ورحمت ومحبت کو دلوں میں بٹھادیں جب اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں بیٹھ جائیگی تو انسانوں کی حالت ہی بدل جائیگی اور معاشرہ میں خود بخود سدھار آجائیگا ماحول سازگار ہوجائیگا۔

ارشاد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے وہ اگر صحیح ہوجائے تو سارا بدن صحیح ہوجاتا ہے وہ اگر بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے وہ انسان کا دل ہے یاد رکھئے دل تمام جسم کا بادشاہ ہے اور جسم کے تمام اعضا اسکی رعایا ہیں دل جو کچھ حکم دیگا اعضاء وہی کریں گے اسلئے دل میں اگر ایمان آجائے تو ہاتھوں اور پیروں سے اسلام نکلے گا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ دل میں ایمان ہو اور ہاتھوں اور پیروں سے کفر نکلے اسلئے ضرورت ہے کہ انسانوں کے دلوں پر محنت کی جائے۔

ہوا و حرص والا دل بدل دے میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے خدایا فضل فرما دل بدل دے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دلوں پر محنت کی تھی

اسی لئے حدیث میں آتا ہے أَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِأَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ ۔ (رواہ رزین)

میرے اصحاب کی مثال ستاروں کے مانند ہے جس صحابی کی اقتداء کروگے ہدایت یافتہ ہوجاؤگے۔

دلوں پر محنت ضروری ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اگر ہم دلوں پر محنت نہیں کریں گے اپنے دلوں کو نہیں سنواریں گے اپنی روح کو پاک صاف نہیں کریں گے تو ہماری روح زنگ آلود ہوجائیگی آہستہ آہستہ سیاہ ہوجائیگی پھر یہ روح کسی کام کی نہیں رہے گی۔

ہمارے دلوں پر غیروں کی محنت

آج ہماری اس روح پر غیروں نے محنت کرنی شروع کردی ایک زمانہ تھا کہ جب دشمنان اسلام مسلمانوں کو علانیہ طور پر مرتد کرنیکی کوشش کرتے تھے مگر آج کا زمانہ ماڈرن (Modren) زمانہ ہے ارتداد (مرتد) کے ایسے ایسے تعلیمی مراکز قائم ہوگئے اور ایسے ایسے تعلیم یافتہ لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو خوبصورت انداز میں مسلمانوں کے بچوں کو مرتد

بنادیتے ہیں اور مسلمانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی ان دشمنان اسلام کی اب یہ کوشش نہیں رہی کہ وہ کسی مسلمان یا مسلمان کے بچے سے کلمۂ کفر کہلوائیں اور خوامخواہ بدنامی مول لیں اور پھر غیور مسلمانوں کی طرف سے اسکا ردعمل جلوس احتجاجات وغیرہ کی شکل میں رونما ہو اب انہوں نے مسلمانوں کو علانیہ طور پر مرتد بنانیکی کوشش ترک کردی ہے اب ان کی ساری جدوجہد اس بات پر ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کو بظاہر مسلمان رہتے ہوئے کسی طرح اسے اپنا ہم خیال اور ہم مزاج بنالیں۔

آج سارے عالم میں یہی سلسلہ شروع ہوگیا ہے کہ دشمنان اسلام علانیہ طور پر مرتد بنانیکی کوشش نہیں کررہے ہیں بلکہ وہ اپنی پرکشش تہذیب وتمدن اور دلفریب نظریات کے ذریعہ مسلمانوں کو ذہنی طور پر مرتد بنانیکی کوشش کررہے ہیں اور وہ اپنے اس مشن میں کافی حدتک کامیاب بھی ہوتے جارہے ہیں چنانچہ آج ہر شہروں، محلوں، قصبوں اور گاؤں میں کانوینٹ اسکولوں میں ہمارے بچوں کو عیسائی تعلیم تو دی ہی جاتی ہے مگر ساتھ ساتھ اسلام کے خلاف مواد بھی بھرا جاتا ہے حتی کہ عیسائی اسپتالوں میں بھی عیسائی نظریات کا پرچار کیا جاتا ہے۔

کانوینٹ اسکول کی تعلیم

ایک مشہور عالم دین نے بیان کیا کہ ایک عیسائی اسکول کے طلباء کی اسکولی بس کہیں سیروتفریح میں جارہی تھی ایک پلان کے تحت ڈرائیور نے انجن خراب ہونے کے بہانے بس روک دی اور اعلان کیا کہ بس کا انجن خراب ہوگیا ہے یہاں کوئی گیرج بھی نہیں کہ ٹھیک کرالیا جائے تو ایسا کرتے ہیں کہ ہر بچہ اپنے خدا کو پکار کر کہے کہ وہ گاڑی کو ٹھیک کردے چنانچہ پلان کے تحت ایک ہندو طالب علم سے کہا گیا اپنے بھگوان سے کہو کہ وہ گاڑی کو ٹھیک کردے اس بچہ نے کہا اے بھگوان ہماری گاڑی خراب ہوگئی ہے اسکو ٹھیک کردے چنانچہ گاڑی نہیں چلی پھر ایک مسلمان طالب علم سے کہا گیا کہ تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ گاڑی

ٹھیک کردے اس نے بھی کہا اے خدا ہماری گاڑی چلادے مگر گاڑی نہیں چلی آخر میں ایک کرسچن (عیسائی) طالب علم سے کہا کہ تم اپنے گوڈ (God) سے کہو کہ وہ گاڑی کو درست کردے چنانچہ اس عیسائی لڑکے نے جوں ہی کہا اے میرے گوڈ ہماری گاڑی کو چلادے تو فوراً ڈرائیور نے گاڑی چلادی پھر بڑی مکاری اور چالبازی سے بچوں کی ذہن سازی کی گئی کہ دیکھو تمہارے بھگوان اور تمہارے خدا سے گاڑی نہیں چلی بلکہ گوڈ سے چلی تو اب بتاؤ کہ کس کا مذہب سچا ہے اس کے جواب میں سارے عیسائی بچے بولتے ہیں کہ عیسائی مذہب سچا ہے میرے محترم دوستو اس طرح سے یہ تمام غیر مسلم اسکول ہمارے بچوں کو ذہنی ارتداد کی طرف دھکیل رہے ہیں اسلئے ہمیں بہت چاق وچوبند رہنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہمارے بچے اسکولوں میں جاکر ذہنی ارتداد کا شکار تو نہیں ہورہے ہیں اسی طرح ہماری مسلم لڑکیاں عیسائی لڑکوں کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرکے عیسائی مذہب تو اختیار نہیں کررہی ہیں اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم اتنا بڑا گناہ کیوں کررہی ہو تو وہ نم دیدہ ہوکر اپنی تھرتھراتی زبان سے کہتی ہیں کہ مسلم لڑکے سے شادی کرنے کے لئے میرے والدین کے پاس جہیز نہیں تھا اسلئے یہ مذہب اختیار کرلیا کاش آج کے نوجوان لڑکے جہیز کی رسموں کو لات ماردیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اپنالیں تمام تر رسم ورواج کو چھوڑ دیں اور اپنے عقائد کی تصحیح کرلیں تاکہ ہماری عبادتیں اور معاملات ومعاشرت اور اخلاقیات میں جان پڑجائے عنداللہ ہماری عبادتیں مقبول ہوجائیں۔

دین سے بیزاری

میرے محترم دوستو! آج اس دور میں دین سے بیزاری عوام الناس کے اندر اتنی عام ہوچکی ہے کہ وہ بعض گناہوں کے گناہ ہونے کا احساس ختم کرچکے ہیں مثلاً کذب بیانی، دغابازی، وعدہ خلافی، سودخوری، موسیقی، تصویر کشی، ویڈیو گرافی اور کیمرے والے فون نے

Scanned by CamScanner

رہی سہی کسر بھی پوری کردی آج جدید خیال مغربیت زدہ تہذیب کے دلدادہ نوجوان شرعی منہیات کو حرام تصور نہیں کرتے اللھم احفظنا منہ.

ایک المیہ

گرامی قدر حضرات آج سب سے بڑا المیہ یہ ہوگیا ہے کہ ہر لکھا پڑھا، عالم اور جاہل اور خاص وعام نے یہ رٹ لگالی ہے کہ ماحول خراب ہے ہمارا پڑوس خراب ہے ہمارے آس پاس کے لوگ خراب ہیں معاشرہ بہت خراب ہے اسلئے بچوں کے سنورنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے یہ سب سے بڑا بہانہ آج بنالیا گیا ہے ورنہ ماحول کی کوئی حقیقت نہیں ہے ماحول کا کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ ماحول کا اثر اس وقت پڑتا ہے جب ماحول سے مناسبت ہو اگر ماحول اچھا ہے اور دل میں خیر ہے صلاحیت ہے تو اچھے ماحول کا اثر پڑیگا۔ دل اس اچھے ماحول کو قبول کریگا اور اگر ماحول برا ہے اور دل میں بھی کچھ برائی ہے تو اس برے ماحول کا اثر پڑیگا۔

اندر کی خرابی

دستو! دراصل خرابی اندر کی خرابی ہے اندر کا معاملہ ہے یعنی دل کا فساد ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلاَ اِنَّ مضغۃً فِی الْجسدِ اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجسدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلاَ وَھِیَ الْقَلْبُ

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ ٹکڑا درست رہتا ہے تو سارا بدن اور جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ ٹکڑا خرب ہوگیا تو سارا بدن خراب ہوجاتا ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔

معلوم ہوا کہ دل کی فکر رکھنی چاہئے دل کو سنبھال کر رکھنا چاہئے اسی کو روح کہتے ہیں روح صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے یعنی اعمال روح صحیح ہیں تو سارے جسم کے اعمال صحیح ہیں۔

دوستو اور بزرگو اور نوجوان بھائیو! دوبارہ پھر میں یہی کہوں گا ماحول خراب ہے آس پاس اور پڑوس خراب ہے اس کو بہانہ مت بناؤ اصل خرابی اندر کی خرابی ہے آپ حضرات یہ کہیں گے کہ مولانا کیسی بات کہہ رہے ہیں کہ ماحول کچھ نہیں ہے ماحول کا اثر نہیں پڑتا ساری دنیا کہتی ہے کہ ماحول کا اثر پڑتا ہے۔

دوستو! یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ نقل کی چیز ہے قرآن مجید میں ہے کہ فرشتوں کو اور ابلیس کو سب کو حکم ہوتا ہے اسجدوا لآدم تم سب کے سب حضرت آدم کے سامنے سجدہ کرو چنانچہ حکم کی تعمیل میں سب کے سب سجدے میں گر گئے آگے فرمایا اِلاَّ اِبْلِیس اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔

دوستو! اگر ماحول کی بات ہوتی تو یہاں کتنا پاکیزہ ماحول ہے فرشتوں کا ماحول ہے جو معصوم ہوتے ہیں حضرت جبریل میکائیل علیہم السلام وغیرہ سارے کے سارے فرشتے موجود ہیں انہوں نے تو حکم کی تعمیل کی مگر ابلیس نے نہیں کی معلوم ہوا کہ اندر کی خرابی تھی ماحول تو اچھا اور عمدہ تھا مگر اندر کی خرابی کی وجہ سے اس ماحول سے مناسبت نہیں تھی جس کی وجہ سے یہ معاملہ ہوا یہ قرآن سے ثابت ہورہا ہے کہ اندر کی خرابی ابلیس کے تکبر کا سبب بنی نہ کہ ماحول کا اثر پڑ گیا ماحول تو بہت اچھا تھا اسلئے ماحول کو بہانہ نہ بنانا چاہئے۔

دوسری بات یہ کہ مسجد نبوی میں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگ آتے تھے اور آپ کی مجلس میں شرکت کرتے اور بیٹھتے تھے ان میں اکثر حضرات تو مخلصین تھے لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جن کو منافقین کا لقب دیا گیا ایسے صالح ماحول میں بھی حالت نہیں بدلی سب کو مومن بن جانا چاہئے تھا معلوم ہوا کہ اندر کی خرابی تھی اسلئے ماحول کا اثر نہیں پڑا۔

Scanned by CamScanner

حسی مثال

ایک حسی مثال کے ذریعہ سمجھو آج کل گرمی ہورہی ہے اس سے پہلے مئی جون کے مہینہ میں کتنی گرمی ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہرجگہ سے آگ نکل رہی ہے ایسی حالت میں ایک شخص کمبل اوڑھے آتا ہے رضائی (لحاف) اوڑھے آتا ہے اور کہتا ہے کہ سردی لگ رہی ہے حالانکہ فضا میں گرمی ہے ماحول سارا گرم ہے اسکو سردی کیوں لگ رہی ہے یہی کہنا پڑیگا کہ اندر کی خرابی ہے بخار وغیرہ چڑھ رہا ہوگا اسلئے گرم ماحول بھی سرد محسوس ہورہا ہے تو یہاں ماحول کی کیا خرابی ہے۔

بہت آسان مثال

ایک اور بہت آسان مثال کے ذریعہ سمجھو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں مدرسہ میں فلاں دینی مرکز میں ماحول بہت خراب ہے بس یہاں پر بھی یہی کہنا پڑیگا کہ مرکز یا مدرسہ یا دینی ادارہ کی کوئی خرابی نہیں ہے اسلئے کہ مدرسہ اور دینی مرکز کا ماحول تو بہت اچھا ہے دینی ہے مگر اندر کی خرابی ہے جس کی وجہ سے اثر نہیں ہورہا ہے اسی کو مولانا رومؒ نے فرمایا:

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ برنگ

موسم برسات میں جب بارش ہوتی ہے تو سب جگہ سبزہ اگتا ہے ساری زمین ہری بھری ہوجاتی ہے مگر پتھر کے اوپر سبزہ نہیں اگتا حالانکہ سارا ماحول سرسبز ہے بس نتیجہ یہی نکلے گا کہ اندر کی خرابی ہے یعنی برسات کے موسم میں ہرجگہ سبزہ اُگنا چاہئے تھا مگر وہاں پتھر ہے اسلئے سبزہ نہیں اُگا تو اندر کی خرابی ہوئی نہ کہ ماحول اور موسم کی خرابی آج ہماری روح اور دل خراب ہے۔

دل بننے سے زندگی کا رُخ بدلتا ہے

دوستو جب دل ٹھیک ہوگا روح ٹھیک ہوگی تو دائمی طور پر اعمال صالحہ کا صدور ہوگا اللہ

کی محبت قلب کے اندر ہوگی اللہ کا خوف قلب کے اندر ہوگا تو اس کی ساری زندگی کا رخ پلٹ جائیگا مشکل کام آسان ہوجائیں گے۔

عجیب واقعہ

الٰہ آباد میں ایک شادی ہورہی تھی شادی میں کام کرنے کیلئے پہلے سے کام تقسیم کردئے گئے ایک صاحب کو گھی زعفران کشمش بادام وغیرہ وغیرہ قیمتی چیزوں کے تولنے کی ذمہ داری دی گئی خوش اسلوبی کے ساتھ یہ صاحب کام کرتے رہے چنانچہ ایک پلڑے میں گھی تولنے کیلئے رکھا دوسرے پلڑے میں باٹ رکھے ترازو اٹھائی ہی تھی کہ اذان شروع ہوگئی اسی وقت ترازو اور گھی وغیرہ سب چھوڑ چھاڑ کر فوراً کمرہ میں تالا لگا کر سیدھے مسجد چلے گئے لوگوں نے کہا دومنٹ کا کام تھا تول دینا چاہئے تھا مگر ان صاحب نے کچھ فکر نہ کی اور کوئی پرواہ نہ کی ظاہر ہے کہ معاملہ تعجب والا ہے عام لوگوں کیلئے۔ ہاں جو لوگ اہل دل، اہل محبت ہوتے ہیں ان کیلئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

آخری بات

گرامی قدر دوستو جب اللہ سے محبت ہوجاتی ہے تو دل صاف شفاف ہوجاتا ہے کسی طرح کا تکدر اور گدلا پن دل میں نہیں رہتا خود بخود دل اللہ کی طرف کھنچتا ہے جب بھی اذان سنے گا اللہ کی طرف دوڑیگا۔

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے باتیں کرتے ہوتے ان کی دلجوئی کیلئے قصے بھی سناتے کہانیاں بھی سناتے لیکن جب اذان کی آواز سنتے تو یہ حالت ہوتی کہ ازواج مطہرات فرماتی ہیں کَاَنَّہٗ لَایَعْرِفُنَا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پہچانتے ہی نہیں اُدھر کان میں اذان کی آواز آئی اور اِدھر بارگاہ الٰہی میں حاضری کی تیاری شروع ہوگئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ساری دنیا کا ماحول خراب تھا مکہ کا حال خراب تھا مدینہ کا حال خراب تھا قرب وجوار آس پڑوس کا ماحول خراب تھا لیکن آنحضرت کا

Scanned by CamScanner

دل اچھا تھا اسلئے گندے ماحول کا کوئی اثر نہ پڑا اسلئے ضرورت ہے کہ ہم لوگ اپنے دلوں کے بنانے کی فکر کریں انشاء اللہ ہمارا بگڑا ہوا یہ معاشرہ بہت جلد سدھر جائیگا۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف وکرم کا کیا کہنا
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

آخری بات

میرے محترم بزرگو اور دوستو اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی کامیاب ہوجائے ہمارا معاشرہ سنور جائے ہماری دنیا بھی اچھی ہوجائے اور آخرت بھی اچھی ہوجائے تو قرآن کے پیغام یاایُّھا الَّذِیْنَ آمَنُوْ آمِنُوْ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ والکتاب الذی نَزَّلَ علی رَسُولہ والکتاب الَّذی اَنْزَلَ مِنْ قَبل وَمَنْ یَّکفُرْ بِاللّٰہ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتبہ ورُسُلہ وَالْیَوم الآخر فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً بعیداً پر عمل کرنا ہوگا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا پڑیگا اگلی پچھلی سب کتابوں کو ماننا پڑیگا اور جو آدمی انکار کریگا اللہ کا، کتابوں کا، ملائکہ کا، رسولوں کا، اور قیامت کے دن کا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، پکے سچے مومن بنائے ہماری اولاد کو نیک سمجھ عطا فرمائے ہم سب کے اندر اصلاح معاشرہ کی ہمت پیدا فرمائے ہم سب کا دین وایمان پر خاتمہ فرمائے ماحول خراب ہونے کے بہانے سے بچائے اپنی اپنی اصلاح کی فکر ودیعت فرمائے۔

آمین آمین یارب العالمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆

ماحول کومت کوسیے

آج کل یہ بات عام ہوگئی ہے کہ صاحب کیا کریں ماحول خراب ہے، ماحول بگڑا ہوا ہے کیسے اصلاح کریں؟ جس کو دیکھئے ماحول کو کوستا ہوا نظر آئے گا، حالانکہ اصل تو اپنے اندر کی خرابی ہے، اور دل کا بگاڑ ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ماحول کا اثر نہیں ہوتا، ہوتا ہے مگر انہی لوگوں پر جو اس سے مناسبت رکھتے ہوں اگر دل میں خیر ہے تو آدمی اچھے ہی ماحول سے اثر لے گا نا کہ برے ماحول سے اور اگر دل میں بگاڑ ہے تو پھر آدمی بُرے ہی ماحول سے متاثر ہوگا نہ کہ اچھے سے اسلئے لفظ ماحول کو بدنام مت کرو بلکہ اندر یعنی دل کی خرابی کو دور کرنیکی فکر کرو

ہواؤ حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

از مرتب

☆☆☆

دسترخوان پر کھانا اسلامی تہذیب ہے

نحمدهٗ ونستعینه ونستغفره ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یهده الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله . امابعد!

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلٰی مَا كَانُوْا یَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلٰی هٰذِهِ السُّفَرِ . (رواه الترمذی)

محترم حضرات برادران اسلام اور عزیز طلباء!

شریعت اسلامیہ نے جو ہمارے اوپر اسلامی احکام نافذ کئے ہیں وہ دین کے پانچ اہم شعبوں میں منقسم ہیں۔

(۱) اعتقادات (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) اخلاقیات (۵) معاشرت

ان پانچ شعبوں سے دین مکمل ہوجاتا ہے ان پانچ میں سے کوئی ایک بھی چھوڑ دیا جائے تو دین مکمل نہیں ہوتا بلکہ ادھورا اور ناقص رہتا ہے۔ جس طرح دین مکمل نہیں ہوتا اسی طرح انسان بھی کامل اور مکمل نہیں ہوگا انسان کامل اسی وقت کہلائیگا جب ان پانچوں شعبوں پر عمل پیرا ہوگا۔

اسلئے دوستو! ہمارے عقائد بھی صحیح ہونے چاہئیں ۔ ہماری عبادتیں بھی شریعت کے مطابق مکمل ہونی چاہئیں اور ہمارے آپسی معاملات لین دین، خرید وفروخت بھی شریعت کے مطابق ہونے چاہئیں اور ہمارے اخلاق بھی دینی ہونے چاہئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا مطالعہ کرنا چاہئے اخلاق نبوی سے اپنی زندگی کو آراستہ اور پیراستہ کرنا چاہئے زندگی گزارنے کے طریقے بھی درست ہونے چاہئیں جس کو معاشرت کہا جاتا ہے

معاشرت کسے کہتے ہیں؟

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج کی اس مجلس میں میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے سامنے معاشرت ہی کے متعلق گفتگو کروں۔ معاشرت کہتے ہیں دوسروں کے ساتھ زندگی گزارنا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے ملنا، سماج اور معاشرہ میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا گھر میں بھائی بہنوں کیساتھ کس طرح رہنا چاہئے کس طرح کھانا چاہئے کس طرح پینا چاہئے، کس طرح سونا چاہئے، کس طرح اٹھنا بیٹھنا چاہئے، گھر میں کھانے کیلئے کس طرح دسترخوان بچھانا چاہئے کھانیکا اسلامی طریقہ کیا ہے؟ دوستو —— سب سے اہم مسئلہ کھانے پینے کا ہے آج ہم کھڑے کھڑے کھا رہے ہیں کھڑے کھڑے پی رہے ہیں جانوروں کی طرح بیل بھینس کی طرح ہمارا کھانا ہے جس طرح بیل بھینس کونڈ میں کھاتے کھاتے چھوڑ کر الگ ہوجاتے ہیں جتنا چاہا کھالیا جتنا چاہا چھوڑ دیا ان کو کوئی فکر نہیں ہوتی اس بچے ہوئے کا کیا ہوگا اسی طرح آج کا یہ انسان ٹیبل پر کھانا لگالیتا ہے بیاہ شادیوں میں عقیقہ اور ولیمہ میں دیگر خوشیوں کے موقع پر بڑے بڑے پنڈالوں میں (اسٹینڈنگ) کھڑے کھڑے کھانیکا نظم کیا جاتا ہے اور خوشیاں منائی جاتی ہیں کھانے والے بھی اور کھلانے والے بھی مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں کہ بہت اچھا نظم رہا اسٹینڈنگ میں بہت مزہ آیا بڑے کمال کے کھانے بنائے گئے ایسے پرلطف اور لذیز کھانے کبھی کھائے نہیں یہ کھلانیکا طریقہ بہت اچھا لگا۔

واہ رے انسان تیری شرافت کہاں گئی، تیری حیا اور شرم کہاں گئی تیری عفت و پاکدامنی کے چرچے تھے کبھی تیرا نام بہت بلند وبالا تھا بڑی ہی کلفت کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ ؎

نہ محبت، نہ مروت، نہ شرافت، نہ خلوص
ہم بھی شرمندہ ہیں اس زمانہ میں انساں ہوکر

کھانیکا صحیح طریقہ

گرامی قدر دوستو! کھانیکا صحیح طریقہ کیا ہے اسلامی تہذیب کیا ہے اسلام نے کیا تعلیم

Scanned by CamScanner

دی ہے؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا طریقہ کیا تھا کس چیز پر رکھ کر آپ کھانا نوش فرماتے تھے جو حدیث میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی اس حدیث میں اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کا طریقہ بیان کیا گیا کہ آپ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے۔

میز (ٹیبل) پر کھانے کا رواج

میرے پیارے بچو اور نوجوان بھائیو! غور سے سنو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز (ٹیبل) پر کھانا نہیں کھایا اور نہ چھوٹی چھوٹی تشتری میں کھایا اور نہ آپ کیلئے چپاتی بنائی گئی حدیث میں یہی مضمون ہے۔

عَنْ اَنَسٌ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا سُکُرُّجَۃٍ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ حدیث میں تین چیزوں کی نفی فرمائی (۱) اللہ کے رسولؐ نے میز پر کھانا نہیں کھایا، میز (ٹیبل) پر کھانا رکھ کر کھانا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے حدیث میں خوان کا لفظ آیا خوان کسے کہتے ہیں؟ عربی میں خوان میز ٹیبل کو کہتے ہیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ خوان تانبے کا بڑا تھال ہوتا تھا اس کے نیچے تانبے کی کرسی ہوتی تھی جو تھال کے ساتھ چپکی ہوئی ہوتی تھی کرسی کے پایوں کی لمبائی ایک ہاتھ ہوتی تھی یعنی وہ خوان زمین سے ایک ہاتھ اونچا ہوتا تھا وہ چوکی کئی آدمی اٹھا کر خوش عیش لوگوں کے سامنے رکھتے تھے پھر اس پر کھانا رکھ کر نیچے بیٹھ کر کھایا جاتا تھا۔ اور مقصد یہ تھا کہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے پھر جب غیروں نے لباس ایسا پہننا شروع کیا کہ ان کیلئے نیچے بیٹھنا دشوار ہو گیا تو انہوں نے نیچے بیٹھنے کے بجائے کرسی پر بیٹھنا شروع کر دیا وہ چوکی یعنی میز ٹیبل اور اونچی ہو گئی اونچی ہوتی ہوتی آج وہ میز بن گئی اس طرح میز کرسی پر کھانے کا رواج چل پڑا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا دوستو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو ارادۃً میز پر کھانا نہیں کھایا یا اتفاقاً نہیں کھایا اگر ارادۃً نہیں کھایا ہے تو میز پر کھانا مکروہ ہے اور اگر اتفاقی طور پر کھایا تو مکروہ نہیں ہے مگر اس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

پسند نہیں فرمایا ہے بلکہ کرسی اور میز پر کھانا یہ متکبرین کی علامت اور ان کا شیوہ ہے ہاں جہاں غیروں کے ساتھ تشبہ ہو وہاں مکروہ ہوگا جیسے آج کل اکثر غیر مسلم لوگ میز اور کرسی پر کھا رہے ہیں ہم بھی اگر کرسی میز کا استعمال کریں گے تو یہ مکروہ ہوگا اور مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ کے زمرہ میں آئیں گے یعنی جو آدمی جس قوم کی مشابہت اختیار کریگا اُس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

جامع وہمہ گیر الفاظ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ بہت جامع وہمہ گیر ہیں جن کے دائرہ میں بہت سی باتیں اور بہت سی چیزیں آجاتی ہیں مشابہت کا مفہوم بہت عام ہے۔

مشابہت خواہ اخلاق واطوار میں ہو، یا افعال وکردار میں ہو اور خواہ لباس وطرز رہائش میں ہو اور یا کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے، رہنے سہنے اور بولنے چالنے میں ہو سب کا یہی حکم ہے۔

اسلئے دوستو! ہمیں کھانے پینے میں میز کرسی کا استعمال نہ کرنا چاہئے میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے ہاں بدرجۂ مجبوری میز کرسی کا استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن حتی الامکان انسان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر کھائے کیونکہ زمین پر بیٹھ کر کھانے میں سنت کا اتباع ہے جتنا آدمی سنت سے زیادہ قریب ہوگا اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی اور اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔

بلا ضرورت میز کرسی پر نہ کھانا چاہئے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! بلا ضرورت میز کرسی پر نہ کھانا چاہئے ہاں اگر کہیں مجبوری پیش آجائے، کہیں دعوت کا پروگرام ہے، بیاہ شادی ہے، کرسی اور میز پر نظم کیا گیا ہے، تو ایسی صورت میں بدرجۂ مجبوری کھا سکتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت تھانویؒ کو کرسی پر بیٹھ کر کھانے کا اتفاق ہوا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ویسے تو کرسی اور میز پر کھانا ممنوع نہیں ہے ہاں انگریزوں کے ساتھ مشابہت ہے یہ فرمانے کے بعد آپ نے اپنے پاؤں کرسی پر رکھ لئے پاؤں کو لٹکایا نہیں اور مزید فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ مشابہت کا جو شبہ تھا وہ ختم ہو گیا۔

Scanned by CamScanner

چارپائی پر بیٹھ کر کھانا

میرے پیارے بچو اور نوجوانو چارپائی پر بھی بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں کیونکہ چارپائی پر بیٹھ کر جب کھائیں گے تو کھانیوالا بھی اور کھانا بھی برابر رہیگا یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ کھانا اوپر ہوگیا اور کھانے والا نیچے ہوگیا جیسے میز اور کرسی پر ہوتا ہے سب سے بہتر زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا ہے۔

کھڑے ہوکر کھانا غلط ہے اور زمانہ کا فیشن ہے

دوستو اور بزرگو! آج ہر چیز میں فیشن آگیا اس فیشن نے دنیا کو تباہ وبرباد کردیا بالخصوص مسلمانوں کو۔ آج فیشن نے اتنی ترقی دیدی ہے کہ جس چیز کو فیشن نے شائستگی اور تہذیب کہہ دیا بس وہ شائستگی اور دینی تہذیب بن گئی حالانکہ ایسا نہیں ہے دوستو یہ فیشن تو روز بدلتے ہیں کل تک جو چیز ناشائستہ تھی وہ آج شائستہ بن جاتی ہے یہ غلط ہے تہذیب اور شائستگی کا مدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں منحصر ہے جس چیز کو آپ شائستہ قرار دیں گے وہ شائستہ رہیگی چودہ سو سال پہلے جس چیز کے بارے میں آپ نے فرمادیا کہ یہ چیز شائستہ ہے اور یہ ناشائستہ وہ جوں کی توں آج بھی موجود ہے یہ دینی اور اسلامی تہذیب کوئی ربڑ نہیں کہ جدھر چاہے کھینچ دو اسلئے دوستو کھڑے ہوکر کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلط تھا آج بھی غلط رہیگا کوئی عقلمند اور ہوش مند آدمی اس کو اچھا نہیں سمجھتا کہ ایک ہاتھ میں پلیٹ لے لی اور دوسرے ہاتھ سے کھانا کھا رہے ہیں اسی پلیٹ میں روٹی بھی ہے چاول بھی ہے، سالن بھی ہے اور اسی پلیٹ میں سلاد بھی ہے دعوتی پارٹی میں چھینا جھپٹی بھی رہتی ہے پلیٹ سے کھانا نیچے گر رہا ہے کھانے کی بے حرمتی ہو رہی ہے پاؤں میں کھانا گر رہا ہے کیا یہ ناشائستگی نہیں ہے مگر افسوس صد افسوس زمانہ کے فیشن پر کہ اس فیشن نے ناشائستہ چیزوں کو شائستگی کا درجہ دیدیا۔

کھانیکی بہترین نشست

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج دنیا میں کھانا کھانے کے بہت سے طریقے رائج ہیں

کچھ غلط ہیں کچھ صحیح ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جن طریقوں میں تکبر ٹپکتا ہو اُن طریقوں کو استعمال نہ کرنا چاہئے اور جن طریقوں میں تواضع ہو عاجزی ہو ان طریقوں کو پسند کرنا چاہئے اور عمل میں لانا چاہئے۔ چنانچہ کھانا کھانے کے طریقوں میں حضرات علماء نے لکھا ہے کہ کھانیکی بہترین نشست یہ ہے کہ آدمی یا تو دوزانو بیٹھ کر کھائے اس لئے کہ اس صورت میں تواضع بھی زیادہ ہے۔ اور کھانے کا احترام بھی ہے اسی طرح ایک ٹانگ اٹھا کر اور ایک ٹانگ بچھا کر کھانا بھی اسی میں داخل ہے یعنی یہ صورت بھی تواضع کی ہے۔

اسی طرح چہارزانو بیٹھ کر کھانا بھی جائز ہے ناجائز نہیں ہے بلکہ اس میں کوئی گناہ بھی نہیں ہے البتہ بہتر طریقہ دوزانو ہوکر بیٹھنا یا ایک زانو پر بیٹھنے کا ہے اُکڑو بیٹھ کر بھی کھا سکتے ہیں مگر اس کو سنت نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ مشہور ہے اسی طرح چہارزانو بیٹھ کر کھانے کو لوگ بُرا سمجھتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

چمڑہ کا دسترخوان

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور میرے پیارے بچو! بات لمبی ہوتی چلی جارہی ہے حضرت انس کی جو حدیث میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی تھی اس میں تین چیزوں کی نفی کی گئی ہے (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا ہے (۲) دوسری چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی سی تشتری میں کھانا نہیں کھایا آپ کی زندگی سادی تھی اسلئے چھوٹی چھوٹی تشتریاں جن میں اچار رکھتے ہیں چٹنی رکھتے ہیں کوئی خاص قسم کا حلوہ وغیرہ رکھ لیتے ہیں چھوٹی تشتری میں ایک آدمی ہی کھا سکتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ علیحدہ کھانے کو پسند نہیں کرتے تھے اسلئے فرمایا ما اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان ولا سکرجة اللہ کے نبی نے نہ میز پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹی پلیٹ میں تیسری چیز حدیث میں بیان فرمائی ولا خبزلہ مرقق آپ کیلئے باریک چپاتی نہیں بنائی گئی دوستو چپاتی باریک آنے کی بنتی ہے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چھلنی کا رواج نہیں تھا جو پیس لئے اور پھونک مار کر چھلکا

اڑادیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاشرہ سادہ تھا عیش و تنعم کا نام ونشان نہیں تھا۔

بہر حال ان تین چیزوں کی نفی فرمائی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا چھوٹی پلیٹ میں نہیں کھایا پتلی چپاتی نوش نہیں فرمائی ان تین چیزوں کے بیان کرنے کے بعد حدیث کے ایک راوی ہیں یونس اسکاف (موچی) نے اپنے استاذ حضرت قتادہ سے پوچھا کہ پھر دور نبویؐ میں لوگ کس چیز پر کھانا رکھ کر کھاتے تھے حضرت قتادہ نے فرمایا کہ چمڑے کے دستر خوان پر رکھ کر کھاتے تھے میز اور ٹیبل پر نہیں کھاتے تھے۔

میز اور ٹیبل کے بارے میں بہت کچھ آپ لوگوں نے سن لیا اب بات صرف دستر خوان کی رہ جاتی ہے کہ دستر خوان کے فضائل وبرکات اور فوائد کیا ہیں اس مجلس میں کھانے پینے کے آداب نہیں بتلائے جائیں گے کیونکہ کھانے پینے کے آداب تو مستقل ایک کتاب اور عنوان کا درجہ رکھتے ہیں میں تو صرف دستر خوان کے آداب بتلاؤں گا کھانا بعد کی بات ہے سب سے پہلے دستر خوان بچھانا چاہئے۔

دستر خوان کے فضائل وبرکات

دوستو! ہم دستر خوان کے فضائل وبرکات سے واقف نہیں اسلئے دستر خوان بچھانے کی اٹھانے کی ہمارے دلوں میں اور معاشرے میں کوئی قدر ومنزلت نہیں بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مائدہ کی درخواست کی تھی یعنی آسمان سے دستر خوان اترے گی بہر حال آسمان سے دستر خوان اترا جو سر پوش تھا عجیب وغریب خوشبو مہلک رہی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل تم میں جو سب سے زیادہ نیک اعمال والا ہو وہ کھڑا ہو اور بسم اللہ کہہ کر اس کا سر پوش کھولے حواریوں کے سردار شمعون نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور وضو کر کے ایک لمبی نماز پڑھی اور خوب روئے پھر بسم اللہ پڑھ کر سر پوش اٹھایا اور فرمایا بسم اللہ خیر الرازقین خوان میں ایک مچھلی تھی بہترین کباب بنی ہوئی سر کی

طرف نمک رکھا تھا دم کی طرف سرکہ اور چاروں طرف رنگا رنگ کی ترکاریاں رکھی ہوئی تھی پانچ روٹیاں بھی تھیں ایک پر زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچویں پر گوشت کے ٹکڑے شمعون نے عرض کیا اے عیسیٰ علیہ السلام کیا یہ دنیوی کھانا ہے یا اخروی فرمایا تمہارے سامنے یہ کھانا نہ دنیوی ہے نہ اخروی بلکہ اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کو تیار کیا ہے تم نے مانگا تھا اب اس کو کھاؤ اللہ تمہاری مدد کریگا اور تم کو مزید عطا فرمائیگا حواریوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی سب سے پہلے کھانا شروع کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم نے مانگا تھا تم ہی کھاؤ وہ بھی کھانے سے ڈرنے لگے فقراء نادار غریبوں نے وہ کھانا کھایا ۴۰ روز تک برابر یہ دستر خوان اترتا رہا اور چڑھتا رہا یعنی غائب ہوتا رہا آخر کار ان بنی اسرائیل نے کفر کیا جس کے نتیجہ میں ان کی صورتیں مسخ کر دی گئیں بہر حال بنی اسرائیل کے اس قصہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دستر خوان برکت کی چیز ہے اور دستر خوان پر کھانے کی ابتداء بڑے آدمی نیک اور صالح شخص سے کرانی چاہئے بسم اللہ پڑھ کر دستر خوان پر بیٹھنا چاہئے پہلے سے اگر کھانے دستر خوان پر چن دئے گئے تو ان کو کپڑے سے ڈھانک کر رکھنا چاہئے کھانے کو ڈھک کر رکھنا بھی برکت کا سبب ہے یہ تو بنی اسرائیل کے دستر خوان کا معاملہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستر خوان

دوستو! ہمارے نبی پیغمبر جلیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستر خوان کی برکتیں بے شمار اور بے انتہاء ہیں آپ کے دستر خوان پر ۲ کا کھانا ۴ کو اور ۴ کا کھانا ۸ کو کافی ہو گیا ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں عجیب وغریب برکت کا ظہور ہوا حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میری والدہ ام سلیمؓ نے کھجور، گھی، پنیر لیکر کچھ مالیدہ سا بنالیا اور اس کو ایک پیالہ میں رکھ کر مجھ کو کہا کہ انسؓ اس پیالہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیجاؤ بہر حال حضرت انسؓ پہونچ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ کے نام بتلائے کہ ان کو بلا لاؤ اور جو راستے میں ملیں ان سے بھی کہہ دینا حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہزاروں آدمی جمع ہو گئے دس دس کو بلاتے رہے اور کھلاتے رہے گویا کہ ایک پیالہ ایک ہزار کو کافی ہو گیا یہ دستر خوان کی برکت ہے۔

رزق کی ناقدری

دوستو! آج ہمارے معاشرہ میں آداب معاشرت بری طرح پامال ہو رہے ہیں ہر چیز میں ہم نے غیروں کی نقالی شروع کر دی ہے اسی طرح رزق کا کوئی ادب باقی نہیں رہا جہاں دیکھا تہاں رزق ڈال دیا جس طرح دیکھا اس طرح کھا لیا، پی لیا بچا کھچا کوڑے کرکٹ میں ڈال دیا بعض دفعہ یہ حالات دیکھ کر دل لرز جاتا ہے یہ کیا ہو رہا ہے بیاہ شادیوں میں، دعوتوں میں اور ہوٹلوں میں غذاؤں کے بڑے بڑے ڈھیر کوڑے میں ڈال دئے جاتے ہیں حالانکہ ہماری شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اگر تمہیں روٹی کا کوئی ٹکڑا غلہ کا کوئی دانہ کہیں پڑا ہوا ملے اس کی تعظیم کرو اس کی ناقدری نہ کرو اس کو اٹھا کر اونچی جگہ رکھ دو تا کہ کوئی جانور، پرندہ وغیرہ اس کو کھا لے۔

دستر خوان بچھانا اور اٹھانا

آج ہمارے معاشرہ میں دستر خوان بچھانیکا اور اٹھانیکا طریقہ بھی معلوم نہیں ہے آدمی تنہا کھاتا ہے دستر خوان کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا حالانکہ تنہا کھائے یا بہت سے افراد مل کر کھائیں دونوں صورتوں میں دستر خوان بچھانا چاہئے۔

دستر خوان بچھانیکی دو صورتیں

دستر خوان بچھانیکی دو صورتیں ہیں (۱) پہلے کھانے والے حاضر ہو جائیں پھر دستر خوان لانا چاہئے اور سب کھانے لا کر دستر خوان پر حاضر کر دیں تا کہ کھانیوالے اپنی من پسند نوش فرما لیں بار بار کیے بعد دیگرے لانا درست نہیں۔ داہنی طرف سے دستر خوان بچھانا چاہئے اور داہنی طرف سے ہی کھانا لگانا چاہئے الگ الگ پلیٹ میں دینا ہے تو بھی داہنی طرف سے شروع کرنا چاہئے رمضان المبارک میں افطاری کے وقت دستر خوان افطاری سے پہلے

لگا دینا چاہئے افطار کرنیوالے انتظار کرتے رہیں اللہ کی نعمتوں کو دیکھتے رہیں جسم اور روح اللہ کی طرف متوجہ رہے دعائیں ہوتی رہیں نعمتوں کا حوالہ دے دے کر دعائیں کی جاتی رہیں۔

(۲) دوسری صورت دستر خوان بچھانیکی یہ ہے کہ اگر مجمع بہت زیادہ ہے تو پہلے دستر خوان لگا دیں کھانا بھی چن دیں اور کھانے پر کپڑا ڈال دیں تا کہ کھانا محفوظ رہے جب کھانے والے آئیں تو کپڑا اتار دیں۔

دستر خوان پر کھانیکا حکم

دستر خوان پر کھانا کھانیکا حکم یہ ہے کہ پہلے کسی بڑے بزرگ آدمی سے ابتداء کرائی جائے تا کہ کھانے میں برکت رہے ہمارے علماء کا اور بڑوں کا اصول یہی رہا ہے اپنے چھوٹے بچوں کو یہ اصول اور ادب سکھانا چاہئے کہ پہلے اپنے بڑوں کو دستر خوان پر بلاؤ ان سے شروع کراؤ جب دستر خوان بچھاؤ تو بسم اللہ پڑھ کر بچھاؤ کھانا لگاؤ تو بسم اللہ پڑھ کر گویا کھانا لانے میں دینے میں رکھنے میں بسم اللہ پڑھتے رہو۔

دستر خوان اٹھانیکے آداب

دوستو! جب آدمی کھانا کھا کر فارغ ہو گیا یا بہت سے افراد ہیں سب فارغ ہو چکے تو دستر خوان اٹھانیکا ادب یہ ہے کہ پہلے دستر خوان اٹھ جانا چاہئے بعد میں کھانیوالے اٹھیں یہ نہیں کہ دستر خوان پر کود رہے ہیں پھاند رہے ہیں یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔

دستر خوان جھاڑنے کا فن

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ جو حضرت میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے ان کے دستر خوان پر ایک دفعہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ صاحب معارف القرآن حاضر ہوئے میاں صاحب نے ان کو کھانے پر بلا لیا حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کھانے کے بعد میں نے دستر خوان اکٹھا کیا تا کہ باہر جا کر جھاڑ دونگا حضرت میاں صاحبؒ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کیا کر رہے ہو میں نے کہا کہ حضرت دستر خوان

Scanned by CamScanner

جھاڑنے جارہا ہوں پھر حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ دسترخوان جھاڑنا جانتے ہو؟ کہ
میں نے کہا کہ حضرت دسترخوان جھاڑنا بھی کوئی مستقل فن یا علم ہے جس کے لئے باقاعدہ
داخلہ لینا پڑیگا باہر جاکر دسترخوان جھاڑ دوں گا حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا اسی لئے تو
میں نے پوچھا تھا کہ دسترخوان جھاڑنا آتا ہے کہ نہیں مجھے معلوم ہوا کہ تم دسترخوان جھاڑنا
نہیں جانتے میں نے کہا پھر آپ سکھادیں۔

حضرت مولانا اصغر میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ دیکھو دسترخوان جھاڑنا بھی ایک فن ہے
اسکے بعد حضرت میاں صاحبؒ نے دسترخوان کو کھولا اور کہا کہ دیکھو اس دسترخوان پر بوٹیاں
اور بوٹیوں کے ذرات ہیں ان کو ایک طرف کرو۔ اور ہڈیاں جن کے اوپر گوشت لگا ہوا ہے
ان کو ایک طرف کیا، اور روٹی کے چھوٹے بڑے ٹکڑے ایک طرف کئے پھر کہا کہ دیکھو یہ
چار چیزیں ہیں ان چاروں چیزوں کے رکھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں۔

(۱) یہ جو بوٹیاں ہیں ان کی جگہ متعین ہے بلی کو معلوم ہے آتی ہے کھالیتی ہے (۲) ہڈیوں
کیلئے فلاں جگہ مقرر ہے محلہ کے کتوں کو وہ جگہ معلوم ہے وہ آکر ان کو کھالیتے ہیں (۳) روٹی
کے ٹکڑے میں فلاں دیوار پر رکھتا ہوں وہاں پرندے چیل، کوے آتے ہیں وہ ان کو
اٹھا کر کھالیتے ہیں باقی جو روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں میرے گھر میں چیونٹیوں
کا بل ہے ان ذرات کو اس بل کے پاس رکھ دیتا ہوں چیونٹیاں آتی ہیں کھالیتی ہیں پھر فرمایا
حضرت مولانا اصغر میاں صاحبؒ نے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا رزق ہے اس کی قدر کرنی چاہئے
کوئی حصہ ضائع نہ ہونا چاہئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس دن مجھ کو
معلوم ہوا کہ دسترخوان جھاڑنا بھی ایک فن ہے اور اس کو سیکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور نوجوان بھائیو! خاص طور پر میرے عزیز طلباء سنو
غور سے سنو آج ہمارا حال یہ ہو گیا کہ ہم دسترخوان کو اٹھا کر سیدھے کوڑے دان میں جھاڑ
دیتے ہیں جو رزق دسترخوان پر ہے اس کے احترام کا کوئی اہتمام نہیں فرماتے۔

میرے بھائیو! پہلے وقت میں بچوں کو سکھاتے تھے کہ یہ روٹی کے ٹکڑے ہیں ان کو اٹھا

کر چوما اور اونچی جگہ رکھ دو کھانے پینے کی کوئی بھی چیز پڑی ہوئی نظر آگئی اس کو اٹھا لیتے
تھے اور ادب سے اس کو دوسری جگہ رکھ دیتے تھے۔
راستہ میں کاغذمل گیا دینی باتیں اس پر لکھی ہیں اس کو اٹھا لینا چاہئے ہمارے بزرگ،
بڑے علماء صلحاء تو مطلقاً کاغذمل جاتا اٹھا کر محفوظ جگہ پر رکھ دیتے تھے۔
دوستو! ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر اپنے بڑوں کے اوصاف پیدا کریں اور دسترخوان
بچھا کر کھانا کھائیں گھر والوں کو حکم کریں اور عادت ڈلوائیں کہ وہ بغیر دسترخوان کے نہ کھائیں۔

دسترخوان سے وقار بلند ہوتا ہے

گرامی قدر حضرات ماشاء اللہ آپ بڑی دیر سے خاموشی کے ساتھ سنتے چلے آرہے
ہیں انشاء اللہ آپ کا یہ سننا فائدہ سے خالی نہیں رہیگا مجھے بھی فائدہ ہوگا آپ کو بھی فائدہ ہوگا
سب سے بڑا اور سب سے عام دسترخوان تو اللہ کا دسترخوان ہے
علامہ سعدیؒ نے اپنی بوستان سعدیؒ میں کہا ۔

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست
چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

پوری روئے زمین اس کا عام دسترخوان ہے اس کے عام دسترخوان پر دشمن اور دوست
کا کوئی فرق نہیں ہے۔ باری تعالیٰ سب کو رزق کھلا رہے ہیں سب کو محبت بھری نظر سے دیکھ
رہے ہیں حضرات انبیاء کا دسترخوان بھی بڑا وسیع رہتا تھا اللہ کے پیارے لاڈلے اور چہیتے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان بھی وسیع سے وسیع تر اور وسیع تر سے وسیع ترین تر رہتا تھا
حضرات صحابہؓ نے ہزاروں مشاہدات کئے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے
دسترخوان بھی ہمارے لئے نمونہ ہیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین، جانشین، علماء اور صلحاء کے دسترخوان بھی نمایاں
رہے ہیں۔

Scanned by CamScanner

ہمارے ہندوستان میں بڑے بڑے دسترخوان بچھائے گئے ظاہری بھی باطنی بھی
جسمانی بھی روحانی بھی، علمی بھی اور عرفانی بھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری خانوادہ رحیمی قادری رائپور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا زکریا صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور اور دیگر اکابرین سلف صالحین کے دسترخوان مشہور ہوئے حال ہی میں فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کا دسترخوان شہرت پا چکا ہے جسکے اثرات آج ان کے برادر حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم اور ان کے فرزندار جمند حضرت مولانا سید محمود مدنی میں موجود ہیں۔

مجھے حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کے دسترخوان کا ایک واقعہ یاد آیا اس کو سماعت فرمالیجئے اسی پر بات ختم ہو جائے گی۔

صدر جمہوریہ ہند کی آمد

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ اہتمام میں فخرالدین علی احمد صدر جمہوریہ ہند دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے انہوں نے دارالعلوم کو اطلاع دی کہ کھانا حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ قدس سرہٗ العزیز کے یہاں کھائیں گے صدر جمہوریہ ہند یا حکومت کا کوئی بڑا آدمی جب کہیں جاتا ہے تو اسکے لئے حفاظتی دستے حفاظتی فورس متعین کردی جاتی ہے کھانے پینے کی چیزیں اٹھنے بیٹھنے اور قیام کرنیکی جگہ کی باقاعدہ جانچ ہوتی ہے چنانچہ مولانا اسعد مدنیؒ کے یہاں جب صدر جمہوریہ ہند کے کھانے کا نظم منظور کیا گیا تو پولیس کھانیکا نظم وانتظام دیکھنے آئی کہ کہاں کھلایا جائیگا کس طرح کھلایا جائیگا کیا کھلایا جائیگا بہرحال پولیس کے آفیسر آئے وہ آکر حضرت مولانا اسعد مدنیؒ سے ملے حضرت مدنی نے اپنی بیٹھک دکھلائی کہ یہاں زمین پر کھلاؤں گا سنت کے مطابق کھلاؤں گا دسترخوان بچھا کر کھلاؤں گا پولیس والوں کو اعتراض ہوا کہ صدر

جمہوریہ نیچے بیٹھ کر کیسے کھائیگا حضرت مولانا اسعد مدنیؒ نے فرمایا میرے یہاں یہی انتظام ہے آپ صدر جمہوریہ کو اطلاع دیدیں وہ اس انتظام کو پسند نہ کریں تو میں معذرت خواہ ہوں۔

چنانچہ یہ بات دہلی پہونچائی گئی وہاں سے جواب آیا حضرت مولانا اسعد مدنیؒ جیسے کھلائیں گے سب ٹھیک ہے پھر پولیس کھانا چیک کرنے آئی حضرت مولانا اسعد مدنیؒ نے فرمایا کہ شوق سے چیک کیجئے مگر ایک بات یاد رہے کھانا چیک کرنے اتنے نہ آنا کہ کھانا ختم ہو جائے وہ لوگ ہنس کر چلے گئے بہرحال صدر جمہوریہ ہند آئے دارالعلوم نے ان کے استقبال میں جلسہ کیا جلسہ کے بعد جب کھانے کیلئے چلے تو دارالعلوم کے اساتذہ بھی ساتھ تھے جب بیٹھک پر پہونچے اور دسترخوان کا منظر دیکھا تو صدر صاحب نے یوپی کے وزیر اعلی تیواڑی جی سے فرمایا تیواڑی جی آیئے آج ہماری تہذیب کے مطابق کھانا کھایئے۔

دوستو! ہماری تہذیب یہ بہت اہم لفظ ہے اسلام اور مسلمانوں کی اپنی ایک تہذیب ہے افسوس آج مسلمان اپنی تہذیب بھول گئے کھڑے کھانے لگے، لیٹ کر کھانے لگے، ٹیک اور سہارا لگا کر کھانے لگے، تکیہ لگا کر کھانے لگے یہ سب افراط وتفریط ہے۔

میری درخواست اہل جلسہ سے اور سب مسلمانوں سے یہ ہے کہ سلیقہ مندی اور اسلامی تہذیب کے مطابق دسترخوان بچھا کر کھایا، پیارے اللہ مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آپ حضرات کو بھی دسترخوان کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ آمین-آمین-آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆

Scanned by CamScanner

والدین کے ساتھ حسن سلوک

بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ——— بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا (احقاف)

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَنْ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ (مشکوٰۃ)

گرامی قدر حضرات برادران اسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی اس مبارک اور نورانی مجلس میں بندہ نے ارادہ کیا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے کچھ گوشے آپ حضرات کی خدمت میں بیان کئے جائیں تا کہ والدین کا حق اور ان کا مقام ومرتبہ کھل کر سامنے آجائے آج ہم والدین کے حقوق سے غافل ہیں اور والدین بھی اولاد کے حقوق سے غافل ہیں دونوں ہی طرف کمی ہے۔

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

والا معاملہ ہو رہا ہے طبیعت تو چاہ رہی تھی کہ اولاد کے حقوق بیان کروں مگر آج مجمع میں ہوشیار بچوں اور نوجوان لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے بڑوں اور بوڑھوں کی کم اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جن کی تعداد زیادہ ہے ان ہی کو مخاطب بنایا جائے اور ان ہی کے

کام کی باتیں بیان کی جائیں فصاحت اور بلاغت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مقتضائے حال کے مطابق بات کی جائے آج کی ہماری اس مجلس کا تقاضا یہی ہے کہ بچوں کو اور نوجوانوں کو خطاب کیا جائے۔

میرے پیارے اور نوجوانو سنو! قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ کہیں تو فرمایا لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کہ عبادت صرف اللہ کی کرو اور والدین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو اور کہیں فرمایا وقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اللہ نے فیصلہ فرما دیا کہ تم عبادت مت کرو مگر ایک اللہ کی اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور بعضے مقام پر فرمایا قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یہاں بھی دعوت دی جارہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے چنانچہ قرآن مجید میں بہت سی آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کے حق کا تذکرہ فرمایا ہے حکماء نے اس کی چند وجوہات بیان فرمائی ہیں (۱) اللہ اگر چہ خالق حقیقی ہیں تو والدین خالق مجازی (سبب ظاہری) ہیں (۲) والدین کا انعام خدا کے انعام کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے اس واسطے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ انعام کر کے عوض کے خواہاں نہیں ہوتے والدین بھی تعریف یا شکر یا ثواب کے خواہشمند نہیں ہوتے (۳) جس طرح بندہ پر انعام کرنے سے اللہ تعالیٰ ملول نہیں ہوتے اگر چہ بندہ عاصی ہو اسی طرح والدین بھی ملول نہیں ہوتے اگر چہ لڑکا ناخلف ہو۔

اولاد سے محبت کرنا فطری امر ہے

میرے پیارے بچو اور نوجوان بھائیو! اولاد سے محبت رکھنا ایک فطری امر ہے ہر باپ چاہتا ہے کہ میں اپنی اولاد سے محبت کروں چنانچہ باپ اپنی آخری زندگی تک محبت کرتا رہتا ہے مگر اولاد کا معاملہ یہ ہے کہ جب اولاد بڑی ہو جاتی ہے تو ماں باپ سے محبت کم کر دیتے ہیں یہ قدرت کا ایک نظام ہے کہ انسان زمین میں پھیلیں اور ساری زمین آباد ہو جائے

اسلئے اولاد جب صاحب عیال ہو جاتی ہے تو اس کا ماں باپ کی طرف میلان کم ہو جاتا ہے وہ دنیا میں دور تک چلی جاتی ہے دوسرے ملکوں میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتی ہے ماں باپ سے محبت نہ ہونے کے درجہ میں رہ جاتی ہے مگر قربان جائیے ماں باپ کی محبت پر ماں باپ ہمیشہ اولاد سے محبت ہی کا دم بھرتے رہتے ہیں یورپین ممالک میں ماں باپ کی بڑی بے عزتی تحقیر و تذلیل کی جاتی ہے اولاد صاف کہہ دیتی ہمارے اوپر ماں باپ کا کوئی احسان نہیں ہے ہم جنے گئے یہ ہمارا احسان ہے باہر ممالک میں ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں تو اولاد ان کو ہاسٹلوں میں بھرتی کر دیتی ہے یا بے گھر لوگوں میں نام لکھوا دیتے ہیں مریض ہو گئے تو ہسپتالوں میں بھرتی کر دیتے ہیں وہیں مر جاتے ہیں اولاد کو خبر کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ دفن کر دو ہماری اجازت ہے یہ رویہ اپنایا جاتا ہے ماں باپ کے ساتھ ہمارے ہندوستان میں بھی یہ واقعات سننے کو ملنے لگے اللہ ہماری حالت پر رحم فرمائے یہ ہمارے ان مکاتب، مساجد اور مدارس کی دین ہے کہ ماں باپ کو ماں باپ کہا جا رہا ہے دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ان مدارس کو مساجد کو اور تبلیغی جماعت کو قائم دائم رکھے۔

باپ اولاد کی خاطر، بخیل، بُزدل اور جاہل بن جاتا ہے

میرے پیارے بچو آج تمہاری وجہ سے باپ کو بخیل کہا جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اولاد کی خاطر بخیلی کرتا ہے پیسہ پیسہ جوڑ کر رکھتا ہے کوئی چیز ملتی ہے تو بچوں کیلئے رکھ لیتا ہے حتی کہ راہ خدا میں جہاد کرنے سے بھی دریغ کرتا ہے وہ سوچتا ہے کہ اگر میں جہاد میں مارا گیا تو اولاد کا کیا ہوگا؟ یہی اولاد انسان کو دینی اور دنیوی علوم سے محروم کرنیکا سبب بن جاتی ہے حضرت عمرؓ کا قول ہے تَعَلَّمُوا قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا علم حاصل کرو اس سے پہلے کہ تم سردار بنائے جاؤ کیونکہ جب اہل وعیال کا خرچہ سر پر آ پڑتا ہے تو پھر آدمی کمانے میں لگ جاتا ہے گویا کہ باپ جاہل بن کر رہ جاتا ہے اولاد باپ کو اس شعر کا مصداق بنا دیتی ہے ؎

بھول گئے راگ رنگیلے اور بھول گئے چوکڑی
تین چیز یاد رہی نون تیل لکڑی

میرے پیارو اولاد کی خاطر ماں باپ بڑی بڑی مصیبتیں اٹھاتے ہیں مگر ان تمام باتوں کے باوجود اولاد سے پیار کیا جاتا ہے ان کو چومتے ہیں سونگھتے ہیں حضرت خولہ بنت حکیمؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے آپؐ نے اپنے دونواسوں حسنؓ اور حسینؓ میں سے ایک کو گود میں لے رکھا تھا آپؐ نے فرمایا اَنَّکُمْ لَتُبَخِّلُوْنَ وَتُجَبِّنُوْنَ وَتُجَهِّلُوْنَ وَاَنَّکُمْ لَمِنْ رَیْحَانِ اللّٰہِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نواسوں کو اپنی طرف مخاطب کیا اور فرمایا کہ تم بخیل بنا دیتے ہو اور بزدل بنا دیتے ہو اور تم جاہل رکھتے ہو اور بیشک تم ہو اللہ کا پھول، اللہ کی خوشبو۔

اولاد پر مہربانی کرنا

میرے پیارے بچو! یہ ماں باپ اپنی اولاد پر بہت بڑے مہربان ہیں ہر باپ یہی چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح میری اولاد مجھ سے خوش رہے اگر کوئی باپ ایسا بھی ہو جو بچوں کے ساتھ محبت نہ کرے اسکے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَمَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ جو مہربانی نہیں کرتا وہ مہربانی نہیں کیا جاتا۔ (ترمذی)

اللہ کو مہربانی کرنا پسند ہے

میرے عزیزو! اللہ تبارک وتعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کا معاملہ کریں سب آپس میں ایک دوسرے سے خوش رہیں اس لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحمانُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ تم اللہ کی مخلوق پر مہربان ہو جاؤ اللہ تم پر مہربان ہو جائیگا۔

تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا

عزیز طلباء ہمارے ماں باپ ہمارے اوپر شفقت اور مہربانی کرتے رہتے ہیں کسی نہ کسی طرح ہمدردی کا معاملہ فرماتے رہتے ہیں اس لئے میرے پیارے بچوں ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی عبادت کے بعد والدین کی خدمت میں لگنا چاہئے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا

Scanned by CamScanner

چاہئے۔ ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اس کے بعد عبداللہ بن مسعود نے دوسرا سوال کیا پھر کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا عبداللہ بن مسعودؓ نے پھر تیسرا سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز پڑھنا اور جہاد کرنا افضل اعمال میں سے ہے اسی طرح والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی افضل اور اعلیٰ عمل ہے۔

حسن سلوک کا استحقاق

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ماں باپ میں حسن سلوک کا زیادہ استحقاق کس کو پہنچتا ہے احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ماں حسن سلوک کی باپ کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہے مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت میں ہے ایک صحابی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ صحابی نے دوبارہ پوچھا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ صحابی نے تیسری مرتبہ پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ آپؐ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ صحابی نے چوتھی مرتبہ دریافت کیا پھر کس کے ساتھ؟ آپؐ نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ماں حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ماں حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے اس لئے کہ ماں زیادہ رحم دل ہوتی ہے اور ماں بچہ سے زیادہ محبت کرتی ہے اسی طرح ماں تنگ دل بھی ہوتی ہے بہت جلد بچہ کیلئے بددعا بھی کرنے لگتی ہے اسلئے ماں کی بددعا سے بچنا چاہئے ماں کے اندر باپ کے مقابلہ میں عقل بھی کم ہوتی ہے اسلئے ماں کے ساتھ حسنِ سلوک زیادہ کرنا چاہئے۔

حسن سلوک میں ماں کیلئے تین گنا برتری

احادیث میں ماں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں تین گنا برتری ماں کو حاصل ہے اسلئے کہ ماں نے اولاد کیلئے تین صعوبتیں برداشت کیں ہیں (۱) حمل کی (۲) وضع حمل کی (۳) دودھ پلانے کی گویا کہ ماں نے بچہ کے ساتھ تین مشقتیں برداشت کی ہیں اور باپ نے صرف کما کر کھلایا ہے اور تعلیم و تربیت دونوں نے کی ہے اسلئے اولاد کو چاہئے کہ باپ کے مقابلہ میں ماں کی خدمت زیادہ کریں۔

جہاد سے افضل ماں کی خدمت

ایک دوسری حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ماں کی خدمت کا خاص خیال رکھنا چاہئے ابن ماجہ میں حضرت معاویہ بن جاہمہ السلمیؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں تا کہ اس کے ذریعہ اللہ کی رضا وخوشنودی اور جنت حاصل کروں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس کیا تیری والدہ زندہ ہیں؟ اس صحابی نے کہا کہ ہاں میری والدہ زندہ ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تم اپنی والدہ کی خدمت کرو وہ صحابی کہتے ہیں کہ پھر میں دوسری جانب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں آپؐ نے دوسری مرتبہ پھر یہی فرمایا کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ اس صحابی نے کہا کہ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی والدہ کی خدمت کرو صحابی کا بیان ہے کہ میں نے تیسری مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں تا کہ اللہ کی رضا اور جنت مجھے میسر آجائے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ پھر یہی فرمایا کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ صحابی نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنی ماں ہی کی خدمت کرو اور ان کی خدمت کو لازم پکڑ لو اس کے پاؤں تلے جنت ہے۔ (ابن ماجہ ۱۹۹)

Scanned by CamScanner

تین مرتبہ سوال کرنیکی وجہ

دوستو اور بزرگو اور میرے نوجوان بھائیو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے زندہ ہونے کا تین مرتبہ سوال کیا اور تینوں مرتبہ ماں کی خدمت کا حکم دیا چنانچہ فخر المحدثین حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث کی تشریح میں شیخ الرئیس ابو علی بن سینا نے لکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ سوال کیا کہ تیری والدہ زندہ ہے جواب ملا کہ ہاں ہے تین مرتبہ سوال کرنیکی وجہ یہ تھی کہ ماں بچہ کیلئے ابتدائی مراحل میں تین تکلیفیں اٹھاتی ہے (۱) ماں بچہ کو ۹ / یا ۱۰ / مہینے پیٹ میں رکھتی ہے ادھر اُدھر لئے پھرتی ہے دو تین کلو وزن پیٹ میں رکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے ہمارے پیٹ میں چھوٹی سی پتھری ہو جاتی ہے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے آپریشن کرانا پڑتا ہے اس لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی خدمت کرو دوسری تکلیف بچہ پیدا ہونے کے وقت ہوتی ہے شیخ الرئیس ابو علی بن سینا نے لکھا کہ بچہ پیدا ہونے کے وقت اگر ماں کو کوئی تکلیف ہو جائے تو اس کے بچنے کی امید نہیں کی جاتی ماں کی موت اور زندگی کا سوال ہو جاتا ہے اسلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی خدمت کرو۔ تیسری تکلیف ماں کو دودھ پلانے کے وقت ہوتی ہے کیونکہ رگ و ریشوں سے خون ماں کی پستانوں میں پہونچتا ہے پھر ماں کی پستانوں اور چھاتیوں میں اکٹھا ہو کر دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے گویا کہ ماں بچہ کو دودھ نہیں پلاتی بلکہ اپنا خون پلاتی ہے اندازہ لگایئے کہ ماں کتنی بڑی محبت کا ثبوت پیش کرتی ہے۔

مشہور حکایت

ایک مشہور حکایت ہے کسی نے اپنی بوڑھی اماں سے کہا اماں بہت دنوں سے میں آپ کی خدمت کر رہا ہوں کیا میں نے خدمت کا حق ادا کر دیا؟ بوڑھی اماں نے کہا بیٹا دردِ زہ میں (زچگی کی حالت) جو تکلیف اٹھائی تھی اس کا بھی حق اب تک ادا نہیں ہو سکا تم کیا میری خدمت کا حق ادا کرو گے۔

ماں کی بددعا سے بچو

میرے پیارے بچو والدین کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے نامعلوم والدین کس وقت بددعا کر دیں اسلئے ماں باپ کو بالکل موقع نہ دو کہ وہ ہمارے لئے بددعا کے ہاتھ اٹھائیں بالخصوص ماں کے ہاتھ اگر اٹھ جائیں تو وہ بہت خطرناک ہوتے ہیں ماں ہاتھ نہیں اُٹھاتی بلکہ پلّہ (دامن) پسار کر مانگتی ہے کبھی اوڑھنی کا پلّہ پھیلا لیتی ہے اور کبھی اپنے کرتہ کا پلّہ پھیلا کر مانگنا شروع کر دیتی ہے ماں کی عادت یہ ہے کہ وہ جب اپنے بچہ کیلئے خیر اور بھلائی کی دعا کرتی ہے تب بھی پلہ پھیلا کر کرتی ہے اور جب شر اور برائی کیلئے دعا کرتی ہے تب بھی پلہ پھیلا دیتی ہے اسلئے ماں کی آہ سے اس کی بددعا سے خاص طور پر بچنا چاہئے۔

ماؤں نے بڑے قیمتی بچے جنے ہیں

میرے پیارے بچو اور نوجوانو! ہماری ماؤں نے بڑے قیمتی بچے جنے ہیں اسلئے یہ ہماری مائیں بڑی محترم ہیں بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بچپن میں تین بچوں نے بات کی (۱) عیسیٰ بن مریم (۲) شاہد یوسف (۳) ایک چرواہے کے بچہ نے میرے محترم دوستو حضرت مریم پر تہمت لگائی جا رہی تھی طرح طرح سے ڈانٹ ڈپٹ کی جا رہی تھی مریم کو زانیہ کہا جا رہا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ولد الزنا سے یاد کر رہے تھے حضرت مریم نے تہمت لگانیوالوں سے کہا کہ بحث و مباحثہ بند کرو خود میرے بچہ حضرت عیسیٰ سے پوچھ لو اس پر یہود بہت برہم اور غصہ ہوئے کہ اس سے کیا پوچھیں یہ دودھ پینے والا بچہ ہے ابھی اس کی عمر کیا ہے یہ صرف چالیس دن کا بچہ ہے حضرت مریم نے کہا کہ پوچھو تو صحیح روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت مریم نے ان یہودیوں سے کہا کہ اس بچہ سے پوچھو اس وقت یہ بچہ یعنی حضرت عیسیٰ دودھ پی رہے تھے بچہ نے ماں کی پستانوں سے منھ ہٹا لیا اور بائیں طرف ذرا سا سہارا لیکر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور دائیں ہاتھ سے اشارہ کیا قَالَ اِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِیَ الْكِتَابَ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے ساری قوم تکی تکی رہ گئی اور نظر پھاڑ کر دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ دوسرا بچہ

Scanned by CamScanner

شاہد یوسف ہے جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی تھی اور یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈالنے کیلئے کہا تھا اس وقت زلیخا کے چچا کے بیٹے نے گواہی دی تھی جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ظاہر کی گئی تھی تیسرا بچہ جریج کی گواہی والا تھا۔

جُریج کا قصہ

دوستو اور بزرگو، نوجوانو اور پیارے بچو! جریج والے بچہ کا ایک خاص قصہ سے تعلق ہے اور واقعہ میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں امام بخاری اور امام مسلم نے اس واقعہ کو بیان کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھے جنکا نام جریج تھا انہوں نے اپنے لئے ایک عبادت گاہ بنائی تھی اس میں وہ عبادت کرتے تھے ایک روز وہ نفلی عبادت یعنی نفل نماز میں مشغول تھے ان کی بوڑھی اماں آئی اس نے آواز لگائی اے جریج ، جریج خاموش رہے سوچتے رہے کہ نماز کی حالت میں جواب دوں یا جواب نہ دوں بہرحال ماں نے تین مرتبہ آواز لگائی انکا بچہ جریج نہیں بولا اس نے نماز کو فوقیت دی متواتر تین دن ایسا ہی ہوتا رہا تیسرے دن ماں کو غصہ آگیا اور اس نے پھر اپنے بیٹے جریج کے حق میں یہ بدعا کر دی۔

بدعا کے الفاظ

بدعا کے الفاظ سنو بدعا کے الفاظ یہ تھے اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُومِسَاتِ اے اللہ اسکو اس وقت تک نہ مارنا جب تک کہ یہ زانیہ عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لے۔ (زنا کی تہمت میں شامل نہ ہو جائے)

بہرحال جریج اعلیٰ درجہ کے بزرگ اور عابد تھے بے انتہا حسین وجمیل اور خوبصورت تھے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے تقویٰ طہارت کی شہرت ہوگئی آپ کے چہرے سے بزرگی کے آثار نمایاں ہونے لگے آپ خوب چمکے اس دنیا کا دستور ہے کہ جو یہاں چمکتا ہے تو اس کے مخالفین کھڑے ہو جاتے ہیں بہرحال مخالفین نے ایک حسین وجمیل عمدہ ترین لڑکی کو بلا کر اس بات پر مجبور کیا کہ بزرگ صاحب کے ساتھ زنا کرے طرح طرح کے لالچ دیکر اس کو تیار کر لیا وہ لڑکی عبادت کرنے والے عابد کے کمرہ میں پہونچ گئی طرح طرح کے

حیلے اپنائے مگر وہ اپنے حیلوں میں کامیاب نہیں ہوئی گویا کہ بزرگ صاحب اس حسینہ وجمیلہ کے چکر میں نہیں آئے عبادت گاہ کے پاس ایک چرواہا آکر رات گذارتا تھا وہ لیٹا ہوا تھا یہ زانیہ اس کے پاس پہونچ گئی اور اس سے زنا کرا لیا زنا کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے اس کمبخت زانیہ فاحشہ نے جُریج کی طرف منسوب کر دیا لوگوں نے بزرگ صاحب کو مارنا پیٹنا اور صومعہ یعنی عبادت گاہ کو بھی گرانا شروع کر دیا بزرگ صاحب نے کہا کہ ماجرا کیا ہے؟ تحقیق کی جائے ان لوگوں نے کہا تم نے اس عورت سے زنا کیا ہے بچہ پیدا ہو گیا پھر بھی پوچھتے ہو کہ کیا ہوا جریج نے کہا اچھا تم اس بچہ کو لاؤ بہرحال بچہ لایا گیا جریج نے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر بچہ کے پاس جا کر انگلی سے اس کے پیٹ میں کونچا اور پوچھا یَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْكَ اے بچہ تمہارا باپ کون ہے؟ قَالَ فُلَانٌ الرَّاعِیْ دودھ پیتے بچہ نے کہا فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔ لوگ اپنی اس غلط حرکت پر بہت پشیماں اور شرمندہ ہوئے جریج کو چومنے اور چاٹنے لگے اور کہنے لگے ہم تمہارے لئے سونے کی عبادت گاہ بنوا دیتے ہیں مگر جریج اس پر راضی نہ ہوئے اور کہا جیسے پہلے تھی اسی طرح بنا دو چنانچہ ان لوگوں نے پہلے کی طرح عبادت گاہ بنوا دی جریج نے کہا لوگو آج میرے اوپر جو زنا کی تہمت لگائی گئی ہے سنو غور سے کان لگا کر سنو یہ میری ماں کی بدعا کا اثر ہے میں نے ماں کی پکار کا جواب نہیں دیا تھا جواب میں کوتاہی کی تھی تو میری ماں نے کہا تھا تیری موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ تیرے اوپر زنا کی تہمت نہ لگ جائے۔

خلاصہ اور نتیجہ

دوستو! خلاصہ اور نتیجہ یہ نکلا کہ ماں کی بدعا سے بچو ماں کے حکم پر فوراً لبیک کہو دیکھو جریج کتنے بڑے بزرگ تھے ماں کی بدعا سے بچ نہ سکے زنا کی تہمت میں شامل ہو کر رہے ماں نے جو بدعا کر دی تھی وہ پوری ہو کر رہی۔

نکتہ کی بات

دوستو اور بزرگو اور نوجوان بچو! ایک نکتہ کی بات میں تمہیں بتلاؤں اس واقعہ سے چند

Scanned by CamScanner

چنانکہ جریج اعلیٰ درجہ کے متقی پرہیزگار اور عابد تھے مگر عالم دین نہیں تھے دین کے مسائل سے واقفیت نہیں تھی اگر آپ عالم دین ہوتے تو نفلی نماز کو توڑ کر اپنی ماں کی پکار کا جواب دیتے اور یہ پریشانیاں جو سامنے آئیں انکا سامنا نہ کرنا پڑتا اسی لئے کہا گیا ایک عالم دین ایک ہزار عابدوں پر بھاری ہے۔

مسئلہ

دوستو! ایک مسئلہ سنو اگر اولاد نفلی عبادت میں مشغول ہے اور والدین یا ان میں سے کوئی بھی پکارے تو اولاد کو پہلے والدین کی بات سننی چاہئے البتہ بعض لوگوں نے ایک اثر جس کی سند جید ہے اس سے استدلال کیا کہ نفلی نماز میں اگر والدہ پکارے تو بچہ ضرور جواب دے کیونکہ یہ صنف نازک کمزور ہمت اور کمزور طبیعت کی حامل ہوتی ہے اور اگر باپ نفلی نماز میں پکارے تو نماز نہیں توڑیگا مگر نماز جلدی پڑھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوجائے قال مکحولٌ اذا دعتکَ والدتکَ وانتَ فِی الصلوٰۃ فَاَجِبْھَا وَاِذَا دعاکَ اَبُوکَ فلاَ تُجِبْہُ حَتّٰی تَفْرُغَ مِنْ صلاتکَ (بیہقی شعب الایمان (اسنادہ جید)

ماں باپ کی تعظیم کا ضابطہ

گرامی قدر مسلمانو! آپ حضرات نے جو اقوال واقعات اور احادیث سنی ہے اُن احادیث میں زیادہ تر والدہ یعنی ماں کی خدمت کے متعلق سنی ہیں اس سے آپ بالکل یہ مطلب نہ نکال لیں کہ والدہ ہی خدمت کی مستحق ہیں اور ابا کچھ نہیں دوستو! ایسا کچھ نہیں باپ بھی اگر اولاد کیلئے بددعا کردے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو ماں کی بددعا کا ہے فتاوی عالمگیری جلد ۵ صفحہ نمبر ۳۶۵ میں ایک ضابطہ لکھا ہے کہ تعظیم واحترام میں باپ کا حق زیادہ ہے اور خدمت وانعام میں ماں کا حق زیادہ ہے یعنی دونوں ہی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے مگر بوقت تعارض یہ ضابطہ ہے مثلاً دونوں ایک ساتھ پانی مانگیں اور دونوں کو ایک ساتھ دینا ممکن نہ ہو تو ماں کو مقدم رکھا جائے اور دونوں کوئی حکم دیں تو باپ کی اطاعت کو مقدم رکھا جائے گا۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ ماں کی مالی خدمت یعنی روپیہ پیسہ سے زیادہ کرنی چاہئے

کھانے پینے میں دیکھ بھال رکھنی چاہئے وہ اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے اور باپ کی اطاعت وفرمانبرداری خوب کرنی چاہئے باپ کی نظر اولاد کی اطاعت وفرمانبرداری پر رہتی ہے اگر اولاد فرمانبردار ہے تو باپ خوش رہتا ہے۔

والدین کو خوش رکھنے کا ثواب

احادیث میں دونوں ہی کو خوش رکھنے کیلئے فرمایا گیا ہے اسلئے کہ ماں اور باپ دونوں کے دونوں جنت کے درمیانی (بیچ) دروازے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کو نصیحت فرمائی ہے کہ تمہیں اختیار ہے اگر تم چاہو ان دروازوں کی حفاظت کرو اور اگر چاہو تو ضائع کرو۔

بے حساب روزی

میرے پیارے بچو! اگر تم چاہتے ہو کہ ہم مالدار ہوجائیں ہمیں خوب روزی ملے رزق کے دھانے ہمارے کھل جائیں تو علماء نے فرمایا کہ اگر آدمی مالدار ہونا چاہتا ہے تو وہ اپنے والدین کی خدمت کرے اور اگر چاہے کہ میں علم میں ترقی کروں بڑا عالم بن جاؤں تو اپنے اساتذہ کی خدمت کرے گویا کہ ماں باپ کی خدمت سے روزی میں ترقی ہوتی ہے اور اساتذہ کی خدمت سے علم میں ترقی ہوتی ہے دوستو! اللہ نے ہمیں ماں باپ کی وجہ سے بڑی اونچی اور عمدہ دولت سے نوازا ہے ان ماں باپ کی جتنی بھی قدر ہوسکے کرلینی چاہئے ماں کی خدمت کرنیکی وجہ سے حارثہ بن نعمان کو جنت میں قرآن پڑھنے کی سعادت نصیب ہوگئی۔

حارثہ بن نعمان کو جنت میں قرآن پڑھنے کی سعادت

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو وہاں میں نے قرآن کریم پڑھنے کی آواز سنی میں نے فرشتوں سے معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہے جو قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے فرشتوں نے بتایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں حضرات صحابہ نے یہ بات سنی تو ان کے دل میں یہ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی کہ حارثہ کو یہ فضیلت کیسے حاصل ہوئی کہ جنت میں قرآن کی تلاوت کررہے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہ بن نعمان کو جنت میں تلاوت قرآن کی سعادت اپنی ماں کی

Scanned by CamScanner

خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنیکی وجہ سے حاصل ہوئی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تین دعائیں مستجاب ہیں

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعائیں قبول کی ہوئی ہیں ان میں کوئی شک نہیں (۱) مظلوم کی بددعا (۲) مسافر کی دعا (۳) باپ کی اولاد کیلئے بددعا ماں کا بھی یہی حکم ہے (ترمذی)

باپ کی بددعا پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا اس واقعہ کو آج بھی اساتذۂ دارالعلوم دیوبند اپنے اسباق میں سناتے ہیں۔

مرادآباد کا واقعہ

فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب مرادآبادی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مرادآباد میں ایک لڑکے نے اپنے باپ کو پیٹنا، مارنا شب وستم کرنا شروع کیا سر بازار پیٹتا جارہا ہے لوگ اپنی دکانوں پر کھڑے دیکھ رہے ہیں اور اس باپ کو تھوک رہے ہیں عار دلا رہے ہیں کیسا باپ ہے اولاد سے پٹتا جارہا ہے مگر باپ خاموش ہے زبان پر سکوت ہے مرادآباد سے باہر جاکر دونوں کے دونوں ایک کنویں کے پاس جاکر ٹھہر گئے اب باپ بولتا ہے بیٹا تیری کوئی غلطی نہیں میں بھی اپنے باپ کو پیٹتے پیٹتے اور مارتے مارتے یہیں تک لایا تھا آج اس کا بدلہ مجھے مل گیا میرے باپ نے کہا تھا جیسا تو میرے ساتھ کررہا ہے ویسا ہی تیرے ساتھ بھی کیا جائیگا اس لئے میرے بچو اور نوجوانوں والدین کی بددعا سے بچو آپ نے دیکھ لیا جریج کی ماں نے بددعا کی جریج کا کیا حشر ہوا مرادآباد کے ایک باپ نے بددعا کی دنیا ہی میں دکھلا دیا گیا روایات میں آتا ہے ظالم ظلم کرے قاتل قتل کرے اولاد باپ کو ستائے آخرت میں تو سزا ملے گی ہی مگر دنیا میں بھی ایسے لوگوں کو رسوا ہونا پڑتا ہے۔

تیری کرنی کے ملیں گے تجھ کو پھل آج جو بوئے گا وہ کاٹے گا کل

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کرکے دیکھ جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مرکے دیکھ

گناہ کبیرہ

مشکوٰۃ شریف میں ۴۹۴۵ نمبر کی حدیث میں ہے حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گنہگاروں میں سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بخش دیتے ہیں مگر والدین کیساتھ بدسلوکی مستثنیٰ ہے اس گناہ کی سزا مرنے سے پہلے دنیا میں بھی دی جاتی ہے۔

عدل وانصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

آخری بات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں کیا فائدہ ہیں اور حسن سلوک نہ کرنے میں کیا کیا وعیدیں اور سزائیں ہیں یہ سب باتیں ہمارے سامنے کھل کر آگئیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے ماں باپ نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں یا ضعیف اور کمزور ہوں ہم ان کی پوری پوری خدمت کریں اور خدمت کرکے دونوں جہاں کی بھلائیاں کمالیں اپنے حق میں جنت کے فیصلے کرالیں حدیث میں صاف آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ممبر پر چڑھے تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہلاک ہوجیو وہ شخص جس کے والدین زندہ ہوں اور وہ ان کی خدمت کرکے جنت نہ کمالے حضورؐ نے فرمایا آمین سوچنے کا مقام ہے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بددعا فرمارہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہہ رہے ہیں۔

دوستو! اس آدمی سے بدبخت کوئی نہیں جو اپنے والدین کی خدمت نہ کرلے ماں باپ کی خدمت بعض مواقع پر واجب بعض مواقع پر مستحب بعض مواقع پر فرض ہوجاتی ہے جس طرح اللہ کے نبیؐ نے والدین کی نافرمانی پر وعیدات بیان فرمائیں ہیں اسی طرح خدمت کرنے پر اجر وثواب کا وعدہ بھی فرمایا ہے چنانچہ حدیث میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی دن میں ایک مرتبہ اپنے والدین کو رحمت کی نظر سے دیکھے تو اُسے اللہ تعالیٰ حج مقبول کا ثواب عطا فرماتے ہیں حضرات صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ اگر دن میں کوئی

سو مرتبہ دیکھے کیا جب بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے آپ ؐ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ بہت بلند و بالا اور پاکیزہ ہے مطلب یہ کہ والدین کو محبت واحترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ تعالیٰ مقبول حج کا ثواب عطا فرماتے ہیں یہ اجر وانعام اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی وسیع رحمت کے سامنے کچھ بھی نہیں اگر وہ چاہے تو اس سے بھی بڑا اجر عطا کر سکتے ہیں۔ (مظاہر جدید جلد ۵ صفحہ ۵۲۲)

اولاد کیلئے پیغام

اولاد کے اوپر ماں باپ کے بہت سے حقوق ہیں ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے ملنے جلنے والوں کیساتھ حسن سلوک کرتا رہے صرف ان کی زندگی ہی میں نہیں بلکہ والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد اگر ان کے دوست واحباب کے ساتھ حسن سلوک کو برقرار رکھتی ہے تو والدین کو عالم برزخ میں اس صلہ رحمی کا فائدہ پہونچتا رہیگا اسی طرح والدین کی زندگی میں جان ومال سے ان کی خدمت کرنی چاہئے دل سے تعظیم کرنی چاہئے مرنے کے بعد برابر دعائے مغفرت کرنی چاہئے والدین کے عہد وپیمان جہاں تک ممکن ہو پورے کرنے چاہئے۔

اولاد کا احسان

اولاد کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کا کوئی احسان والدین پر نہیں ہوتا کوئی اولاد یہ کہے کہ میں نے اپنے ماں باپ پر فلاں فلاں احسان کیا ہے یہ سب غلط ہے ماں باپ کے میرے اوپر جو احسانات ہیں میں نے سب کا بدلہ چکا دیا یہ بھی غلط ہے اسلئے کہ ماں باپ کے احسان کا بدلہ اولاد چکا ہی نہیں سکتی اس لئے کہ ماں باپ اولاد کی تربیت میں جو پاپڑ بیلتے ہیں ان کی مکافات ہو ہی نہیں سکتی اس کا بس ایک ہی راستہ ہے کہ زندگی بھر ماں باپ کی خدمت کرتا رہے دعائے مغفرت کرتا رہے تو انکے احسانات کی کچھ مکافات ہو سکتی ہے۔

احسان کا بدلہ

دوستو اور میرے پیارے بچو! یہ بات پایۂ تکمیل کو پہونچ گئی کہ اولاد کا کوئی بھی احسان والدین کے احسان کا بدلہ نہیں بن سکتا ہاں صرف ایک صورت میں امام ترمذیؒ نے روایت نقل کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یَجْزِی وَلَدٌ وَالِداً اِلَّا اَنْ یَجِدَہٗ

مملوکاً فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَہٗ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ماں باپ یا دونوں غلام ہوں اور اولاد آزاد ہو اور وہ اپنے ماں باپ کو خرید لے تو وہ خریدتے ہی آزاد ہو جائیں گے پس گویا کہ اولاد ہی نے ان کو آزاد کیا اولاد کا یہ احسان تو والدین کے احسان کا بدلہ بن سکتا ہے کیونکہ والدین کو آزاد ہونے سے شرف حریت حاصل ہو رہا ہے اور غلاموں کے زمرہ سے نکل کر آزاد لوگوں کی صف میں شامل ہو جائیں گے پس گویا کہ ان کی نئی زندگی اور نیا وجود مل گیا بس اس صورت میں ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔

بہر حال ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے ماں باپ کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ خدمت کرنیکی سعادت نصیب فرمائے۔

آمین ——— آمین ——— آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

Scanned by CamScanner